

جلد اول

مقالات الفضل

مجموعہ

ترجمہ و تفسیر از مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب
پیشوا، مدرسہ اسلامیہ، لاہور

- فی سبیل اللہ
- سیدہ ادریسہؓ کی خدمت میں
- اذان کی گونج
- اذان کا فلسفہ
- اذان کا فلسفہ
- اذان کا فلسفہ
- اذان کا فلسفہ

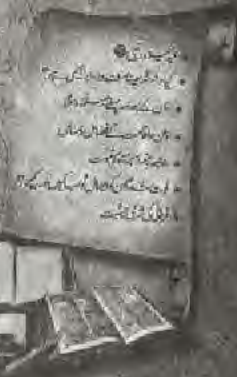
مکتبہ خدیجہ القیسیہ

مجلد اول

مقالات اللفاضل

جلد اول

تأليف: محمد باقر المجلسي
مطبعة: دارالكتاب العربي
الطبعة: الأولى 1400 هـ



مكتبة دارالكتاب العربي

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

کسی بھی شخص یا ادارے کو ناشر کی اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی جملہ کسی بھی صورت میں کاپی کرنے یا پرنٹ کرنے کی اجازت نہیں ہے

نام کتاب	مقالات ابو الفضل رحمہ اللہ
مصنف	مولانا محمد اظہار اللہ سیالوی مدظلہ
تخریج	مولانا شکور احمد سیالوی
باہتمام	مولانا محمد عمران ندیم سیالوی
کیپرنگ و ڈیزائننگ	حافظہ محمد فرمان علی رضوی
تاریخ اشاعت	کیم ربیع الاول 1432ھ فروری 2011ء
تعداد	1000
قیمت	240 روپے

ملنے کے لیے

مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
مکتبہ نیاء القمر جامعہ شمسہ رضویہ، بہاولپور
نظامیہ کتاب گھرانہ بازار، لاہور
مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ، لاہور
مکتبہ فضل حق خیر آبادی دربار مارکیٹ، لاہور
پروگرام بکس اردو بازار، لاہور

اجمالی فہرست مقالات ابو الفضل

- 1 انتخاب 5
- 2 پیش لفظ 7
- 3 حالات مصنف 9
- 4 تفصیلی فہرست 13
- 5 عید میلاد النبی ﷺ 27
- 6 کیا درود شریف صرف درود براء ہی ہے؟ 101
- 7 اذان کے بعد اور پہلے صلوٰۃ و سلام 129
- 8 اذان و تکبیر کے فضائل و مسائل 141
- 9 دعا بعد از نماز جنازہ کا ثبوت 159
- 10 فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیوں اور کیسے؟ 175
- 11 قربانی کی شرعی حیثیت 201

انتساب

ہم اپنے والد گرامی کی اس کاوش عظیمہ کو



کی خدمت میں اس یقین کامل کے ساتھ پیش کرتے ہیں اس سے قبلہ
والد گرامی کی روح کو تسکین ہوگی اور ہمارے لیے باعث نجات۔

غلامان پیر سیال احیاء رحمۃ اللہ علیہ

محمد وسیم الرضا اسد سیالوی محمد نعیم الرضا سیالوی
محمد سلیم الرضا سیالوی محمد عمران ندیم سیالوی
محمد کامران بلال سیالوی

پیش لفظ

برصغیر پاک و ہند میں کئی اہل علم ایسے ہیں جنہوں نے اپنے قلم سے بے لوث اغنی و نلو
آلہ اور للیٰلے الشاہد بکتکم الغائب کی ذمہ داری کو بطریق احسن پورا کیا۔ انہی نابینہ
روزہ ستیوں میں ایک حسین نام رکس الدین محمد السہیلین حضرت علامہ مولانا ابو
الفضل محمد اللہ سیالوی نور اللہ مرقدہ کا ہے۔ جنہوں نے شب و روز کی محنت مشاقہ سے
مشق رسول ﷺ سے معمور قلب صالح کے ساتھ زیارب ایسا قلم اٹھایا جس کی نوک میں
نکھن نہیں بلکہ اک نور مستور ہے۔

تبدیلی روزگار کے ساتھ آپ کی اس کاوش عظیمہ کو ترتیب جدید، تخریج و جویب
اور کاربھی جس کی سعادت آپ کے خالوادہ ہی کے ایک بلند ذوق، شیریں سخن، فاضل
عزیز مولانا شکور احمد ضیاء سیالوی حفظہ اللہ کے حصہ میں آئی۔

ترتیب جدید میں فاضل موصوف نے مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا۔

- حوالہ جات کی تخریج
- عربی عبارات کی تکمیل
- سہل پسندی کے پیش نظر مفہوم پر قرار رکھنے کے ساتھ عبارت میں رد و بدل اور قطع برید
- از سر نو عنوان بندی
- لہجہ اس کی ترتیب جدید
- بحر اعراف کا استعمال
- علامات ترتیب کا استعمال

قارئین کرام! آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر اور عزیز موصوف حفظہ اللہ کی تخریج کو
ادبی نظر کرنے کے بعد یقیناً داد دینے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

اس مقام پر قبلہ والد محترم کے جملہ معاونین بالخصوص حکیم محمد سعید سلطانی دام اللہ فیوضہ کو بھولنا کفرانِ نعمت کے مترادف ہو گا۔ اور آپ کے شاگردانِ عزیزان مولانا محمد حیات بخشی و مولانا قاری ذوالقرنین رحمہما اللہ کا ذکر و فاترک کرنا بھی میرے نزدیک گنہگارِ جلی سے کم نہیں۔

نیز قبلہ رئیس المدین کی رفیقہ حیات (میری والدہ مرحومہ) کی وفاؤں کو سلام عقیدت پیش کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ جنہوں نے زندگی کے نقیب و فراز میں اپنے بلند ہمت جیون ساتھی کی معیت میں تبلیغِ دین میں آمدہ رکاوٹوں اور مشقتوں کو برداشت کیا۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا كَمَا رَحِمْتَ رَبِّيَّانِي صَغِيرًا

اللہ رب العزت اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے تلمیذِ شریفین کے ساتھ لمس کرنے والی اُس رنجِ عرشِ خاک کا صدقہ ان تمام کو اجرِ جہیل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ و نسیہ

قبار واد پیر سیال محمد عمران ندیم سیالوی

خادمِ گلستان ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ

(مدیر سنیاء العلوم جامعہ حمید رضاویہ، بہاؤ شاہ سرگودھا)



مولد و نشا: سرگودھا اور کجرات کے حکیم پر مشہور زمانہ ”راغھا“ (عاشقِ بھر) کے قصبہ ”نخت بارادہ“ کے شمال میں تقریباً ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ ”بہاؤ شاہ شریف“ میں ”خواجہ“ قبیلہ کے (سلطان شمس) سے شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر اسلام لانے والے ”پڑوسی“ نامی بزرگ (سیدنا مصلح) سادہ لوح نیک سیرت با کردار مہیاں قلام محمد صاحب (جو کہ ابتدائی دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ و بھراستہ تھے) کے دولت کدہ میں 9 ستمبر 1999 بمکری مطابق 22 جولائی 1942ء کو بوقت چاشت تولد پزیر ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: آٹھ سال تک آبائی پیشہ میں مشغول رہنے کے باوجود صرف قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی بلکہ تدریسِ ناظرہ کے ساتھ ساتھ مقامی خواندہ افراد سے ابتدائی فارسی کی تحصیل بھی کی۔

حالی تعلیم: بعد ازاں 1950ء میں والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت علامہ مولانا محمد صدیق صاحب بہادہ نشین آستانہ عالیہ توکلہ مجیدیہ سید اشرف (خلعِ کجرات) میں حاضر ہوئے اور والد نے کلمہ تحریر کرتے ہوئے ”کریم“ سے لے کر ”ہادیہ الدین“ تک پچھے۔

اعلیٰ تعلیم: 1964ء کے اوائل میں والد گرامی کے وصال پر طلال کی وجہ سے اجازت سے واپس گھر لوٹ آئے مگر صرف پندرہ دن بھی نہ گزرتے پائے تھے کہ تحصیل علم کا شوق بھر پائے لگا معاشی مشکلات کے باوجود چند تیس کی پھٹی کے لئے "جامعہ ضعیفہ" گزری شاہ لاہور میں علی مرکز کا انتخاب کرتے ہوئے قریباً پندرہ ماہ تک حضرت قبلہ مفتی محمد حسین صاحب فیضی (مہتمم جامعہ ڈاکو) حیدر اعظمی حضرت قبلہ مفتی عبدالعزیز صاحب (امپارنٹ دارالافتاء دارالافتاء) دوران علامہ محمد عبدالغنی صاحب شرف قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ) اور جہان علم و فضل کے آقا رب درخشندہ حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی (سابق شیخ الحدیث سیال شریف) جیسی عظیم ہستیوں سے استفادہ کیا۔

مبلی زندگی:

1965ء کی جنگ کے بعد مؤخر الذکر استاذ گرامی نے موضع سلاوالی (سرگودھا) میں "غیاظیہ جامعہ ضعیفہ رضویہ" کے نام سے ایک ادارے کی دلخیز بنی ڈالی۔ بشمول زیر ملاحظہ استی (حضرت تذکرہ و ممدوح) استاذ القراء قادری محمد یوسف صاحب سیالوی (حال میں دینہ) استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب بھٹوالوی (سابق شیخ الحدیث جامعہ ضعیفہ داولپنڈی حال اسلام آباد) مع دیگر احباب بعد از رمضان المبارک وہیں منتقل ہوئے۔ استاد محترم نے نہ صرف شبانہ روز کی محنت بلکہ اس کہ ساتھ ساتھ تمام تر بار کفالت کو بھی اپنے مقفل کندھوں پر برداشت کیا۔ تعلیمی سال کے اختتام پر مفکر اسلام مفسر قرآن ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب لائبریری رحمۃ اللہ علیہ (سابق چیف جنرل دفاتر شری عدالت پاکستان) کے دست حق پرست سے دستار بندی کے بعد گھر واپس ہوئی۔

1970ء کے اوائل میں لاہور کی مرکزی درس گاہ "حزب الاحناف" میں امام الحدیث محمد جامعہ حضرت علامہ مولانا سید احمد شاہ صاحب کے زیر سایہ عرصہ چار سال تک ہدایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کتب کی تدوین کے ساتھ ساتھ مولانا ہور پور سے عربی، قادری اور اردو داخلہ کا امتحان پاس کیا۔

1971ء میں فقیر مذکور نے آپ کی بابت جملہ امور کی ذمہ داریاں اٹھاتے ہوئے لاہور کی تدوین کے لیے جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں بھیج دیا۔ قریباً اڑھائی برس تک لاہور میں قاضی مبارک، صدر امیر زاہد اچال اور اقلیدس جیسی کتب پڑھانے والے ساتھ ساتھ جامعہ حضرت علامہ قبلہ سید مفتی افضل حسین صاحب موگہری رحمۃ اللہ علیہ (غیر مجاز

دورۂ حدیث اور تکمیل درس نظامی: 1967ء میں گلستانِ حدیث اعظم "جامعہ رضویہ" فیصل آباد میں جامع المعقول والمعتول حضرت علامہ مولانا نظام رسول صاحب رضوی

دورۂ حدیث اور تکمیل درس نظامی: 1967ء میں گلستانِ حدیث اعظم "جامعہ رضویہ" فیصل آباد میں جامع المعقول والمعتول حضرت علامہ مولانا نظام رسول صاحب رضوی

حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب ملحق اعظم ہند سے استفادہ کرتے ہوئے علم توحید پر نایاب علم بھی حاصل کیا۔

حضرت موصوف نے اپنے وصال یا کمال سے چند روز پہلے آپ کو تحریر فرمایا کہ میری تفسیر باقیہ کے ساتھ ساتھ سلاسل اربعہ کے جملہ اور ادو وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

آپانی گاؤں میں والہیسی:

1978ء میں اہل بھابھڑہ کے انتہائی اصرار پر اپنے آبائی گاؤں بھابھڑہ میں لوٹ آئے۔ مرکزی جامع مسجد تاجدارہ ہند کی امامت خطابت کے ساتھ ساتھ "فیاء العلوم جامعہ شمسہ رضویہ راجستھان" قائم کیا۔

آپ کی زیر سرپرستی جنی ترقی ہوئی وہ مکاشفائے "عہدہ" کے بود بخودیدہ ہے اور "لیس الغیر کا معانیہ" بیان کی حدود سے برتر و بالا ہے۔

لیکن وصال کے بعد بھی آپ کے روحانی فیضان میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ دوسرے فیاء العلوم ترقی کی منازل طے کرتا گیا۔ اور اب محمد اللہ شعبہ حفظہ و تفسیر، مجموعہ و قراءت، دور کی نظامی، کچھ بڑے اور سکول ایجنٹیشن میں بی، اے تک کی کلاسوں کا اہتمام ہے۔ جس میں طلباء و طالبات مختلف اساتذہ کی زیر نگرانی اپنی علمی پیکاریں بجا رہے ہیں۔

علامہ ازہر مقامی تنظیمات "انجمن غلامانِ محمدیہ سال" اور "مجلس دعوۃ اسلامیہ" بھی آپ ہی کے افکار کی ایک جھلک ہیں۔

تلامذہ:

یوں تو بہت سے حلاشیانِ علم نے آپ کے سامنے نواہے تگڑے تہ کیے اور آپ کے شہرِ علم سے اپنی کشتیوں کو سیراب کیا مگر چند مشہور تلامذہ میں راقم الحروف سب سے

علامہ مولانا حامد محمد حیات چشتی (مرحوم) سابق مدرس مدرسہ فیاء العلوم علامہ مولانا قاری محمد ذوالقرنین (مرحوم) سابق مدرس مدرسہ فیاء العلوم

علامہ مولانا مفتی محمد رمضان سیالوی خلیفہ جامع مسجد دار حضرت داتا گنج بخش

علامہ مولانا محمد الطاف تیروی نائب خلیفہ جامع مسجد دار حضرت داتا گنج بخش

علامہ مولانا قاری احمد رضا سیالوی نائب علم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

علامہ مولانا محمد عبدالحکیم افغانی (پشاور)

علامہ مولانا قاری محمد سلیمان صاحب (سیالکوٹ)

علامہ مولانا قاری محمد سلیم صاحب (کراچی) شامل ہیں۔

تکالیف:

1. قربانی کی شرعی حیثیت (مطبوعہ)
2. ترجمہ رسالہ وہابیہ (غیر مطبوعہ)
3. کیا درویش شریف صرف دروہا پر ہی ہے؟ (مطبوعہ)
4. دعاء بعد از نماز چارہ کا ثبوت (مطبوعہ)
5. اذان و تکبیر کے فضائل و احکام (مطبوعہ)
6. نظام الاوقات دائمی نقشہ برائے بھابھڑہ و مضائقات (مطبوعہ)
7. تعامل حسین رضی اللہ عنہ و یزید علیہ السلام (غیر مطبوعہ)
8. اردو شرح نام حق (غیر مطبوعہ)
9. روزہ میں شک و غیرہ کا استعمال (غیر مطبوعہ)
10. عکس القاتل اردو سے عربی (غیر مطبوعہ)
11. عید میلاد النبی ﷺ

(12) فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیوں اور کیسے؟

(13) اذان کے بعد اور پہلے صلوٰۃ و سلام

(ان کے علاوہ بھی آپ نے متعدد کتب و رسائل مرتب فرمائے)

وصالِ پُر ملاں:

24 مئی 2001ء بمطابق یکم شب ربیع الاول 1422ھ بروز جمعرات آپ نے راجہ اہل کو لبیک کہا۔

اور اگلے روز 25 مئی 2001ء بروز جمعہ صبح 10 بجے آپ کی نماز جنازہ ہوا کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت مولانا محمد طریقت غلام حبیب الدین معظمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ معظم آباد شریف نے پڑھائی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد عبدالکلیم شرف قادری رحمہ اللہ جیسی عظیم الشان علمی اور روحانی شخصیات نے شرکت کی آپ مدرسہ ضیاء العلوم جامعہ حمید رضاویہ کے ایک گوشہ میں عواستراحت میں جہاں آپ کی توجہ صبح شام قال اللہ وقال الرسول کے تراویح سے سرور ہوتی ہے۔

﴿ورحمہ اللہ تعالیٰ وجمعناہم اجمعین﴾

المصرتب:

محمود حکیم الرضا سندس فیاض

تفصیلی فہرست مقالات

عید میلاد النبی ﷺ

صفحہ نمبر	عنوانات
28	عیدِ باری تعالیٰ
29	عیدِ رسول مقبول
30	عیدِ خاریطہ
33	عیدِ اول (عیدِ میلاد النبی ﷺ پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات)
33	ظہانے پریشان
35	پہلا سال (عیدِ میلاد النبی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟)
36	وال کا خلاصہ
37	پہلا سوال کا جواب
37	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سکوت فرمانے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی
37	آیت کریمہ اور اس سے ثابت ہونے والی باتیں
38	حدیث نمبر 1
38	حدیث نمبر 2
39	حدیث نمبر 3
39	انٹرنل کی چیز کو حرام کہا منسوخ ہے اور یہ شیطانوں کا کام ہے

15	آیت کریمہ
16	حدیث شریف
17	مفسر <small>رحمہ اللہ</small> کے ذکر کرنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی (6 مثالیں)
18	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کرنے سے کوئی کام حرام نہیں ہوتا
19	مثال نمبر 19 (مساجد کے بار)
20	مثال نمبر 2 (مطالعے اربعہ غیرہ کا غلبہ میں ذکر)
21	وہ الحالی جو رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کو رخصتا کرنا کہتا ہے پندہ تھے مگر کائنات میں بھی رائج ہیں۔ مثال نمبر 3 (جنتی اور عطا)
22	مثال نمبر 4 (مسجود کی زیبا نش)
23	مثال نمبر 5 (مساجد کے غراب)
24	مفسر <small>رحمہ اللہ</small> کسی جہ سے اپنے اپنے مذہب کا کام بھی ترک فرما دیتے تھے
25	پندہ کا کام ترک کرنے کی وجوہات
26	مکی جہ (خوف فریت)
27	دوسری جہ (خوف کفر)
28	تیسری جہ (عدم ضرورت)
29	چوتھی جہ (اپنے حقوق میں امت پرزی)
30	پانچویں جہ (خوف مال)
31	چھٹی جہ (عدم مسرت)
32	ساتویں جہ (تھکان مگرین)

33	آخر میں جہ (عدم احتیاج)
34	تیسری جہ (اس وقت غیر مسلموں کا شمار ہوتا ہے)
35	دوسری جہ (عدم مضرت)
36	چوتھی جہ (اعلمت) کا ثبوت قرآن وحدیث سے
37	مفسر <small>رحمہ اللہ</small> کا ثبوت عظمیٰ میں
38	اعلمت (میں میلا دھانے) کا طریقہ
39	مفسر <small>رحمہ اللہ</small> کا اعلمت کرنے (اور اس پر خوشی منانے)
40	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعلمت کرنا
41	صحابہ کا اعلمت میں آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے سامنے وقف ہونا
42	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعلمت کے لیے آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی قیادت میں جلوس اور غلامیے تکبیر و رسالت
43	سرکاری آمد پر جذبات کے ایمان افروز مناظر و ایات کا خلاصہ
44	اکام کا تعلق علت سے ہوتا ہے نہ کہ غرض و مقصد سے
45	ذکر و رضا ایک قرآن وحدیث سے ثابت ہے
46	دوسری کا برین کا جلوس میلا دھانے کی قیادت کرنا
47	اشتہار میں آونے والا دوسرا اعتراض (شاید علی کا مہیا میلا دھانے کرنا)
48	جواب
49	غیر مسلموں کو یہ کہہ کر شروع کیا جائے والا ہر کام نہیں ہوتا
50	سرکاری سر میلا دھانے والے ارشاد ملک مفسر کا تعارف

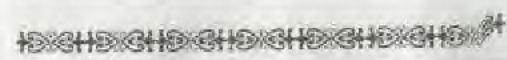
51	حصہ دوم (حضور ﷺ کے یوم وصال کی تحقیق)	75
52	حضور ﷺ کے یوم وصال کے بارے میں 7 روایتیں	75
53	مواہقین و مخالفین کی تصریحات کہ 12 ربیع الاول یوم وصال نہیں	76
54	بارہ ربیع الاول کے یوم وصال نہ ہونے پر دلیل	76
55	میںوں کی تواریخ کی چار صورتیں	78
56	بارہ ربیع الاول کے یوم وصال نہ ہونے پر ایک اور دلیل	79
57	خود روایتیں پر اعتراضات	80
58	پہلا اعتراض اور اس کا جواب	80
59	دوسرا اعتراض	80
60	جواب	80
61	ایک اور جواب	83
62	دو ربیع الاول کے یوم وصال ہونے کی روایات	85
63	تیسرا اعتراض اور اس کا جواب	86
64	2 ربیع الاول کے یوم وصال ہونے پر ایک اور دلیل	87
65	فائدہ چلیز (آپ ﷺ کے وصال کی تاریخ، دن اور وقت کا تحقیق)	88
66	اگر 12 ربیع الاول کو یوم وصال مان لیا جائے تب بھی اسے یوم عید کہنا ممنوع نہیں	89
67	یوم وصال ہونے کے باوجود یوم عید ہے	89

68	آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا ہے لے بھر ہے اور آپ ﷺ ہمارے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں	94
69	سوال و جواب (صحابہ کرام کے انگلیں ہونے کی وجہ)	95
70	سوال و جواب (ہم اٹھارہ کمبوں نہیں کرتے)	95
71	سوال میں آنے والی مختلف عیدوں کا بیان	96
72	سوال و جواب (عید میلاد پر ہر سال صیغہ نہ پڑھنے کی وجہ)	98
73	آئندہ مراجع	99

کیا درود شریف صرف درود ابراہیمی ہے؟

سیر شاہ	موضوع	صفحہ نمبر
74	لکھ نگر یہ	103
75	ہمارا موقف	103
76	قرآن کریم سے ثبوت	104
77	آیت سے ثابت ہونے والا پہلا مسئلہ	104
78	اس پر حوالہ دیا	104
79	سوال اور اس کے 2 جوابات	106
80	آیت سے ثابت ہونے والا دوسرا مسئلہ	108
81	اس پر حوالہ دیا	108
82	سوال اور اس کے 2 جوابات	109
83	مختلف ائمہ اور درود کا کہنے پر دلائل	110

84	امام سہادی کی فیصلہ کن مہارت
85	سوال اور اس کے 2 جوابات
86	درد و پناہ کی بیماری کی انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ خاص ہونے پر علاج
87	احادیث مبارکہ
88	ان کی قیمتی بجزئی کا فیصلہ
89	حدیث شریف
90	امام حاتم <small>رحمہ اللہ</small> کا فیصلہ
91	امام شافعی <small>رحمہ اللہ</small> کا فیصلہ
92	حافظ کے گھر کی گواہی
93	درد و پاک میں آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی پاک کا ذکر
94	درد و پاک میں انبیاء کرام <small>علیہم السلام</small> کا ذکر
95	درد و پاک میں صحابہ کرام <small>رضی اللہ عنہم</small> کا ذکر
96	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا زہد ہونے پر دعا
97	اس پر حوالہ جات
98	اور ان کے کلام
99	تجربہ نمونہ کی پرورش درد و پاک
100	نمازیں کے گھر کی آواہیاں
101	حوالہ نمبر 1 (طریقہ نصاب)



102	حوالہ نمبر 2 (شہاب قادی)
103	حوالہ نمبر 3 (طریقہ نصاب)
104	حوالہ نمبر 4 (درد و شریف) کے ساتھ شریف طریقہ نصاب اور نصاب
105	حوالہ نمبر 5 (امام ابو حنیفہ)
106	درد و حوالہ جات سے ثابت ہونے والے امور
107	حاجی احمد ادا شدہ گھر کی کا فیصلہ
108	کتاب و مراجع

اذان کے بعد اور پہلے صلوٰۃ وسلام

نمبر نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
109	مبارک و مکی	131
110	قرآن پاک سے ثبوت	131
111	حکم کی روایتیں	132
112	احادیث سے ثبوت	133
113	حدیث نمبر 1 (اکثریت و رد و نفی کی نجات اور نفی کا باعث)	133
114	حدیث نمبر 2 (اور پاک باعث رحمت اور عیب شفاعت)	134
115	سوال اور اس کے 5 جواب	135
116	حدیث شریف	136
117	کتاب اذکار سے ثبوت	137



147	136	گنگ کی اذان میں نا اہل القاد
147	137	بروز اذان مسجد سے باہر لگایا جائے
148	138	کتاب فقہ سے سوال جات
149	139	کتاب فقہ سے سوال جات
149	140	اذان سننے والا جواب دے
150	141	شہر و قریب کا جواب دینے وقت فضیلت والے لکھات
150	142	سی علی الصلوٰۃ اور سی علی الفلاح کے جواب کے لکھات
151	143	گوٹھے پر نہ کر آگھوں پر نہ کرے
151	144	سوال اور اس کا جواب
152	145	اذان سننے والا روز و شریف پر نہ کرنا کرے
153	146	مؤذن روز و شریف پر نہ کرنا کرے
153	147	اذان سننے والا ہر مرد و عورت اذان کے بعد ادا کرے
154	148	اذان کے بعد عجمیت میں وقف کریں
154	149	عجمیت کے مسائل
154	150	عجمیت کے لکھات
155	151	عجمیت ذرا جلدی جلدی کہے
155	152	عجمیت ہاتھ پھوڑ کر کہے
155	153	عجمیت مؤذن ہی کہے اس کی اجازت سے کہی جائے
155	154	عجمیت سننے والے عجمیت کا جواب دیں

118	137	سوال اور اس کا جواب
119	138	پرست کی تلقین
120	139	سوال سے وجہ جات
121	139	جنت
122	140	کاغذ مزاج

اذان و تکبیر کے فضائل و مسائل

123	143	فضائل اذان
124	143	قرائتیں رسول ﷺ
125	144	قرآن تا بھی ﷺ
126	144	مساکن اذان
127	144	مکر بار وقت اذان سن کر کہی جائے
128	145	بے وضو اذان پڑھنا مکروہ ہے
129	145	اذان تک آؤں کہے
130	145	واضحیٰ سننے کی اذان کر دے
131	146	بجداؤ اور اذان اذان کہے
132	146	بے تیز را جھ پٹنے کی اذان کر دے
133	146	قبلہ ہو کر اذان کہے
134	146	اذان کے وقت کانوں میں اٹھیاں ڈالنا
135	147	عام اذان کے لکھات

166	مثال	172
166	حدیث نمبر 5	173
167	حدیث نمبر 6	174
167	سوال و جواب	175
168	حدیث میں مطابقت	176
168	سوال و جواب	177
169	عمل صحابہ سے استدلال	178
169	اثر نمبر 1	179
169	اثر نمبر 2	180
170	اقوال فقہاء سے استدلال	181
170	حوالہ نمبر 1	182
170	حوالہ نمبر 2	183
170	حقائق کے گمراہ کن گواہی	184
170	نمبر 1	185
170	نمبر 2	186
170	نمبر 3	187
171	سوال و جوابات	188
172	نوٹ	189
174	آخذ و مراجع	190

155	تفسیر مجاہد کریم	156
156	آخذ و مراجع	158

دعا بعد از نماز جنازہ کا ثبوت

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
157	تقدیر حق	160
158	ہمارا دعویٰ	161
159	قرآن کریم سے استدلال	161
160	آیت نمبر 1 اور اس سے استدلال	161
161	آیت نمبر 2	162
162	آیت نمبر 3	162
163	خاندانِ نبوت کی تعمیر	163
164	آیت نمبر 4	163
165	امام دین سے استدلال	164
166	حدیث نمبر 1	164
167	حدیث نمبر 2	164
168	حدیث نمبر 3	164
169	سوال و جوابات	165
170	حدیث نمبر 4	165
171	سوال و جواب	166

فوت شدگان کو ایصال ثواب کیوں اور کیسے؟

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
181	فوتی کا حق	177
192	ایصال ثواب بعد از وصال	184
193	قرآن کریم سے طالع کو خیر نام کرنے کی ممانعت	184
194	تختہ آیات سے استغاثہ دہانی	184
195	امدادیت سے طالع کو خیر نام کرنے کی ممانعت	185
186	شم شریف کے 7 اہم کی تفصیل	186
197	نمبر 1 کا ایصال ثواب	186
198	نمبر 2 کا حق و کرنا اور ہر کسی کا کھانا	188
199	نمبر 3 کا بزرگوں کو اسی کر کے 2 کا ادا کرنا	189
200	حدیث شریف سے ثابت ہونے والے مسائل	189
201	سوال و جواب	190
202	نمبر 4 کا ساتھ رکھ کر چھنا	192
203	نمبر 5 کا لوگوں کو کھانے کے لیے جمع کرنا	192
204	نمبر 6 دن کو مقرر کرنا	193
205	حدیث شریف	193
206	سوال و جواب	193
207	امدادیت سے وعت کی شرعی وضاحت	194



208	تاجین کے گھر کی گامبیاں	195
209	اس پر 8 جوار جات	195
210	حدیث شریف	197
211	فتح شریف پر سنہ کا طریقہ	197
212	وفا کے ایصال ثواب	198
213	بائت و مزاج	200

قربانی کی شرعی حیثیت

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
214	میں منظر	202
215	قربانی اور دنیا الٹا کرنے کے بارے میں شک و شبہات	203
216	مضمون نگار کی قرآن میں تحریف	204
217	تحریف مذکور	204
218	مضمون نگار کی ذمہ داری حدیث میں اللہ تعالیٰ	205
219	تردید	206
220	عیسائی کے مذہب کی تاریخ	207
221	دور نبوی میں ایصال پر بحثیں	208
222	استغاثہ و جواب	208
223	محدثین کے نزدیک دونوں ایصالیں یکساں ہیں	209
224	استغاثہ و جوابات	211
225	عیسائی کی اللہ کے پاس عظمت	211
226	مضمون نگار کا دور و اس کا طالع	211



227	اس کا ترجمہ صرف قرآن سے ہی ثابت نہیں ہو سکتا
228	چیمبر اسقاط
229	آیات سے قرآن
230	احادیث سے قرآن
231	کیا احادیث قرآنی مستزید ہیں
232	چیمبر اسقاط
233	ایک قرآنی پوری قوم کی طرف سے کافی نہیں
234	اسرار و جواب
235	اللہ بیت آپ ﷺ کی قربانی پر استغاثہ کرتے تھے
236	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قربانی
237	سیدہ علیہ السلام کی قربانی
238	سیدہ جابرہ علیہ السلام کی قربانی
239	قرآنی قراءت اول سے تیسرا
240	مہر کارنے امت کے کھلے دستوں کو قاب میں کر لیا
241	حضرت یحییٰ بن زکریا کی قربانی
242	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی
243	حضرت مہاجر بن یحییٰ کی قربانی کی وضاحت
244	حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قرض سے کر قربانی کرنے کی اجازت عطا فرمائی
245	اللہ بیت کامل عبادہ کے مقابلہ میں کوئی وقت نہیں رکھتا
246	قرآنی کے متعلق ائمہ مجتہدین کے اقوال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ





حمد باری تعالیٰ عزوجل

میری نظر یا الہی ہدم
گوشت کی ہر شے کی جھج
خیر سے جلوسے جہاں ہیں تمام و کثر
کتنی ہے مکی پھولوں میں رنگ و بو
مظہر ہیں تیری قدرت کے شجر
جیل کتنی ہے مکی کو تکو
ہر گل پہ ڈالی پہ تیری نظر
آواز ہے آتی لکھی سو پہ سو
میں ہوں کالی نورانی ہے تیری عرشہ
ہے ازل سے بھی تو - ابد ہو گا تو
سوز صدیق ہے دستاورد دل عرشہ
نزع و شراعت کی ہو مکی کنگو
تیری ذات کو پامانی نے جلوہ گر
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
دن میں جس ہے اگر شب میں قدر
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
ہو اشارہ خیرا گویا ہوں حجر
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
چک چک بھی دیا ہے تیری خبر
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
تو ہے باقی اور باقی ہے میرا ذکر
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
مکان ہے کاحیا، جرات حیدر ہے
اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

جَلِّ جَلَالَهُ عَمَّ نَوَافِلُ

وکلان

گوشت کا ہر ذرہ اسرار
نیا و طہر ہر ذرہ اسرار
ہر ذرہ اسرار (میرزا)

نعت رسول مقبول ﷺ

جہاں دلو مبارک ہو محمد علیہ السلام
خدا کی راہ رکھانے جہاں کے رہنا آئے
مبارک آیت ہو دین کو دینے آئیں جتنی جتنی
فرشتے قرئی اعلیٰ سے جاتے مرزا آئے
فلک کے دہانے کو اور حکمت کے سکھانے کو
بعد شرف تولد علیہ السلام کی ہیں دعا آئے
فلک کو ختم کیے کرے ظلالی بشریت
بشر کے واسطے خیر البشر اور خدا جہاں آئے
بشارت حضرت محمدی علیہ السلام نے دی تھی جہاں کی دنیا کو
نبوت کے گل کی ہیں وہی اب اپنا آئے
عبیت اعلیاء جہاں ہر اسے تھے کرتے اپنی امت کو
ہے تم کو ایمان لانا کہ چپ وہ چیلے علیہ السلام
مکی رحمت ہیں دنیا کی مکی بخشش ہیں جہاں کی
جہاں کرب رہیں لے سونوں پر کہ ہیں میری دعا آئے
مکی سارے جہانوں کیلئے رحمت ہیں بن آئے
انہیں کے در پہ جہاں بھی جاتے انجاء آئے
خدا جہاں نے عقبتیں بخشا ہیں کئی آئے واسطے کو
شہان ذات بھی بن کر یاں گدا آئے
اسد مہر لہ دیکھے کہ پہلے بھی کرم ہو گا
مرے تاریک دل اندکب تیری شیا آئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

قد یہ عقبت: گوشت کا ہر ذرہ اسرار



تقریظ

استاذ العلماء و فخر الفضلاء حضرت علامہ جان محمد خان نور کی مدد و امداد
 شرفی بدایہ الہ افضل الشہادت صاحب لہذا مکتبہ کلمہ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 رمضان شریف کی آمد پر یہ جہیزت قبول فرمائیے اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کی تیرہ
 برکات سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوئے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
 پندرہ شعبان المبارک کو آپ نے "الذبیح الاخصواض عن عبد السميع لاد" اللہ
 موصوف پر رشحات قلم عطا فرمائے جسے جس کا میں نے خود بھی فخر و مفاخر کیا اور مولانا خیر محمد
 صاحب مدرک داد اعلوم کو بھی عطا کرنے کے لئے دیا۔ انھوں نے بھی اس کو فخر و مفاخر کیا
 آپ کی کاوش کو از حد ہر اہل ان کی رائے بھی آپ کی طرف ارسال خدمت ہے جہاں تک میں
 دیکھنے کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے خوب تحقیق فرمائی اور بے شمار مواہجات جمع فرمائے
 فہم کو ان شاء اللہ صرف خود گھر پر محدود کیا بلکہ ان کے باطل اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا
 میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور عام لوگوں کیلئے ایسا
 نفع عام کرے (آمین ثم آمین)

والسلام
 جان محمد خان نور

تقریظ

فخر المحدثین حضرت علامہ شیر محمد خان صاحب مدظلہ العالی
 مفتی دارالعلوم کربوئیہ مجیدہ شریف
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 یہ فخر رسالہ جس موضوع سے مطلق تحریر کیا گیا وہ وقت کا بین غاضق تھا کیونکہ
 اللہ کی بکریف آوری اور ماہ مبارک کے موقع پر دو غلام جس کے دل میں حبیت رسول کی شمع
 لہجہ ہے اور آپ کی آدھ کو اللہ کریم کی نعمت مٹھی اور فضل عظیم بھرتا ہے وہ اس موقع کو نہیں ست
 لکھ دوسرے خوشی و سرور اور فرحت و انجسار کا اظہار کرتا ہے اور امت مسلمہ اس کام کو ایمان کی
 قیادت اور اہل مکمل سمجھتی ہے۔
 ان اہل زمانہ میں جو لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو سلطان کہلاتے ہوئے بھی اس
 عدالت و گروہی سمجھتے ہیں اور اللہ کریم کی نعمت پر خوشی کا اظہار کرنے والوں پر حق ترین حق سے
 کہتے ہوئے جھجک بھی محسوس نہیں کرتے۔ تو ایک سادہ لوح مسلمان اپنے سلطان ہونے پر بھی
 افسانے لگاتا ہے۔ اس لئے علامہ زمانہ پر یہ فرض ہے کہ ان بے پاد اعتراضات کا مدلل جواب
 امت مسلمہ کے چہرے سے نقاب کشائی کریں اور امت مسلمہ کی حوصلہ افزائی کریں۔
 و اللہ اعلم
 علامہ شیر محمد خان نور

و اللہ اعلم
 علامہ شیر محمد خان نور

پلیٹا توڑائی ہے۔ کیونکہ اس دور میں کوئی بات بغیر دلیل کے منہ بھی گوارا نہیں کی جاتی اور حق امر
یہی ہے کہ چار دلیل کوئی بات کرنے سے گرج کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر اعتدال نہیں ہوتا اور
نہ ہی تاریکی کی طبیعت کو تسلیم ہوتی ہے اور ساری کاوش و مشق کی نظر ہو جاتی ہے۔

تو وقت کے اس تقاضا کا اپنی طرف غلطیاں رکھا گیا ہے یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تاکہ ایک
مسلمان کے پاس ایسا اٹھارہ آجائے کہ جس کے ذریعے اس کا نواز و مستحب کام کرنے والوں پر
اعتراضات کرنے والے حضرات کا منہ قہراً بند دیا جائے تاکہ امت مسلمہ کو تسلیم رہے کہ
ہم حکام کو کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔

آخر جسے سرکار دہلیاں اللہ کے حکام وقت کے ہر سے میں محمد اور جدید تحقیق چلنے کی گئی ہے
اس لئے اس زمانہ کا آخر تک پڑھنا اس مضمون پر ہونے والے اعتراضات کی قطعی قبول ہے۔
اللہ کریم قاضی ثلیل کو اجر عطا فرمائے اور دین حنیف کی پیش از پیش خدمت کرنے کی توفیق
مرمت فرمائے۔

شیر محمد خان

مدیر مجبور و شریف



حصہ اوّل

عید میلاد النبی ﷺ پر وارد ہونے والے
اعتراضات کے جوابات

سنتھانے پریشان

جیسا کہ ہمیشہ سے مذہب حق اہل ملت و امت کا مذہب باطلہ اور فرقہ وارانہ کی طرف
سے ہلچل و پھار اعتراضات اور بے بنیاد افواہات دائر کیے جاتے ہیں۔

کئی وقت ان کے اعمال پر اعتراض ہے تو کبھی وقت ان کے عقائد پر۔ اگر آج
”حق“ اہل نفس“ ہیں تو کل پر ”عمر و فطرت“ اہل عدیت“۔ اگر کبھی کوئی تاریخی ان سے تہ و دارا
ہے تو کبھی ”باصحی“۔ اگر ایک وقت میں ان کے مدعیان ”مرزائی“ ہیں تو دوسرے وقت
”عسائی“۔ کبھی ”زہریہ“ سے پیچھا آزادی ہو رہی ہے تو کبھی ”آریہ“۔

اس حال یہ سلسلہ غیر القرون سے لیکر تا آج پوری جاری ہے۔ بھول شاعر

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

پرواز مصطفیٰ ﷺ سے شرار بلو لہمی

کبھی اعتراض حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونے کا ہے تو کبھی صحابہ کے نہ
ان کے کابھی تابعین سے عدم نقل کا ہے تو کبھی تبع تابعین سے عدم ذکر کا۔ کبھی امام سے نہ



لئے کا ہے تو بھی عدم مل گا۔

مگر حیرت کی انتہا ہو جاتی ہے کہ کبھی اسی قسم کے کسی عمل کی ان کے دین اور حرم میں نشانہ دہی کی جاتی ہے تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی وجہ تراشی لی جاتی ہے۔ لیکن اہل سنت اپنے اعمال و معمولات تو ایمین فہم اور احادیث مراد یہ بلکہ آیات قرآنیہ سے استخراج کر کے بھی جان کر رہتے۔ کبھی بدعت کا کوئی اور کبھی صراحت قرآنی کا مطالبہ کبھی صحاح ستہ تو کبھی صرف اور صرف بخاری و مسلم کی شرط طائفہ کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ آئندہ طور میں پیش خدمت کیا جائے گا۔

فَاِذَا لَقِيتَ الْبَشَرَ فَاَنْتَبِ

ان ہی نے بنیاد و سوالات و اعتراضات کی ایک کڑی اہل حدیث پر چھ تو وہی سنائی بہاؤ الہی کی طرف سے عید میلاد پر اسی سال شائع کردہ ایک دورانیہ عقلمت ہے۔ جس میں ”پہلا ناچہ اور نیا بھیس“ والا طریقہ اختیار کرتے ہوئے سال ہا سال سے نواب زادہ سوالات سے وہ سوالات حج چند ایک بچتا تاقت و افترا آت انتہائی سو فیاد اور اخلاق ساز زبان میں پیش کئے گئے۔

چند احباب کے قلم نے یہ بندہ ان اور دیگر حرام مکمل سوالات کے جوابات خدا کے لم یزل کی تو لیں اور معایت سے صرف اور صرف قرآن و حدیث و فقہ سے پیش کرے گا اور اسی کے فضل و کرم سے

اَذْفُغِ الْاِلٰہِی سَبِیْلَ وَتَبْتَ بِالْجَمْعِیَةِ وَالْمَوْجِبَةِ الْحَسَنِیَةِ

پر عمل کرتے ہوئے بیہودہ اور کرے ہوئے غلات سے گریز کرتے گا۔

وَعَا فَوْفَقَیْ اَلْاِبَالِہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاَلِیْہِ اَرْجِیْ

عیدہ اراہی

ابراہیم محمد اللہ و سیدنا نبی

پمفلٹ میں کئے گئے اعتراضات

پہلا سوال۔ عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ سوال کیجئے مولوی۔

12۔ اہل الاول کا دن آنحضرت ﷺ کی نبوت کی ذمہ کی 23 مرتبہ آیا۔

2۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 2 مرتبہ آیا۔

3۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 10 مرتبہ آیا۔

4۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 12 مرتبہ آیا۔

5۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 5 مرتبہ آیا۔

6۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 20 مرتبہ آیا۔

7۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رضی اللہ عنہم نے عید نہیں اور اگر کرام کے دور میں بہت مرتبہ آیا مگر عام آدمی کی طرح مکرر نہ جاتا۔

اگر اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر محمد حنین و چاندون آ کر کرام نے میلاد النبی ﷺ منایا تو پھر ہم کیوں مناتے ہیں؟

یہ کیجئے اپنے مولوی صاحب سے کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں میلاد النبی ﷺ کون کو بھیجا

اجیدہ یا جا تا تھا؟

کیا علقائے راشدین کے دور میں عید میلاد النبی ﷺ کے جشن منائے جاتے تھے؟

کیا اہل بیت و چاندون آ کر کرام یا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کبھی عید میلاد النبی ﷺ کے بطور کی قیادت کی تھی؟

اگر نہیں تو ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟

سورہ کیجئے 1۔ سیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی تاریخ کی ایک بات کی تکیاں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیوں پر بہت سے گنہگار نہیں صبر میلا را لہی ﷺ کا جواب حاصل کرنے کا خیال کیوں نہیں آیا؟

کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت پاک، محدثین، چاروں ائمہ کرام کو (نور پاؤں) رسول اللہ ﷺ سے محبت تھی کہ آپ کا جشن نہ مناتے؟

سوا کر جشن میلا والہی ﷺ نہ منانے والے رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں رکھتے اور گستاخ ہیں جو ان جشن منانے والوں کے نزدیک سب گستاخ ہوئے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اور آج کے یہ مولوی عاشق رسول ﷺ ہیں۔ غواہ علی حلالہ کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کہتے ہیں کہ جنوں کا لودہ حوائس ۱۳ اور ۱۴ سکو آؤں کرو۔ بازار چانوہ اصول بجا۔ شریک فضیلت خواہرنا۔ دیکھیں پکا اطلوے پکا اور ہمیں کھانا۔ خواہ چاہے بھوکے کھریاؤ۔ سوچ سلا تو ایہ عید میلا را لہی ﷺ نہیں ہے۔ بلکہ ان طوطہ خور مولویوں کی عید ہے جن پر اس دن طرح طرح کے لٹے بٹے کھانوں کی بارش ہوتی ہے۔ لاپرواہان کا دماغ خراب ہے کہ وہ آپ کو اس بدعت سے راہیں؟

معرض کے پہلے سوال کی موارت لفظ بلفہ شتم ہوئی۔

پہلے سوال کا خلاصہ:

قارئین! یہ ہے پہلا سوال جو عید میلا را لہی ﷺ پر اس پمفلٹ میں کیا گیا جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل چیز میں آیا۔

(۱) حضور ﷺ سے اکثر تک لکھی گئی یہ عید نہیں منانی، جس سے یہ مطلب لینا حضور، معرض ہے کہ چونکہ یہ عید اکثر تک نہیں منانی تھی لہذا مع ما جائز اور بدعت ہے۔

(۲) اگر یہ عید منانا قلوب و اعظامت بہت ہوتی تو وہ معزات ضرور مڑتے۔ لیکن نہیں لہذا نہ

آپ ﷺ سے اعظامت بہت۔

(۳) یہ کہ عید نہ منانے والوں کو گستاخ کہا جاتا ہے جس سے ان معزات کا گستاخ ہونا لازم آتا ہے (نور پاؤں)

(۴) عید میلا دہانے والے کو کھانا اور سواروں وغیرہ جس خرافات کا حکم دیتے ہیں۔

(۵) یہ بھول ذلی معاویہ یعنی نہ پڑتین خداؤں کے لالچ کی وجہ سے ٹکس روکتے۔

اب ہم سرور احوالات کا جائزہ لیتے ہیں کیا یہ بیوقوف بہ حق ہیں یا بیوقوف برباد۔

پہلے سوال کا جواب:

ہم کہتے ہیں کہ آقا ﷺ کے ذکر کرنے اور ذکر فرمانے اور آپ کیے زیارات میں نہ ہونے بلکہ قرآن کے نہ پان کرنے سے کسی چیز کا منکر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سکوت

فرمانے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی

ایسی قرآن پاک میں ہے:

”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“ (مائدہ آیت ۵۷، ۵۸)

ترجمہ: ۵۷: جس چیز کا تمہیں حکم دیں تو اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں معلوم ہو گئیں۔

تعبیر (۱) اٹھا اور اس کا رسول ﷺ جس چیز کا حکم دیں اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

تعبیر (۲) جس چیز سے منع کریں اسے چھوڑنا ضروری ہے۔

دلی تیسری صورت وہ ہے کہ ”ممنوع فرما لیں اور نہ حکم دیں“ تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ تو اس کا

الْقَهَّابِي وَالْأَسَاطُ وَالْخُلُقُ ثُمَّ يَنْفُكُ بِهَا إِلَى الْكُفْرَةِ لِيَكُونَهَا إِنْفَاكًا.

ترجمہ: آپ اپنی قربانی کو فدا کر دیا اہم کے پکڑنے پر تاکہ شریف کو ارسال کرتے ہیں اور وہ تاجر پر چڑھا رہے تھے۔

(موطا امام مالک، کتاب الحج، باب العمل فی الہدیٰ حتی یصلوا، ص: 400، حدیث نمبر 849، قدیس مکتبہ خانہ)

حالانکہ حضور ﷺ نے ایسا نہ کیا نہ فرمایا نہ آجکے زمانہ میں ہوا۔

مثال نمبر 15: عمر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف چڑھایا۔

بذی القلوب (ترجمہ) مصنف شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص: 151، ص: 102، تاریخ طبری، ج: 4، ص: 177۔

مثال نمبر 6: سیدہ عاتقہ رضی اللہ عنہا نے بعد کی جنگ اذان زکریا کی جگہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک نہیں تھی۔

(صحیح بخاری کتاب الجعۃ، باب الاذان یوم الجعۃ، ج: 1، ص: 124، حدیث نمبر 870، جامع الترمذی، أبواب الجعۃ، باب ما جاء فی اذان الجعۃ، ج: 1، ص: 229، حدیث نمبر 516، مشکوٰۃ وعمالیہ)

تو کیا ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس میں کوئی عیب دیکھا؟ یا آپ کا قوی جاری ہو گیا نہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نہ کرنے سے کوئی کام ممنوع نہیں ہوتا جگہ وہ جہیز میں تھا کہ وہ مکان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آفری امام تک تھا وہ آج میں عمارت بلکہ بہت اہمیت دوسرے لوگ ان میں ہیں اور ہیں۔

مثال نمبر 9: مساجد کے بنانے حضرت عمر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نہ کئے۔

دیکھیں بذی القلوب ترجمہ ص: 124۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے تو مالک آپ ان سے شریعت اللہ تعالیٰ ہے کچھ نہیں شریعت ہے۔

مثال نمبر 2: حضرت علقمہ نے اربعین جنین کریمین اور مولیٰ دواعی سلطنت مصر میں

کے ساتھ گرامی حیدر ارمین کے طیارہ میں دو حضور ﷺ کے پائے نہ علقمہ نے جبکہ طیارہ میں بعد کی جنگی ہوتے ہیں آپ اگر کوئی کہے کہ پچھلے ال حدیث مولیٰ سے کہا کہ یہ شایہ اور حیدر سے کہیں نہ پڑھا اگر یا تو قاتل حضور ﷺ کیوں نہ کیا تو یہ کیسی ہوگا؟

وہ کام جنہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے

ناپسند سمجھا مگر وہ مخالفین میں بھی راہ ہیں

مثال نمبر 3: بکرمات فرما ہے وہ ملے ملے جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضور ﷺ اپنے قریب تھے وہ انہیں ملے ملے نہ تھا بلکہ علی علیہ السلام کا سوا اہل تھا۔

لَمَّا كَانَ عَشِيرَةُ الْهَيْمِ مَسْفُوفَةً يَدُ الْيَمِينِ النَّاسُ فِي كُلِّ مَيْمَنٍ لَقَاءَ لَمْ يَزَلْ يَأْتِي النَّاسَ يَحْمِلُونَ قَوْلَ وَدَّكَ أَنْكَ لَمْ يَكُنْ قَوْلًا لَمْ يَكُنْ يَوْمَ قَالَ لَمَّا لَمْ يَفْهَمِي مِنْ قَائِلِكِ أَوْ لَمْ يَكُنْ أَنْ أَمْلِكُكُمْ وَأَلَى اتَّخَذْتُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَتَخَوَّلُ رِجَالَهُ السَّاعِيَةَ عَلَيْهِمَا.

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کو ہر جمعرات کو اڑھارے تھے انھیں ایک اور نے عرض کیا کہ اسے ابو عبد الرحمن اچھے یہ بہت پسند ہے کہ تمنا آپ پر راہ جمعیت فرما کر ان سے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ان بات سے صرف یہ مانع ہے کہ میں تمہیں طالع میں اڑا کر دیکھوں کہ تمہارا اور میں تمہارا پسے تو خیال رکھتا ہوں جیسا حضور ﷺ فرمایا تھا کہ مجھے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من جعل لأهل العلم دية معلومة، ج: 2، ص: 18، مثال نمبر 70، صحیح مسلم، کتاب صفات الصالحین، باب الاعتقاد فی الوعظ، ج: 4، ص: 18)

اور اس کی شکل مرکب سے بھی مروی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی باب کوفۃ بناء المساجد، ج 2، ص 139، حلیت نمبر 102)
ایک روایت میں ہے: کان فضیحت فحشہ یقولون ان من اضر ابط الشاعۃ انی قصہ
الغلاب فی المساجد۔

یعنی عمارت رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسجدوں میں خراب طابعت قیامت سے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب الصلوٰۃ فی الطاق، ج 1، ص 408، حلیت نمبر 110)
بلکہ تفسیر ضیاء القرآن ج 2 ص 232 پر: قال جلال الدین سیوطی: روتہ اطرطیہ لکھا کہ مساجد
کے موجود صورت کے خراب حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ بلکہ عمر بن عبدالحزین نقل فرماتے ہیں:
ولیس کما ماتہ میں ابتر ہوئی۔

اس پر ممانعت یا مخالفت و خلافات کا کوئی نہیں تو صرف اس لئے کہ اس میں کسی پرہیزگار
کے نام آتے ہیں۔

مثال نمبر 5: مسجدوں کی زیبائش اور رنگ و روغن بھی منع:

أمر عمر بن الخطاب بنسأء المسجید وقال أکفی الناس من التطرف والاکف انی فحشوا
نصفهم ففطن الناس۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مساجد بنانے کا حکم فرمایا اور مزارک فرمایا کہ لوگوں کو ہمارے
سے بچاؤ اور مساجد کو سرخ و زرد کر کے لوگوں کو فحشیں ڈالنے سے بچو۔

(اصحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب بیان المسجید، ج 1، ص 44)
ایک طویل ارشاد میں مرکب سے فرمایا: لا تزیّنن بالمعزّ لریب۔ ترجمہ: مسجدوں کو شیشوں
سے حسین نہ کرو۔

(المعجم الکبیر، باب الجمیم، ج 2، ص 139، حلیت نمبر 1589)

اور حضرت کعب سے مروی ہے: یجوز ان فی آخر الزمان قوم یتفحص اعضاءہم و
یوسون فی مساجدہم و یشعلون بھا عدا ینح کھلمایح النصارى فاما لعلوا ذلک
لکلمہ علیہم التلاۃ۔

ترجمہ: آخر زمان میں ایک قوم ہوگی جس کی عمریں قسویٰ ہوں گی اور مسجدوں کو موزین کریں
گے اور عیسائیوں کی طرح عمارت بنا دیں گے، میں شبہ رہا کیا کریں گے تو ان پر معصیت ڈال دی
گئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الامام فی الطاق، ج 2، ص 413، حلیت
نمبر 3893)

اور ایک حدیث میں مرکب سے فرمایا:

عنا ابن عمر بن الخطاب بنسأء المساجد، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لا تمزخ فیہا فحشا
فی وقت التہود و النصارى۔

(مسند ابن قسطل، کتاب الصلوٰۃ، باب فی بناء المسجید، ج 1، ص 77، 76، حلیت نمبر 448)
حالانکہ یہ سب کچھ ان کے نزدیک بھی جائز بلکہ انہی وجوہات کی بناء پر سمجھتی تھیں کہ ان
کو امت مسلمہ اور حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

مشہور حدیث: بسا اوقات کسی وجہ سے اپنا پسندیدہ کام بھی ترک فرما دیتے تھے
حضور ﷺ ایک فعل کو پسند فرماتے ہوئے بھی بسا اوقات نہیں کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: العقل والخیر یحب
ان یفعل بہ۔

ترجمہ: آپ ﷺ کی بار بار ایک کام کو پسند فرماتے ہوئے بھی چھوڑ دیتے تھے۔

(اصحیح بخاری، کتاب التہجد، باب بعض النبی ﷺ علی لیل اللیل، ج 1، ص 1)

ہوا (حوالہ پچھلے گزرا) مگر آپ ﷺ نے شروع نہ فرمایا تھا۔

یا سچویں وجہ: اس لئے کہ لوگ غلط کام کریں۔

مثال نمبر ۱) صفحہ 43 پر مثال نمبر 3 کے تحت گزرا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر کار کے طریقہ پر عمل کرتے آئے ہر روز دعا کرتے گونا گونا گوتے تھے۔

مثال نمبر 2) مسواک کی ہر دھو کے ساتھ پانی۔

مثال نمبر 3: اگر عشاء کو تہائی رات کو سوئے کے بعد سو جا کر رہا۔

فأما حديثه الثاني: «لَوْ لَا أَنْ أَقْبَلَ عَلَى نَفْسِي لَا تَزْنِيَهُمْ بِأَسْوَكَ عَيْدٍ كُنِي»^{١٧٦} (صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب السواك العرقي، وليس للصائم شئ) (ص: ٢٥٩)، لَوْ لَا أَنْ أَقْبَلَ عَلَى نَفْسِي أَصْلَحْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ (صحيح مسلم: كتاب الصلوة، باب وقت الصلاة وأحوالها، ج ١، ص: ٢٢٩، حديث رقم: ١٤٧٨).

المسلمة تحتل على لولا أن اثنى على التريين لا مؤلفهم بقا غير العشاء
بالشراك عند كل صلوة من أبي ذر ككتاب الطهارة باب الوكا
1: ص 18 حديث نمي: 10: كبرجته وحسبها

پیدائشی وجہ: اس وقت گھبراہٹ شروع ہوئی۔

سوال: جیسا کہ زیادہ غیر مہملات کے قرآن پاک میں تحریر کیا، یعنی یسویں آیت اللہ ان ترفع
 الیٰ عہدوں یعنی مساجد میں کہ جنہیں اللہ نے کائنات کو تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

(النور: الآية 13) (18: 13)

ساتویں وجہ: اس کے منکرین کا ہونا۔

مثال: یہ منکرین صحابہ اہل بیت خدا نے کی ہیں۔ اسامیہا کہ شامل خطبہ نہ کیے گئے اور اب منکرین پیدا ہوئے تو شامل نہ کیے گئے۔

انٹرویو: وجہ: لوگوں کو الی لی ضرورت تھا وہاں

جسٹس: جیسے کہ انی اعراب و اشعار و مذاکریات و غیرہ کے صحابہ و مسائل کا ہونا، لیکن بعد میں عربی ہوئے کے کتب خانہ نہ تھا اور بعد میں لوگ بھی غیر عربی ہوئے کے کتب خانہ ہو گئے۔

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجل هذه الأمة.

سنا کہ ایک عالم میں سے معلوم کرنے کیلئے مسمولی تھی اسے مشابہہ ختم کرنے کے واسطے
مفسور نے نوں عمر کے روزہ کا حکم فرما کر عاشقہ کے روزہ کی یاد دہانی کی مشابہہ ختم فرما
دی اور دوسرا فقرہ کے علماء سے یہ کہ اس طرح مخالفت کیے بغیر تھی۔

داسوینس وجہ: اس وقت ٹرائی نہ ہو۔

مسئلہ: جیسے حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو مسجدوں سے منع نہ کیا بلکہ منع کرنے سے منع فرمایا اور فاروقی اعظم نے اپنے دور میں منع کر دیا۔

بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرمادیا کہ اگر حضور ﷺ کہتے جو باتوں نے آہستہ
بعد چھو کر لیا ہے تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے جیسے نبی امیر اعلیٰ کو ہر حجرہ کا کل لے لیا

اصحیح بخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد والليل ج: 1 ص: 120 حدیث 331۔ صحیح مسلم کتاب الصلوة باب خروج النساء الى المساجد ج: 1 ص: 183 احادیث (1027)۔

اور ممکن ہے کہ ہزاروں وجوہات اور بھی ہوں جن کی بابت پیشہ پڑے ہو اور اچھا کام بھی نہ کیا گیا ہو۔

جشن میلاد (اکتھا رعت) کا ثبوت قرآن و حدیث سے

آیت نمبر 9: اللہ تعالیٰ نے اکتھا رعت اور تقدیر رعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: **وَأَمَّا بِرِغْمَةٍ رَبِّكَ لَفِطْرَتٍ وَأَنْتَ**

ترجمہ: اور اپنے رب کی قسم تو میرا کرنا کرو۔

آیت نمبر 2: **وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَالْحُدِيِّ عَنْ آلِ الْاِلهِ** (آیت 103 ہارہ 4)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کی قسم پر ہیں ان کا ذکر کیا کرو۔

حدیث شریفہ: **بِإِذْنِ اللَّهِ يُحِبُّ أَنْ يُرَى الْوُجْهَةُ عَلَى خَلْدٍ** (حدیث جامع ترمذی)

اور: **الاستیعاب والانتساب** ج: 2 ص: 270 حدیث نمبر 2813)

ترجمہ: ہوا کر اکتھا رعت کرنا قرآن و ارشاد صاحب قرآن ہے۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی رعت عظمیٰ ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت میں آپ ﷺ کو رعت قرار دیا ہے

آیت نمبر 9: **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّينَ إِذْ بَقِيَ لَهُمْ رَسُولًا وَالْاِلهِ** (آیت 104 ہارہ 4)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا جبکہ ان میں رسول عظیم ﷺ رہے فرمایا۔

آیت نمبر 2: **أَلَمْ تَرَ أَنَّى أُنْزِلَ إِلَيْكَ الْوَحْيَ اللَّهُ فَخَرَّ** (ہارہ 28 ہارہ 13)

ترجمہ: کیا آپ نے ان کو اس کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس کی رعت کو ان رعت سے بدل دیا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس رعت سے مراد حضرت جو معطلہ رعت و امام ﷺ ہیں۔

(اصحیح بخاری کتاب الصلوة باب اہل بی جمل ج: 2 ص: 566 حدیث 3758)

آیت نمبر 3: **يُنْفِثُ الرِّيحَ عَلَى قَوْمٍ** (الاحقاف آیت 10)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دیتی ہوئی رعت کو جس بدلہ جب تک وہ خود بدل جائیں۔

حضرت سعدی نے فرمایا اس رعت سے مراد حضور پاک ﷺ کی رعت یا رعات ہے، (تفسیر بخاری)

ج: 14 ص: 20 تحت هذه الآية - السمو المصور ج: 4 ص: 19 تحت هذه الآية - التكميل و

المان ج: 2 ص: 83 تحت هذه الآية - التفسير مطبوع جلد لیس: 6 ص: 306)

آیت نمبر 6: **أَلَمْ تَسْتَلِمْ يَوْمَ تَبْلُغُ عَنِ النَّبِيِّ** (التکوہ آیت 30 ہارہ 30)

ترجمہ: پھر ضرور اس دن تم سے رعت کے بارے پر پوچھا جائے گا۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں **السَّجْدَةُ** **عَوْرَتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ** (یعنی حضور پاک کا رعت)

رعت ہے جس کے متعلق کفار سے جہنم میں داخلہ کے بعد بھی سوال کیا جائے گا۔

(روح المعانی ج: 30 ص: 226 تحت هذه الآية - التفسير الكبير تحت هذه الآية)

نتیجہ: وجوب حضور ﷺ رعت ہے اور رعت اکتھا رعت ضروری قوت عظمیٰ کا اکتھا رعت ہے۔

اکتھا رعت (جشن میلاد) کا طریقہ

اکتھا رعت کے لیے کسی مخصوص طریقہ کی تحقیق نہ قرآن کریم نے فرمائی اور نہ ہی کسی

مخصوص طریقہ کے خلاف کوئی حدیث میں منع فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس رعت کا اکتھا رعت بھی

یا جو طریقہ سے کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے کوئی بھی طریقہ صحیح نہیں۔

مکتبہ ذوالجلال نے فرمایا: **قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذِكْ فَلْيَفْرَحُوا** اور فرما: **اَللّٰهُمَّ**

ترجمہ : محبوب اعلان فرما وہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت اسے پختہ کیا مگر
حدیث شریف : حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى قَوْلُهُ**
عَلَى عَيْنِهِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ خود پر اس نعمت کا اثر دیکھا جائے (جسے
بریل میں "ابواب الانبياء والادب" ج 2 ص 370 حدیث 2019)

حضور پاک ﷺ کا اٹھارہ وقت کرنا (ولاوت پر خوشی منانا)

پہلا طریقہ : حضور پاک ﷺ نے ہم پر وہ عالم ﷺ نے اس روز یعنی ہر کے روز روزہ رکھ کر
اتھارہ گھر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: **كُنْتُ أَلْبِسُ النَّبِيَّ ﷺ ثَمَرِي صَوْمِ الْاَيَّامِ**
(الحديث) کہ آپ ﷺ ہر کے روزہ کی تلاش و انجام کرتے تھے (صانع مرقعہ "ابواب الصوم"
باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والعنبر" ج 1 ص 276 حدیث 245)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: **كُنْتُ أَلْبِسُ النَّبِيَّ ﷺ ثَمَرِي صَوْمِ الْاَيَّامِ**
(الحديث) کہ آپ ﷺ ہر کے روزہ رکھتے تھے۔

اور کسی پچھنے والے نے اس کی گنج گنجی تو مگر وہ بات کے ساتھ اس میں ولاوت شریف
کا ہونا بھی ارشاد فرمایا۔

اصحیح مسلم "کتاب الصيام" باب استحباب صيام ليلة يوم من كل شهر "ج 1 ص 358
حدیث 2807۔ حسن ابی داؤد "کتاب الصيام" باب في صوم الدهر" ج 1 ص 351
حدیث 2426 تصحیہ و عملیہ

نو گویا ہر کار روزہ رکھنے کی و مگر ہر بات سے ایک ہر حضور ﷺ اس میں ولاوت شریف ہونا
بھی ہے جس کے انجام پر ہر گھر کے طور پر آپ اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

دو۔ **ایضاً** **ترجمہ :** حضور ﷺ نے اپنا حق تو یہی فرمایا کہ اس نعمت کا شرف و اکرام۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ الشُّبُهَةِ**

کہ نبی ﷺ نے اٹھارہ نعمت کے بعد اپنی ذات شریف کا خود حقیقہ فرمایا۔

حسن الحکم کا لیبیسی "کتاب الصحاح باب حقيقة صوم" ج 1 ص 300 حدیث 19056۔
حسن عبد البر "کتاب حقيقة صوم" ج 1 ص 329 حدیث 903 مطبوعہ المكتبة الإسلامية
ما انکس آپ کا حق آپ کے دادا جان فرمایا تھے۔ (سبل الہدی والرشاد اصحاح اربعہ
مائدہ "باب الثالث عشر" ج 1 ص 307)

امام بخاری فرماتے ہیں۔

**وَالْحَقِيقَةُ لَا تُعَادَى فَإِنَّهُ لَيُخْلَى ذَاكَ عَلَى أَنَّ الدِّينَ فَهَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهَكَذَا
لَتُحْكَمَ عَلَى بَيْعَادِ اللَّهِ إِيَّاهُ وَحَقَّةٌ لَعْنَةُ الْيَهُودِ وَتَنْفِرُ نَفْسُهُ**

ترجمہ : حقیقہ بارہ نہیں کیا جاتا لہذا آپ کے اس فعل کا مطلب آپ کا اللہ تعالیٰ کے دست
دار رہنے کے گھر کیا اٹھارہ رحمت کیلئے اثبات ہوا ہوگا۔

السنن للبخاری "حسن الحکمہ فی عمل المولود" ج 1 ص 203 رحیل الہدی والرشاد
اصحاح ثواب مولود عقب الثالث عشر" ج 1 ص 376

یعنی امت کے لئے یہ ثابت کرنا کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی العام کرے تو اس پر اٹھارہ گھر کیا
لے (قرآن کی گنج گنجی ہر گھر سے ہو)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اٹھارہ وقت کرنا

**عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى خَلْفَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسْتُمْ؟
أَلَمْ يَكُنْ خَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسْتُمْ إِلَّا ذَاكَ فَأَلْفُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسْنَا
إِلَّا ذَاكَ. لَمَّا لَمْ يَأْتِ إِلَّا لَمْ تَسْخَبْ لَكُمْ نَهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ يَحْتَرِ لِي مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ أَقَلَّ عِلْمَهُ عِدَّتِي. وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ عَلَى خَلْقٍ مِنْ أَصْحَابِهِ**

ترجمہ : ابی سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد میں گیا تو معاویہ نے کہا: تم نے کتنا وقت گزارا؟
معاویہ نے کہا: ہم نے اللہ کا ذکر کیا۔ معاویہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے سوا کچھ نہیں دیا۔
معاویہ نے کہا: میں نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول کے سامنے نہیں رکھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے
صحابہ کے سامنے اپنے علم کے بارے میں کہا: میں نے اپنے علم کے بارے میں اپنے آپ کو نہیں رکھا۔

فَلَمَّا مَا أَجْلَسْتُمْ ؟ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحْمِلُهُ عَلَى مَا هَذَا لَا يَزِيدُنَا إِلَّا
بِعَظَمَتِهِ قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسْتُمْ إِلَّا ذَاكَ ؟ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ
أَمَّا إِنْ لَمْ أَشْفَعْ لَكُمْ فَهَبَةٌ لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
يَتَأَمَّرُ بِكُمْ الْيَوْمَ

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے
شد وصاب ہوئے اسی موقع پر ایک جماعت کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟
ہو؟ امیر معاویہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔

امیر معاویہ نے فرمایا کیا خدا کی قسم تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے فرمایا خدا
کی قسم ہم اس کے علاوہ کسی چیز سے نہیں بٹھایا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں (تم پر بھوت کی) تہمت کی وجہ سے تم لوگوں
کھلائی حالانکہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک ہر میرے بیچ والا ہے کوئی بھی مجھ سے کم حد میں
نہاں کرنے والا نہیں۔

پھر کتب رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ امیر معاویہ رضوان اللہ علیہ وسلم کے ایک خط کے پاس گھر سے نکل کر
تشریف لائے تو فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے
اور انہی اس بات پر تشریف کرنے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام بھی نصیب دیا اور اس کی ہدایت
مطابقہ کریم پر احسان فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا کیا خدا کی قسم تمہیں صرف اس چیز نے بیٹھایا ہے؟
عرض کیا کہ وہ اسمِ رسول کی قسم صرف اور صرف اس چیز نے ہمیں بٹھایا ہے۔ حضور ﷺ نے
فرمایا کہ میں نے کسی تہمت میں بھوت کے شیعہ کی وجہ سے قسم نہیں کھلائی۔ بلکہ ابھی میرے
پاس ہر اعلیٰ علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "وَلَيْكَ تَهَادِي اِسْ مَخْلُوكَا ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی
فَرِشْتُوں کے سامنے فرما رہا ہے۔"

ابن ماجہ مسلم کتاب الذکر والثناء والعبادۃ باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی
الفرج ج 2 ص 348 حدیث نمبر 7032 جامع ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء
من الدعاء یحسون فیہ کرون اللہ ج 2 ص 648 حدیث نمبر 3378 مصنف ابی نعیم
ابن ابی شیبہ باب کیف یستطیع الناجم ج 2 ص 310 حدیث نمبر 5426
(ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء)

اس بات میں تو آپ کو بھی شک نہیں ہوگا کہ اسلام اور اس کی ہدایت کا شکر چاہتے ہیں اسی
کی پاک کی آیت کا شکر یہ ہے۔

تو اندازہ فرمائیں کہ کمال میلہ کی عظمت ہے کہ ان کا اظہار رب ذوالجلال بھی سر عرض
فرشتوں کے سامنے ہدایت سے فرماتا ہے۔

اور جوں میں بھی

۔ صبح طہیر میں ہوتی بٹھا ہے ہمارا نور کا

۔ اور آج میلہ الگیا ہے گیا سہلا نور ہے

۔ اور علیہ السلام علیہ السلام

جیسی باتوں کے پڑھنے سے اس نعمت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

تلاپ آپ کے نزدیک چھو کر تفریح و تہذیب اللہ تعالیٰ کی تشریف حضور ﷺ کی دعا و شکر و سلام کی
اس کا ذکر ہوا ہوگا اور پچھلے پھرے میں۔

حالا کہ قرآن پاک تو فرماتا ہے: یَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ مَجْتَمَعِهِمْ

ترجمہ: جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کھڑے ہو کر اور لیٹے۔ (آل عمران: 104)
(۱۱۱) ہمارے

اور حدیث شریف میں آقا ﷺ نے ہر وقت اور ہر حال (بہم حالت میں شرعاً و ہائے سے ذکر
کے ساتھ مشغول رہنا چاہیے کہ اسے) میں ذکر کرتا اور شکر فرماتا۔

(جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الذکر، ج: 2، ص: 648، حثیت نمبر 3775) سنن ابن ماجہ، ابواب الادب، باب فضل الذکر، ص: 268، حثیت نمبر 3783) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں تمام اوقات میں آپ پر درود پڑھتا رہوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے خبر دے کہ میں اس سے کفایت کر سکے گا اور میرا رگڑا و معاف ہوگا۔

(جامع ترمذی، ابواب صلاۃ القیامہ، ج: 2، ص: 523، حثیت نمبر 3807) بکیر آقا کی ذات گرامی کے حقیقی خوشی کا اظہار آقا ﷺ کے سامنے وقف کیا کر بھی گیا کیا۔

(مصنوعی ایسی داۃ، کتاب الامان والصلو، باب ما یوسر بہ من ولادہ الصلو، ج: 2، ص: 114، حثیت نمبر 3304)

صحابیہ کا اظہار محبت میں آپ ﷺ کے سامنے وقف بنانا

حضرت عمر بن شعیب کے دادا رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا اے نبی ﷺ ان حضرت علیؓ و ایک بالذلف لانا اولیٰ بنیو کہ

ترجمہ: میں نے نہ رہائی تھی کہ آپ کے سر مبارک کے پاس کڑی ہو کر فخر بنائیں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہئی نہ رہی کر لے۔ (المرجع السابق)

واحد اصل میں یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ ایک جنگ میں شریک نہ گئے تھے تو اس صحابی نے نہ رہائی تھی کہ اگر آپ ﷺ باخبریت فتح یاب ہو کر شریف لائے تو میں آپ کے پاس کڑی ہو کر وف بنائوں گی جس کی آپ نے اجازت لہائی۔

اس حدیث پر لمحات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أمرہ بالوہاب لہو فکفر بالشیء ففقد هذا التصريح الذي هو إظهار الفرح

بظاہر یہ نہایت غایباً متغیراً غلیظاً

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں تمام اوقات میں آپ پر درود پڑھتا رہوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے خبر دے کہ میں اس سے کفایت کر سکے گا اور میرا رگڑا و معاف ہوگا۔

(جامع ترمذی، ابواب صلاۃ القیامہ، ج: 2، ص: 523، حثیت نمبر 3807) بکیر آقا کی ذات گرامی کے حقیقی خوشی کا اظہار آقا ﷺ کے سامنے وقف کیا کر بھی گیا کیا۔

(مصنوعی ایسی داۃ، کتاب الامان والصلو، باب ما یوسر بہ من ولادہ الصلو، ج: 2، ص: 114، حثیت نمبر 3304)

صحابیہ کا اظہار محبت میں آپ ﷺ کے سامنے وقف بنانا

حضرت عمر بن شعیب کے دادا رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا اے نبی ﷺ ان حضرت علیؓ و ایک بالذلف لانا اولیٰ بنیو کہ

ترجمہ: میں نے نہ رہائی تھی کہ آپ کے سر مبارک کے پاس کڑی ہو کر فخر بنائیں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہئی نہ رہی کر لے۔ (المرجع السابق)

واحد اصل میں یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ ایک جنگ میں شریک نہ گئے تھے تو اس صحابی نے نہ رہائی تھی کہ اگر آپ ﷺ باخبریت فتح یاب ہو کر شریف لائے تو میں آپ کے پاس کڑی ہو کر وف بنائوں گی جس کی آپ نے اجازت لہائی۔

اس حدیث پر لمحات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تو جسے تحقیق اللہ نے بڑا احسان فرمایا سو ہمیں یہ حسب ان میں ایک رسول بھیجا جنہیں اللہ نے قیامت فرمائی اور اس میں کیا کیا تو قیامت ہو۔

اور جس وقت جہنم سے نجات دینا ہو تو قرآن کا ہے و حفظہ علیہ
خُذُوا مِنْ الدُّنْيَا فَمَا فِيهَا صَاحِبٌ مُقْتَدِرٌ ﴿١٠١﴾

تو چھوٹے بچے کو دواؤں کے کنارے پر پڑے تو اس نے انہیں اس سے بچا لیا۔

اور جس وقت کی تسمیں وہب واد الجلال و العزیز کی طرف سے تھیں۔ (وہیکس کی تقریر مزید)

مکہ معظمہ دہلی میں ۳۵۸ سورۃ النحل میں بھی ہے (عراق میں اللات ہے)۔
 (۱) رسول اللہ ﷺ یا محمد یا رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔

[illegible]

سرکاری امداد پر جذبات کے ایمان اور قوم پرست طرز

حالانکہ ائمہ شیخ کے امام صدیق حسن مجتبیٰ شہید مغربہ کے عمر ۱۳۰ سال لکھے ہیں

حضرت کا میاں دین کر حضرت بنو ہار شہر خدا کا حصول اس وقت پر نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔
اسے انکار کر دیتا ہے کہ اسے انکار کرنا چاہیے۔

دور از اسلاف سے آتا تھا کہ جن میلاد و جلوس میلاد یا غسل میلاد سے کفار و منافقین

موت اس رجبی اسطر سے متحمل ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے مشرور میں وارد ہوئے تو جیسی

اس کے بعد ان کے ساتھ کھیلے وہ آپ کی تحریف آدھری پر فرحت و مسرت کا اظہار

یہ ہے (سورۃ صافات ۱۰۱) اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب بھی پوری ہو جائے گی۔ آمین

تم خالصین

صحابہ کا اگلی ہفت کے لیے آپ ﷺ کی قیادت میں

جلوس اور نثری رسالت

اور اگر خدائے تعالیٰ اور اس کی قیادت ہی سے ایمان آتا ہے تو نہ عرض کرتا ہے کہ

وہاں سے آکر اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر دستکوب لگا دیا۔

(8) باجمہ و رسول اللہ ﷺ کے نعرے کا بار

(9) آیت کے تہا کی گھنٹی کا نقشہ

اب تورا انصاف سے قاضی کہ جس کی طرف اشارہ کیا ہوتا ہے؟

ایک سوال کا جواب

اگر آپ کہیں کہ بازار کا نام، جھنڈیاں لگا کر گروں کو سمجھاتا کہاں پایا گیا؟ تو مندرجہ ذیل گروں کا کہہ چکے ہیں۔ یہ جان سے جا رہا ہے کہ شراب لائے اور صحابہ نعرے تو لگا گئے تھے جیسے یہ چیزیں مولود اور بچوں کا مٹکا ہر ہوتی تھیں مگر گروں کی کوڑے کے ذریعے گروں میں پایا زاروں میں اس پر مرد کی اور بے رحمی چھائی ہوا اور گروں میں غم کا درد دور ہو۔

جیسا جھنڈیاں تو نہیں ہوں گی، بجلی کے قلعے ڈھیلے ہوں گے، ہر جھنڈیاں اور بلب بھی دیکھنے میں آتے ہیں گے، مگر اس وقت کے سامان آرائش سے تو ہر گز گریز نہ ہوا ہوگا۔

اور یہ کوئی ذہنی شعور یا دور کر سکتا ہے کہ صحابہ، مرنے والے نہیں، ابھی مستقبل کو تو آگیا مگر پہلے ممکن ہوں، جیسے ہوں گی تو ان کی قیادت ہو کر گزرتے پہلے ہونے والی چیزوں سے مکمل بھی ہو کر جوش و خروش نہ ہو۔

کیا آپ یہ کہنے دیگا گے کہ جب سعودی فرماں روا کا نام کہے جناب کے عداوی اور مردانہ میں ملو کر ہوتے ہیں تو وہی آپ کے بازو پہنچے ہوں گے، شہادتے مذاقی زمانہ اور ضرورت روشنی ہوتی ہوگی اور نہ ہی آرائش نہ ہوگی، بجلی ہوں گی نہ ہی لگاؤ، آپ اچھا لباس پہنتے ہوں گے نہ کوئی اسطے۔

اگر یہ اور بھی یہ سب کچھ ہے تو کیا ولادت مصطفیٰ ﷺ کی غوثی سعودی فرماں روا کی آمد سے کم ہوگی؟ اور کیا امام کعبہ سے اعتراف عقیدت لازم ہے یا آج علیہ الصلوٰۃ والسلام سے؟

سوال: یہ جس کو آمد مصطفیٰ کا قیام نہ کر لادت مصطفیٰ کا؟

جواب: قرینہ کا مشاہدہ ہے کہ

احکام کا تعلق ملک سے ہوتا ہے نہ خاص و واقف سے۔

مذکورہ مشاہدہ کی حدیث پاک سے مثال

"میرے جانکرم صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی امامی (یعنی قرینہ کے دلوں) میں تشریف لائے اور میرے پاس درویشوں میں ایک بیوقوف تھا۔ اور دوسری روایت ہے کہ وہ شاعر جو کہ ان کے نام بھارت کو کہے تھے وہ گادی میں۔ اور آنحضرت ﷺ کے اپنے (یعنی ہونے تھے) انہیں ابو بکر صدیق سے انہیں جھڑکا تو آپ ﷺ نے پھر مہارنگ سے کیزا پٹایا اور فرمایا کہ اسے ابو بکر صدیق کہیں رہتے دیکھیں کہ یہ کیسے کھدائی ہیں۔

المصباح المصابی، کتاب البیضین، باب اذا قالہ الخبیث یفسد وکفین، ج: ۱، ص: 125۔
المشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الصیمن، ج: ۱، ص: 120، حدیث نمبر: 1243، مشکوٰۃ وجمالیہ، *

اس پر شامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

جس دلائل حدیث پر امام احمد تقیہ سے انہیں اور دوسرے محدثین نے اس موضوع پر اسے فرمایا۔

لہذا: یہی حدیث کی دلائل سے ایک حتمی حجت کی حاجت تھی، حالانکہ ہونے پر ہے عبد الواس کے علاوہ ان بیوقوفوں میں کہ چاہا غوثی و مردہ یا نہ ہے۔

تو حالانکہ ہو گیا ہے، صرف یہ کہ ان کے انہی نہ فرمائی مگر شیخ متذلل نے صرف اس دن کی قطعیت کی لکھنے کو سامنے رکھتے ہوئے کہ "وہ غوثی کے دن ہیں" پر غوثی کے موعج کو اہل فرمایا۔

دوسرے سوال کا جواب :

7 آئے ان امور کو حاکم کی روشنی میں دیکھیں۔

غیر مسلموں کو دیکھ کر شروع کیا جانے والا ہر کام ممنوع نہیں

میں ایسا نہیں کیا دیکھ کر غیر مسلموں کے دیکھا دیکھی کوئی کام شروع کرے مطلقاً منع نہیں بلکہ یہ وہی
اسی طرح کرنا ان کے ہی شعار کو اپنانا حرام اور منع ہے۔

مثال نمبر ۱: آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو دیکھ کر ہاشمہ کا روزہ شروع فرمایا مگر
اس کو صحابہ کرام نے طاعتی حکم کے لئے لازم فرمایا۔

(اصحیح بخاری کتاب الصوم ، باب صیام یوم عاشوراء ، ج : ۱ ، ص : 268 ، صحیح مسلم ،
کتاب الصیام ، باب صوم یوم عاشوراء ، ج : ۱ ، ص : 359)

(اور بعض روایات میں ہے کہ قریش کا روزہ حالت میں روزہ رکھتے تھے اور حضور ﷺ بھی
اس دن روزہ رکھتے تھے۔

(اصحیح بخاری کتاب الصوم ، باب صیام یوم عاشوراء ، ج : ۱ ، ص : 268 ،
اور یہودیوں کی عشا بہت کو دور کرتے کے لئے ایک روزہ کے اضافہ کا حکم دیا (خلاصہ

حدیث)

اس کی فریبت اگرچہ قسم ہو چکی مگر جواز قیامت جاری و ساری ہے۔

مثال نمبر 2

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَعْيُنَ وَلَا تَتَّبِعُوا**

تَرَجُصَةَ : اس سبب (قبلاً) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہوئے کو پسند کرتے ہیں۔

(التوبہ ، آیت نمبر : 109 ، پارہ : 11)

شان نزول : آٹھ اور دیگر صحابیوں نے یہودیوں کی عشا بہت میں صرف اپنے سوال کرتے

تھے۔

تھے نہ کہ پائی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں مسجد نبیہ شریف کے نمازیوں کے خوب
ایک سبب کی پسندیدگی کی تعریف کی گئی تو ۴۲۲ھ ان کے پاس مسجد نبیہ شریف لے گئے
اور اس کے حلقہ سال لکھا تو ان حضرات نے وہاب میں حرمین لکھا کہ ہمارے پڑوسی
میں یہودی ہیں، جب تھے جو پائی سے استغنا کرتے تھے ہم نے انہیں کی طرح عشا شروع کر دیا۔ تو
معاذ اللہ نے فرمایا اس وجہ سے تعارف کی گئی۔ تو خود حضور ﷺ اور دیگر صحابہ نے بھی
اسی طرح شروع کر دیا۔

(مسند احمد ، ابواب التفسیر ، سورۃ التوبہ ، صحیح ابن عساکر ، کتاب الوضوء ، باب ۱۵ ،
اللہ عز وجل علی العظاہر والملاء ، ج : ۱ ، ص : ۵۵ ، حدیث نمبر : ۵۵۵ ، تفسیر ابن کثیر تحت
حدہ الآیہ)

زرا خیال فرمائی کہ اگر کسی نے یہودیوں کی دیکھا دیکھی شروع کیا جانے والا ہر کام منع ہوتا تو
سنا کر کرتے ، اور حضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کی عشا بہت آپ اور ہم کرتے۔ بلکہ اس فعل
کو دیکھا دیکھا کہ غلط ہے کیسے ؟ اگر غلط ہے تو منع۔ روزہ بغیر عشا بہت جائز و مستحب ثواب۔

اس لئے تو کسی نے کیا خوب کہا : غلطاً غلطاً ذبح غلطاً کہ گناہ مجوز اور مباح لے لے۔

ملک مظفر کا صحیح تعارف

کیا ملک مظفر بے دین، بی ایمان، فاسق و فاجر تھا ؟ آج کے ہم اسی قیصر کو دس صدی
کے بعد و محدث ۱۸۵۷ء کی بیداری کی حالت میں غالباً عصر جدید است کرتے والے دنیا بھر
کی مشہور دنیا بھر کی بادشاہت کے شاہ الحدیث ، مشہور قرآن حضرت مولانا جلال الدین
علوی کی یادگاہ میں لے چلے ہیں۔ دیکھیں آپ کیا فرماتے ہیں ؟ آپ فرماتے ہیں صاحب
ازہل المملک المظفر ابو سعید کو کبریٰ بن زین الدین علی بن یحییٰ بن احمد

بنی ہاشم

الصلوک الامجاد والکبراء الا جواد کان له آثار حسنة . وهو الذي عمر
الجامع الظفري بسق قاسيون .

توضیح: پہلا وہ شخص جس سے اس کی کثرت و عبادت کا اور اہل کا ہوشیار ملک مظفر آباد میں کوکری میں
ابن الدین علی بن اسحق بن بکر کہ حضرت بادشاہوں اور عظیم ہوا میں صاحب طاقت و کرم
میں سے ہے۔ اور اس کے بہت اچھے آثار (اعمال یا عادتیں) تھے۔ اور یہ وہی ہے جس نے
قاسیون کے پاس یا اس کی مرکز کے پاس جامع مظفری نامی مسجد تعمیر کرائی۔

مزید لکھتے ہیں:

قال ابن کثیر فی تاریخہ کان یعمل الحول الشریف فی ذبیح الاول
ویحصل بہ احتیالا ہاتلا و کان شجاعا بطلا عاقلا حائما عادلا و حیدر
اللہ و احکم مشواہ .

قال وصنف لہ الشیخ ابو الخطاب بن ذبیح مجلدا فی المولد النبوی
سماء "التصویر فی مولد البشیر الذہر" فاجازہ علی ذالک بالف دینار و قد
طلبت مدتہ فی المملک الی ان مات وهو مجاہد للفرنج بسلیبہ حکامہ
فلانین و سعادۃ محمود السرا و السیرۃ .

توضیح: ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ ملک مظفر علی علیہ السلام میں سید الشریف مہاراجا
اور اس کی عظیم عقل منتقل کرتا تھا (جس کی تفصیل اسی مذکورہ عبارت کے بعد میں ملی مرتبہ الشیخ
نے درج فرمائی) اور وہ عظیم فہم و بے لاک، با وقار، عظیم بہادری، عظیم دماغ اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ
اس پر رحمت کرے اور اس کا فیضان بزرگی اور کرامت والا طے۔

ابن کثیر نے فرمایا کہ اس کے لئے شیخ ابو الخطاب بن ذبیح نے ایک کتاب بنیاد پاک
کے بارے میں "التصویر فی مولد البشیر واللبیر" نامی کتب جس پر بادشاہ نے اسے ایک
دریہ عطا فرماتے۔ اور اس بادشاہ کی مدت بڑی روز دہائی یہاں تک کہ اس نے عکائی شہر
نہرمان 630ھ کو گرجوں کا محاصرہ کیا تھا تو ایک سیرت اور ایک پانچ ہونے کے حال میں
فوج دہا۔

والسیرۃ للفتاویٰ حسن المقصد فی عمل العبد . ج : 1 ص : 189 - البدایہ والنہایہ ج :
1 ص : 159 ، 161

لیجئے کتاب یہ ہے ملک مظفر کے متعلق مفسر قرآن مجدد زمانہ محدث مفتی مولانا سیوطی
اور اہل کا خیال بھی نہیں بلکہ ساتھ ہی مفسرین کے سر تراجم ابن جوزی کے پیچھے شاگرد اور ان
کیسے کے شاگرد شہداء امام ابن کثیر کا بھی فیصلہ کہ "ملک مظفر صاحب مجد و عظیم صاحب
عاقبت آثار و علامات والا مساند کا قیصر کتبہ و میلاد شریف کا بانی و عظیم عہدہ بہادر و بطل
سیرت و صاحب عقل و خرد و عالم و عادل و ایک سیرت و پاکیزہ پانچ و اگرچہ کو گھیرے میں نے
اسے جہاد و شہر میں شہید ہونے والا مرحوم و کرم تھا۔"

لیکن آپ ہیں کہ فرماتے ہیں وہ پدین تھا ہمیش اور فضول شریف نہ جانے کیا کیا تھا اگر
باب گوہر و کی عقل پر ملک ہو تو بندہ تازیت بلکہ بندہ اللہ است بندہ کی اولاد بھی دنیا کے بزرگ و
فہم کو دکھانے اور مطمئن کرانے کیلئے حاضر ہے۔ اور اگر میں ملی پر ملک ہو تو اس ملک کا ظلم ہونا
و پاک کے میں صاحب عقل مسلم بلکہ قیصر مسلم کے اپنے حق کا رہیں اس لئے۔ لیکن کتب انکشاف ہے حق
انسان سے بھی اگر پہنچیں گے تو بہت اعجاز کرے گا۔

ابوہریرہؓ کا فرمان تو اس کا کیا مقام ہو جواز ہے؟

خود ہی کہیں جو ہم کہیں گے تو تم ہو گا

اگر کہیں کہ ہم نے انہی خلیفان سے نکل کیا تو آجے اس کی حقیقت بھی ميان ہوتی ہے وہی
الہادیؑ لایحی و ہی وہی سیوطی وہی جلد و میان صرف ایک سطر بعد لکھتے ہیں۔

قال ابن خلکان فی ترجمۃ الحفاظ ابن الخطاب بن دحیہ کان من اخیار
العلماء و مشاہیر الفضلاء قدم من المغرب فدخل الشام و العراق و استاز
ابنزل مئة أربع و مئة مائة فوجد ملکها المنظم مظفر الدین بن زین الدین بعضی
بالمولد السجری فعمل له کتاب التوہید فی مولد البشر و الطہور و طرا علیہ
بنفسہ فاجازہ بالقد تیار قال و قد سمعناہ علی السلطان فی مئة معالجس فی
مئة خمس و عشرين و مئة مائة

توضیح: ابن خلکان نے ماخذ ابن الخطاب بن دحیہ کے ترجمہ یعنی بیان میں کہا کہ وہ ترکہ و ملار
اور شیخ رقتلہ سے تھا و مغربی طاقت (انڈس و غیرہ) سے آیا پھر شام و عراق میں داخل ہوا اور شہر
ارغ سے ۶۰۴ھ میں گزرا تو اس نے بادشاہ ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین کو پایا کہ بیچارہ
اقبیل کا بہت اہتمام کرتا ہے۔ تو اس نے ایک کتاب "التوہید" مولد البشر
و الطہور "نامی لکھ کر بادشاہ کو پیش کی اور خود اس کے سامنے پڑ گیا۔ تو اس نے اس پر بڑا دربار
انعام دیا۔ بیان خلکان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کو بادشاہ کے پاس و محفلوں میں ۶۴۵ھ میں
شام سے المومنین الساجیہ ص: ۶۹۵

لکھتے آئے ہیں آپ کے مؤرخ ابن خلکان اور یہ پایادشاہ مظفر اور یہ ابو الخطاب۔

اور اسی وقت کہ آپ نے یہ بیان لکھا ہے اسے سیوطی نے لکھا اور ملار و جواز
نے لکھا کہ اس زمانہ میں کثیر نے یہاں دیکھ کر عالم عادل و اچھی سیرت پاکیزہ و اچھا لکھا۔

ابوہریرہؓ آپ میں پرست کہتے تھے جو انکے یعنی کہ عدو سے کا قی بدگئی والا لکھا اور انہی کثیر نے
ابوہریرہؓ کی اور تا دم آخر چاہتی نکل لکھا۔

ابن خلکان نے فضول خرق و عیاشی کے مہارک خطاب سے تو ان کا اسے سیوطی نے
ابوہریرہؓ کی طاعت والا اور ان کثیر نے "رحمۃ اللہ تعالیٰ و احکوم متواہ" جیسے دعائیہ
لکھا ہے کہ ان اور ان خلیفان نے آقا ﷺ کی محفلوں سے لے کر فرمایا۔

اور میں مولوی عمر بن حسن بن وجہ کو آپ و نہا پرست کتاب لکھ رہے تھے اے ماخذ
ابن طہارہ مشہور رقتلہ سے شہر کیا۔

خود کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا ترجمہ

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ملا کر ہے

ایک زمانہ سے بتائے کہ والد اپنے میں ایسے ہی روایت کو کام میں لایا جاتا ہے فیصلہ
کہ ہے۔ شاید کہ آپ کہیں جنس جناب ابن خلکان نے دوسرے مقام پر یا دوسری عبارت
کہہ لیا تھا لکھا ہے۔

ان کا جناب یہ ہے کہ

بکرہ الا تو انہی خلیفان بنی ہاشم اہل بائی و جنین و متواہ کلام والا ہو جائے گا۔

ابن خلکان نے اس زمانہ میں کثیر کی عبارت بھی تیار ہو جائے گی کہ وہ مطلب کی بات تو لے لیتے
کہ وہ دوسری بھی چاہتا ہے۔

حصہ دوم

حضور ﷺ کے یوم وصال کی تحقیق

یہ ایک سو سال آقا ﷺ کے بارے میں آراء و عقائد ہیں۔

کتاب میں سے کچھ دو بارہ اور ترجمہ کو چاہیے (تقریباً 25 تا 27 صفحہ استادی
م. الحق سید محمد افضل حسین منگلپوری میں ذکر کیا گیا۔

اور "سیرت رسول عربی ﷺ" از علامہ توفیقی صاحب 2،2،7 اور ترجمہ "جواہر الکلام" کے 12،2،1 کو ذکر کیا گیا۔

اور "مناہان نبوت" مصنف حاجی محمد اور بیس سابقہ اصغر حجیت اہل حدیث (نور فیک
لہ اسکے صفحہ 45 اور 368 پر صرف 13 ذکر کی گئی۔

اور میں نے ظہری جلد 2 صفحہ 442 اور حاشیہ بخاری جلد 2 صفحہ 640 حاشیہ لبر 6 اور مقبری جلد 2 آیت الیوم انکملت لکم اورا بعثت من الذین صفحہ 183، 15، 71، 24 اور

۱۔ اہل فتنہ اور منافقین کے خلاف قرآن و حدیث کی روشنی میں کراچی میں بھی ۱۱۲/۱۱۲ کراہ گئیں۔

بجاء ایک کلمہ اللہ

المرقم الاتم ابو الفضل محمد الله دانه السباوى



لیکن البدایہ والنہایہ میں 13 کی جگہ 10 رقیع الاول کی روایت بھی ذکر کی گئی ہے اور البدایہ جلد 5 صفحہ 224 تجلے العوام مطبعہ یونیورسٹی دہلی 282 پر 28 صفحہ اور جدول صفحہ 2 الاول لکھا ہے۔

موافقین اور مخالفین کی تصریحات کہ بارہ رقیع الاول یوم وصال نہیں ہیں ان سب میں متحدہ زمین اگرچہ 12 رقیع الاول ہے مگر بشرط الخیر معتمد مولوی اشرف حقوی دہلوی جلد 140 پر ص 140 میں لکھا ہے کہ "یہ کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ یہ صلیبیہ کے طور پر 26 پر کیا کہ اس پر اذکار شہود ہے" اور شکل ترقی صفحہ 32 کے حاشیہ پر علامہ عصام سے نقل کیا کہ "یہ تصور ہی نہیں"۔

ایسے ہی البدایہ والنہایہ جلد 5 صفحہ 225 پر لکھا اور علامہ نوید بخش قاسمی نے اپنی کتاب "سیرت رسول عربی ﷺ" کے صفحہ 27 اور دقا والو کا جز اول کے صفحہ 226 اور ترجمہ جابر لکھا کے صفحہ 27 پر لندن جرنل کا ارباب نقل کیا کہ غلطی سے لوگوں نے جانی (اور رقیع الاول) کہا اور میر (بارہ رقیع الاول) لکھا کر لیا۔

اور ابلیش کے معجزہ میں کتاب "مکشف اللہ فی معجزۃ الائمة" کی جلد 1 کے صفحہ 19 پر لکھا کہ "یہ قطعاً باطل ہے۔"

بارہ رقیع الاول یوم وصال نہ ہونے پر دلیل

اس دلیل کے سمجھنے کے لیے قیہ یا جس ذہن نہیں کر لیں۔

اصول اول :

حضور ﷺ کے پیہ الوداع کے موقع پر یا عمرہ یعنی یوم الحجہ روز ہجرت تھا۔

اصحیح بخاری : کتاب الاخصام ، باب الاخصام بالکتاب والسنة : ج : 2 ، ص : 1079 ، حدیث نمبر : 8340۔ جامع ترمذی ، ابواب التفسیر ، ومن سورۃ المائدۃ ، ج :

اور ان کی ترقی کے صفحہ 33 کا حاشیہ 15 اور البدایہ والنہایہ معتمد علامہ ابن کثیر کی جلد 5 صفحہ 57 اور 89 اور 225 اور غایت اہل حدیث نوید بخش جگہ کے مطابق امیر عاتق محمد ابن کی کتاب تاج العارفین جلد 328 اور بحر العلوم حضرت علامہ مولانا السید مفتی محمد افضل ابن شاہ رخ الخلیفہ جامعہ قادریہ فیصل آباد کی کتاب بدایہ النعمیم کے صفحات 381-23 اور ابن کثیر اور جلد اس (49)

اصول دوم :

جگہ بیت ذی الریح کی کوہ ہے یا امیر المومنین علیؑ نہیں ہے۔

اصول سوم :

وصال مبارک صبح کے دن ہوا۔

اصحیح بخاری : کتاب الاذان ، باب اصل العلم والتفصیل الحق بالامامة ، ج : 1 ، ص : 93 ، حدیث نمبر : 648۔ صحیح مسلم کتابہ التفسیر ، باب استخلاط الامام اذا عرض له فخر ، ج : 1 ، ص : 179 ، حدیث نمبر : 971۔ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب لقان الصلی علیہ ، باب ما رواہ فی کتابہ الامام علی من یرواہ اصلاً ، ج : 8 ، ص : 152 ، حدیث نمبر : (16361)

دیکھیں شکل ترقی کا صفحہ 33 اور 34 اور داری شریف کی جلد اول کا صفحہ 40 اور سوسے

جیل شرح معانی امام ذکاب کی جلد 2 کا صفحہ 296 اور البدایہ والنہایہ ج : 5 ، ص : 225 اور بدایہ

نعمیم کا صفحہ 34 ، 35 اور 36 اور تاریخ طبری کی جلد نمبر 2 کا صفحہ 440 ، 441 ، 442

اور 445 اور تحفہ الاولیاء جلد 1 کا صفحہ 79 اور شاہ عبدالقادر صحت دہلوی

کی کتاب جذب القلوب کا صفحہ 9 اور ہاجرہ النصارى کی جلد 5 کا صفحہ 205 اور شاہ عبدالقادر

صحت دہلوی علی کی کتاب ماہیت من الذین یزعمون کا صفحہ 24 اور 56 اور 83 اور سیرت مصطفیٰ

ﷺ کے صفحہ 422 اور 423 اور سیرت رسول عربی ﷺ علامہ نوید بخش قاسمی کی تصنیف کا صفحہ

467 اور ترجمہ ہوا تھا کہ اس کا صلہ 27 اور باب کے نام زادہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ ہوا۔
 کی کتاب حکیم سیرت رسول عربی ﷺ کے صلہ 464 اور ساعت اہل حدیث کے نام ہوا۔
 صدیق حسن خان بھٹائی کی کتاب اہل بیت السیرۃ کا صلہ 109 اور اہل شیعہ کی سیرت پر
 کتاب کشف الغم فی معرفۃ ائمتہ کی جلد نمبر 1 کا صلہ 20۔ ابن کثیر اور صلہ 49، 48۔

مجتہدوں کی تواریخ کی چار صورتیں

اب ہم ان تین امور کو غور کر کے اگر حساب کرتے ہیں تو 12 ربیع الاول کو کسی صورت سے
 بھی 29 کا دن نہیں بنتا اور جب یہ کا دن 12 ربیع الاول کو نہ 1276 کو سال کیسے ختم
 گا، کیونکہ یا تو ہم تین سال کو 29، 29، 29 کا سال بن گئے یا ایک 30 کا اور 29 کے باوجود 30 کے
 ایک 29 کا یا تین 30، 30 کے اور چاروں صورتوں میں 12 ربیع الاول کو یہ کا دن ہونا چاہیے
 ہے۔ تحصیل ملاحظہ ہو۔

پہلی صورت:

اگر ذی الحجہ پر مریخ کو 29، 29 کا سال بنے تو 19 ذی الحجہ بعد کے بعد ذی الحجہ
 کے 20 دن + 4 قمر کے 29 دن + 4 صفر کے 29 دن + ربیع الاول کے 12 دن توکل = 90
 دن ہوں گے۔ اور ہر گز وہ گس کو ختم ہے کہ دن کے سات دن ہوتے ہیں تو 90 کو اگر 7 پر تقسیم
 کرتے ہیں تو 12 بقیے کے چھ دن رہیں گے یعنی 84 کو بعد 90 کو سموات ہوگی۔
 تو کیا بعد 13 ربیع الاول اور 16 ربیع الاول کو آجکا اور اس سے باقی کا یہ کس دن
 9 ربیع الاول کو ہوگا اور اگر اس سے قبل والا نہیں تو بعد 2 ربیع الاول والا ہے گا۔

دوسری صورت:

اگر کوئی ایک سال 30 کا اور 29 کے لیے ہیں توکل 31 دن ہوں گے اور 12 ربیع
 الاول ہو جائے گا اور 15 یا 16 ربیع الاول ہوگا۔

دوسری صورت:

اگر کوئی دو سال 30 کے اور ایک سال 29 کا سال توکل 92 دن ہوں گے اور 12 ربیع الاول
 ہوگا تو اس طرح 14 یا 17 ربیع الاول یا 30 مکرر ہوگا اگر ہم 30 کا فرض کریں تو
 92 دن ہوں گے۔

تیسری صورت:

اب اگر تین سال 30، 30 کے ہوں تو 21 + 30 + 30 + 12 = 93 دن ہوں گے اور
 12 ربیع الاول اور 13 یا 16 ربیع الاول یا 29 مکرر ہوگا۔
 یہ حال 12 ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی ہو نہیں سکتا حالانکہ وصال شریف پیشہ ہو
 گا۔

بارہ ربیع الاول یوم وصال نہ ہو پر ایک اور دلیل

اس دلیل کے سمجھنے کے لیے دو امر ذہن نشین فرمائیں۔

امور اول:

سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 3 "اَلَيْسَ لَكُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ وَلَكُمْ" یہاں اللہ کے موعود پر ایم
 اور 19 ذی الحجہ کو تولد ہوئی۔
 تصحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ج 2، ص 1079،
 کتاب التمر: 8840

امور دوم:

محمد مصطفیٰ نے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے 81 یا 82 دن بعد
 حال فرمایا۔ دعائے الہی: "فَكَتَبَ الشَّيْطَانُ عَلَيْنَا تِلْكَ حَلِيلَةَ الْاَيَةِ اَحَدِي
 الْعَاقِلِيْنَ"۔ مجلس روایات میں اتفاقاً تلفظ میں کمی ہوئی ہے۔

میں آیا تا سلو ۵۵ ہے کہ ایک میں ایک رات چاند طلوع ہوا ہے اور دوسرے میں نہیں رہا۔
ای طلوع کے مقامات کیونکہ چاند کا سورج کی شعاع سے جدا ہونا انتظامیاتی کارروائی کے
سے مختلف ہوتا ہے حتیٰ کہ جب سورج مشرق میں رُک جائے تو مغرب میں رُک جائے اور
نہیں آتا اب دیکھیں فقہاء نے مشرق و مغرب کی کس طرح تصریح فرمائی مگر ہم جب کہ پاک
مدینہ طیبہ کو دیکھتے ہیں تو وہ دنیا کا شمال ہیں نہ کہ شرقاً غرباً کیونکہ کہ پاک کا عرض ۲۱ درجہ ۲۵
شمالی ہے اور مدینہ منورہ کا ۲۳ درجہ ۳۳ شمالی (۲۱-۲۵ = ۴ = ۲۳)۔

مثلاً مدینہ طیبہ کے سے شمال ۱۸ درجہ شمالی تقریباً ۶۰ میل شمال میں ہے اور کہ پاک
طول ۱۰۰ درجہ طیبہ کا ۵۳-۳۰ ہے کہ پاک مشرقی شمال مدینہ طیبہ مغرب میں ہے جسے سور
ایک صحت ۸ میل میں ملے کرے گا تو شمالی قدر کثیر اور غربی قدر کلیل فاصلہ پر دیکھ کر
مستوی ہے، اختلاف مطالع کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے۔

حالانکہ علماء نے اختلاف مطالع میں شرقاً غرباً کافی فاصلہ ذکر کر دیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔
قانونی کتاب جلد نمبر ۱ کے صفحہ ۳۷ پر لکھا کہ اختلاف مطالع کی تحقیق کے لئے اوسط ۲۰ درجہ
کا شمال ضروری ہے جس کا مطلب ۸۳۳ میل ہوتا ہے اور شمالی جلد نمبر ۲ کے صفحہ ۲۶ پر نقل کر کے
ہوئے اور مجموعہ اخیر اور اس پر درآمدات کی جلد نمبر ۱ کے صفحہ ۳۰ پر ایک مادہ لکھا ہے کہ
تقریباً ۵۹ میل بناتا ہے۔ البتہ طار شمالی نے صفحہ ۱۰۰ پر اپنے والد گرامی کی تحقیق سے حسیب
ذکر کی کہ ۳۳ عرض ہے۔ بہر حال کسی طرح بھی کہ پاک اور مدینہ طیبہ کا شرقی و غربی فاصلہ پر
نہیں ہوتا تو اختلاف مطالع کیونکر ممکن ہو۔

سوال: ممکن ہے کہ کہ پاک میں شمس شرکاً فاصلہ ۱۲ درجہ ہو جہد مدینہ پاک میں جائے
جائے ۱۶ وقت ملے کرے پورا ہو گیا ہو؟

جواب نمبر ۹: تو غیر الامد مدینہ طیبہ میں رویت مقدم ہوگی نہ کہ مؤخر۔

جواب نمبر ۲: جب مدینہ طیبہ کا غروب ہی اس روز مقدم ہے مگر اس کا وسط بعداً رہا ہے
اور صحرانہ کیونکہ ممکن ہوگی کہ کہ میں چاند نظر نہ آئے اور مدینہ میں آجائے
سوال: انجیکہ مدینہ منورہ مغرب میں ہے تو وہاں غروب پہلے کیسے؟

جواب نمبر ۱: خدا شہادہ سے سورج جنوب میں ہو تو اس خط سے شمالی علاقوں میں اس ۱۶
درجہ سے جنوب ہوگا اور جتنا شمالی ہوگا اتنا زیادہ کچھ ہوگا دیکھیں شرح جلعیمی، تفسیر و تلمیح۔
اور مدینہ پاک چونکہ ۸-۳ درجہ شمالی ہے لہذا مطالع اس سے اور غروب پہلے ہوگا اور شمالی
فاصلہ چونکہ غربی فاصلہ سے بہت زیادہ ہے لہذا فرق فرقی شمالی ایک صحت ۸ میل تقویم ہو کر مزید ۱۰
صحت ۲۴ میل یعنی غروب پہلے ہوگا اور کہ کبریا جہاد اور پاک کے تقویم پر مدینہ منورہ سے جو
کر لیتا قریب بہ چند ہے یقیناً قدرے بہت ہوگا جس سے یقیناً ممکن ہے کہ یہ فرق بھی نہ رہے
بلکہ حق الشہر۔

جواب نمبر ۲: اس لئے بھی تحقیق نہیں کہ یہ احوال کے سال ۹ ذی الحجہ موجود و حساب
سے ۱۵ درجہ اور ساتھ حساب سے ۹ درجہ کو تھا (دیکھیں ہادیہ اتمہ ہم کا صفحہ نمبر ۳۴) اس
۳۵-۱۰ لکھا کہ ذی الحجہ ۲۵ فروری کو ہوگی اور ۲۵ فروری کو کہ پاک کا غروب ۳۷-۴۸ یعنی
پانچ بج کر اڑتالیس صحت اور ستر گھنٹہ سیکڑ ہے اور مدینہ طیبہ کا غروب ۴۸-۵۵ ہے۔ تو کو
مدینہ طیبہ کا غروب کہ پاک کے غروب سے (۳۷-۴۸-۵۵ = ۱۳-۴۸ = ۵-۲۴) ہے
یعنی دو صحت چوبیس میل کم ہوا حالانکہ اگلے تین وقت کے اختلاف سے کسی طرح بھی اختلاف
مطالع نہیں ہو سکتا اس لئے علامہ عصام نے فرمایا کہ اختلاف مطالع ۱۸ جواب کوئی چیز نہیں۔

دوسرے اعتراض کا ایک اور جواب

اگر اختلاف مطالع کی بنا پر فرض کریں کہ سوال جہاد اور مدینہ میں کچھ ذی الحوجہ کہ پاک میں

بہر حال اگر وہ یہ مطلب میں ہو تو حق تعالیٰ پر خیرانی یہ لازم آجی کہ اس میں سے 78 فی کلام عرفیہ اور صرف مانع ہی نہ ہو بلکہ "پورے تین ماہ یعنی بارہ ربيع الاول تک ایسی پر قائم رہے اور (دیکھیں چاہئے) جو یہ مصلحت (96)

حالات میں بدست پیدا رہیں ہے اس لئے کہ اگر عیال کا کام کیا جائے تو یہ مطلب میں مطلوب ہوگا۔
 ممکن ہے اور وہ حالت الٹا ہو جائے اور اگر عرض اور بدست کی اصلاح میں آجی کہ وہ یہ مصلحت کو پر کار رہے

12 ربيع کو چر کا دن ہونے پر ایک دلیل

امام احمد بن حنبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے طیب سے ڈھانچے کے پانچ دن رہتے ہوئے لکھ اور پھر دوسری روایت کی رو سے ہفتہ کا روز ہوتا ہے میں فرما کر کہا کہ سب ہفتہ کو حضور ﷺ نے طیب سے نکلتے تو پانچ دن ہجرات تک پورے ہونے اور یکم کو جمعہ کا ہوتا اس دن میں کی تجویز کی اگر بعد کو ہوگی۔

جواب: یہ سب سنی ممکن ہے کہ جب یا نہ تین کا دن اور مانع مصلحت کے ارشاد کا مطلب یہ ہو کہ یا سفر کے بعد دن باقی تھے حالانکہ اولیٰ تو یہ دونوں باتیں کوئی جتنی کہیں ممکن ہے کہ یا نہ تین کا دن ہو پھر بھی ہجرات میں کوئی نہ ہوگی اور اگر آپ کی مراد یہ ہجرت سے تین کا دن ہو تو بھی اور جبکہ پہلی صورت میں ایک تو محال صحیح یعنی اختلاف مطالعہ ممکن ہونے کے باوجود ایک دن تک یا تک اور نہ یہ پاک میں فرق مانگا لازم آتا ہے۔

اور دوسرے اہل حدیث کے حساب سے آٹھ روزی اگر کوئی یوم عرفہ ہوتا۔

اور تیسرے پورے تین ماہ تک ایسی لئے حساب پر قائم رہنا لازم آئے گا جو کہ یقیناً اور صحیحاً جیسا کہ حق میں ہے۔

تو اگر کیا مجھ رہی ہے کہ نعم ان تمام ہی حوالہ کا ارتباب کر لیں اور 12 فی کو خیر و یوم وصال

ما میں نیز کہ حق میں ہاں حدیث دوران، متون ہم ان ہجرتی رحمت اللہ علیہ طے کرتے ہیں کہ اختلاف

دور ربيع الاول کے یوم وصال ہونے کی روایات

روایت نمبر 1

قال ان رسول الله مريض لاشمئوس وعشرين ليلة من صفر و بده و جعه فعوليد له فقال لها زيد حاله فكانت من ميس اليهود وكان اول مرضه يوم السبت وكانت وفاته عليه السلام يوم الاثنين للياسين حلما من ربيع الاول

ترجمہ: یسایین بن طرطان بن (رادکن) کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ صفر کا تار ہوئے اور آپ ﷺ کی بیماری کی ابتدا یسایوس سے قید شدہ رہنا نامی اولیٰ کی ہاں شریعت ہوئی اور آپ ﷺ کی مرض کی ابتدا ہفتہ کے روز ہوئی تھی اور آپ ﷺ کی وفات شریف ربيع الاول

نیز سلسلہ عالیہ چشت اہل بہشت کے بھلا کارین بالا حقایق ۲ راق الاول علی کو وصال
 علیہ السلام کرتے اور جاتے ہیں مرقاۃ العاشقین کے مصنف فرماتے ہیں بکر لربما (یعنی خواہ
 اور نہیں سیانہ ہی علی المرتضیٰ) حضرت علیؑ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف
 اکثر کے نزدیک ۲ راق و قت ۲ راق الاول ہے بعض کے نزدیک ہارون بن ابی سہب نے پہلا قول کیا
 صحیح ہے۔ (مراقاۃ العاشقین، صفحہ ۱۳۵)

خلاصہ کلام

نوید طاہر ہوا کہ ۲ راق الاول کو وصال کا مسلک تو فقہ اور سنت نہیں کیونکہ کسی صورت میں
 بھی ۲ کویر نہیں تھا حالانکہ ۲ کا ہم وصال ہونا عبادت صحیحہ کی طرف سے ثابت ہے۔

البتہ 29-30 سفر - کیم - دوم - چھ - سات - آٹھ - نو - دس - پندرہ - پندرہ - سولہ
 ممکن مکران میں سے کیم - دوم - چھ - دس کی تاریخیں اکثر کے نزدیک عبادت صحیحہ کی شروع میں
 متعدد کتب کے قواعد جات سے مرقوم ہوا۔

مگر وہاں سے تحقیق و تدریس شریف ۲ راق الاول شریف علیؑ نے لے لی تھی مگر کی زندگی
 علیؑ نے فرمایا کہ اگرچہ کتب کا قول ہی صحیح ہے کہ وہ قات شریف ۲ راق الاول کو ہوئی اور دوسروں
 سے نقلی سے ہوئی مگر وہ فی حقیقت صحیح ہے۔

میرت رسول علیہ السلام کی عبادت نور علی علیؑ ۲۶7 ہجری، الوقار جز اول صفحہ 226 اور
 تاثیر ترجمہ جہاد کا صفحہ 27۔

لیکن اس پر روایات وہ بھی شامد ہیں جو کہ گزر چکی ہیں۔

فائدہ جلیلہ تاریخ محقق دوم کے مطابق (صال شریف ۲ راق الاول ۲۵ مئی
 دو ہجری کا روزگار منہ بہ منہ سے نکالیں کیونکہ اور چوتھی طرف ہوا اللہ والہ الیہ واجمعہ۔

۱۱ راق الاول کو یوم وصال مان لیا جائے تو بھی اسے یوم عید کہنا ممنوع نہیں
 ۱۲ راق الاول کو وصال والا قول علیؑ کا ہے تو کیونکہ اگر ہم کہہ دیں وصال شریف ولادت
 کے ساتھ شام سے یوم عید کہلائے؟

خلاصہ کلام

۱۱ راق الاول کو یوم عید کہنا آپ علیؑ سے روایت کرتے ہیں جس پر یوم طلعت فیہ الشمس
 الحسنة فیہ خلق آدم ولحق اخطأ وفیہ قتل علیہ و فیہ نکاحات، اور یہ بھی
 اہل بیت علیہم السلام کے الفاظ ہیں۔

سب روایات کا مجموعی مطلب و معلوم ہے کہ ہجرت و انشراح دن یوم جمعہ ہے کہ قرآنی میں
 ہجرت الحرام پر آج کے دن کو یوم عید کہنا یا اتار دینے کے اور اس میں آپ کو وصال شریف ہے۔

اس کی بنا پر: کتاب الصلوٰۃ، باب فی رفع احوال الجمعة، ج ۱، ص: ۱57، حلیۃ النعمان
 ۱۵۵، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان، ص: ۱۵۵، کتاب الجمعة، باب فی رفع احوال الجمعة، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان
 ۱۵۵، ج ۱، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان، ص: ۱۵۵، کتاب الجمعة، باب فی رفع احوال الجمعة، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان
 ۱۵۵، ج ۱، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان، ص: ۱۵۵، کتاب الجمعة، باب فی رفع احوال الجمعة، ص: ۱۵۵، حلیۃ النعمان

لیکن اس میں کہ جس عید ولادت یوم و ولادت یوم عید کہنا یا اتار دینے کے اور اس میں آپ کو وصال شریف ہے
 (اللہ ہے یا عید و قات یوم یوم) اور کیا اس روز حضور علیؑ نے اس روز خوشی کی یا غم؟ اللہ ہی کا
 (استعمال فرمائی یا نہ لیا یا نہ لیا) صورت فرمائی انہی قرآنی آیات کے عمل؟

جمعہ یوم وصال ہونے کے یا جو یوم عید ہے

حدیث قطعیہ: اس سے ماوراء و غیرہ روایات سے روایت کرتے ہیں ان یوم الخسعة یوم
 ۱۱ راق الاول کو یوم عید کہنا

جمعہ کے دن غسل اور سواک کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا اس نے وضو کیا اور اس نے نماز کی تو اس نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس شخص کو دوا اور سواک کو لازم نہ کیا۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا جمعہ کی اوقات آتے ہوئے بھی پیر کی طرح ہے اور اس میں غسل اور سواک بھی ہے۔

جمعہ کے دن بہترین کپڑے پہننا خوشبو لگانا اور غسل کرنا

حدیث نمبر ۱: حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ﷺ نے فرمایا: من الغسل يوم الجمعة وليس من احسن لباسه وغسل من طيبه كان عشفة ثم اتى الى الجمعة فلم يخط الحناني الناس ثم غسل ما تحت اظفار ثم انشأت اذا خرج اسامته حتى يفرغ من صلواته كانت عشفة لثما لثما وغسله التي قبلها۔

مسند ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ج: ۱، ص: ۱۶۱، ۱۶۲
نمبر: 343

ترجمہ: آقا ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص غسل کرے اور بہترین کپڑے پہنے اور اس کے پاس بونہ خوشبو لگائے پھر ہوگی ادائیگی کو حاضر ہو جائیں تو گویں کی گرو میں نہ چلائے بلکہ اس کی قسمت میں ہونا پڑے پھر امام کے آگے سے فارغ ہونے تک خاموش رہے تو آگے سے اس ہوگئے کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا۔

حدیث نمبر 2: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: لا يغتسل رجل يوم الجمعة ويتطهر ما استطاع من طهر ويأخذ من ثوبه من ثوبه

و من ثوبه غسل يوم الجمعة، باب الغسل للجمعة، ج: ۱، ص: ۱۶۱، ۱۶۲۔
اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

اسنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷
تو معلوم ہوا کہ جمعہ پیر اور جمعہ اسلام کے دن میں وہ مسائل کے بھی رہا ہے وہ دن جمعہ ہی ہے۔

ماخذ ومراجع

موطا امام محمد	القرآن الكريم
مصنف عبد الرزاق	كتب تفاسير
مسند احمد	تفسير طبري
صحيح ابن حبان	المنظور
المستدرک علی الصحیحین	روح البیان
السنن الکبری للبیہقی	تفسیر ابن کثیر
سنن ابن ابی شیبہ	تفسیر کبیر
سنن دارمی	تفسیر جمل
صحيح ابن خزيمة	تفسیر بخاری
المعجم الکبیر	تفسیر بغوی
سنن دار الطین	تفسیر مظهری
مسند ابی یحیی	تفسیر عزیزی
مسند براج	روح المعانی
کنز العمال	تفسیر بحر محیط
الطبقات الکبری	جامع القرآن
بہار الباحث	كتب احادیث
كتب سيرت وتاريخ و متفرق	صحيح بخاری
ذلال البیوة	صحيح مسلم
جذب القلوب	سنن ابی داؤد
تاریخ طبری	سنن ترمذی
سیرت ابن کثیر	سنن نسائی
عائیت من السنة	سنن ابن ماجہ
نیل الہامی	موطا امام مالک

تو اس طرح ۵۹ عیدیں ایک سال میں ہو گئیں۔ حیرت ہے کہ ۴۴ سال کا اور آپ کے ۵۹ عیدیں قبول ہوں مگر آپ کو تیز ہی بھی قبول نہ ہو۔

ملاحظہ فرمائیے کہ سن کے متعلق خوشی کا دن ہے تو ایمان سے کتنی کہ جس دن کی قسم خدا کھائے (تفسیر عزیزی) ہم تفسیر سورۃ النجمی (جس دن میں والے کے متعلق خدا کہے "لقد من اللہ")

جس دن میں آنے والی ذات وہ نعمت ہے کہ جس کا سوال قیامت کو بھی ہوگا (تفسیر آیت تم لعلن یومئذ عن النعیم)

سیدنا امام باقرؑ فرماتے فرمایا۔ النعیم ہو رسول اللہ ﷺ

جس دن میں آنے والا رحمت خداوندی ہو۔ (سنن عیسیٰ بن عقیل نے فرمایا ورحمۃ محمد

محمد رسول اللہ و تفسیر بحر محیط جلد ۵ صفحہ 101 معارف القرآن لایم

محمد شفیع کراچی دیوبندی جلد ۴ صفحہ ۵۳۴

اور اسی رحمت کے متعلق قرآن فرماتے قل بفضل اللہ و برحمۃ ہدانا الی

طریقہ حوا کہ محبوب ﷺ اس رحمت پر خوشی کا حکم فرمادہ۔

سوال: عید کے دن تو قرآنی اُحد و ثور وغیرہ ہوتا ہے حالانکہ اس دن میں سے کوئی بھی نیک

جواب: ہر عید کے احکام علیحدہ ہیں مثلاً عرفہ، جمعہ، عاشورہ کو کوئی قربانی وغیرہ لازم ہوا لکن ان میں

عید میلاد پر جوئے والے سوال تھے بعد کے علم میں آئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان

سے ان کا دل جواب عرض کر دیا۔

وما نعوذ فیہ الا باللہ علیہ وسلم کلت والیہ اقیب

خام: امانت مایا فضل اللہ علیہ وسلم

کان اللہ لہ ولا حیاہ

الحاوی للفتاوی	کشف الغمہ
الوفاء	مرآۃ العاشقین
وفاء الوفاء	الشماعۃ العشریہ
التوہد فی مولد البشیر والنبی	فتاوی رضویہ
مختصر سیرت و رسول	فتاوی بزازیہ
کنوز الاطہار	فتاوی الدالیہ
سیرت رسول عربی	فتاوی دیوبند
سیرت مصطفی	ہدایۃ القلوب



کیا درود شریف
صرف درود ابراہیمی ہے؟





تفسیر حکیم:

اور وہ پانچ سو میں جس طرح گئی دیگر ایسے مسائل میں اختلاف کیا جا رہا ہے اور ان کو
 اچھا و برا سمجھا جا رہا ہے جن پر آج تک پوری امت مسلمہ اتفاق رہا ہے بلکہ قرآن و احادیث
 میں اس پر ثابت ہیں۔ مثلاً حیات انبیاء علیہم السلام وغیرہ۔

اس طرح حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر درود سلام تکلف الفاظ مختلف ہیں
 اور یہ ”یا علیہ السلام“ سے پیش کرنا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات کے لئے اگر آج
 تک کسی نے منع نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو کسی لفظ کے جواب میں شک ہو۔

مگر شہی قسمت کہ سوچو وہ دو میں قرآن، احادیث اور اکابرین امت کے فرمودات بلکہ
 ائمہ اربعہ میں سے اقوال سے بھی نظر بند کر کے صرف منع ہی نہیں کیا جا رہا بلکہ اکثر الفاظ کے
 اہم پڑھنے کو ترک تک کیا جا رہا ہے۔

انہیں لے کر شایہ کسی پر اسوہ مجاہد ہوئے فرمایا

میں نے خبر کے سنیے ڈوب چکی تھیں

تجربہ و صوفی و شاعر کی ناخوش آمدنی

ہمارا موقف: بہر حال ہم اہل سنت و جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ درود و شریف کہنے کوئی لفظ
 کوئی زبان، کوئی صیغہ اور کوئی فقرہ ضروری نہیں۔ بلکہ جس زبان میں اور جس لفظ سے کوئی چاہے
 اپنے آپ ﷺ کی بارگاہ میں قدامت عقیدت پیش کر سکا ہے۔

البتہ اس میں صلہ و سلام بھی کرنا کہ ﷺ کا ذکر اور آپ کی آل اہل بیت کا ذکر ضروری ہے۔ ان
 کے لئے کسی ایک یا دو بھی کم کر کے گا تو درود و شریف مکمل نہیں ہوگا بلکہ ضروریہ اہم اہم خلاف عدلی

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
 خَلَقْتَ بَرَّاقِينَ كَأَنَّكَ
 كَلْبٌ قَدْ خَلَقْتَ كَأَنَّكَ



نور و گام خط بہ کہ تجہ انجاء و گرام بہم السلام اور ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
بھی آجائے۔

قرآن کریم سے ثبوت

آئیے اہل اسب سے پتہ اور اہل دیکل بھی قرآن مجید کی طرف رجوع کریں۔

﴿وَإِنَّ اللَّهَ وَنَبِيِّنَا مَصْلُوحٌ عَلَى السَّيِّئَاتِ﴾ لَيْلِنَا أَخْلَوْا صَلَواتِ
وَسَلَامُنَا وَسَلَامُكُمْ (سورۃ الاحزاب: آیت نمبر: ۵۵) پارہ: ۱۲۲

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ و سلام پہنچتے ہیں اہل قرآن کریم کے گناہ پر۔ اس کے بعد
اہل قرآن کریم ان پر صلوٰۃ یعنی درود اور خوب سلام بھیجیں گے۔

قرآن پاک کی اس آیت کو حدیث اس بحث سے متعلق اس مسئلہ ثابت ہوئے۔

مسئلہ نمبر: ۱۰ اس آیت مقدسہ اور چودہاں کا حکم ہے۔

نمبر: ۱۰ صلوٰۃ نمبر: ۲) سلام

اب اگر کوئی صاحب صرف ایک پر عمل کرے گا تو ظاہر ہے کہ بعض علم پر عمل ہو گا نہ کہ کل پر
اور بعض حکم پر عمل کرنے اور بعض پر عمل نہ کرنے کے متعلق قرآن کہتا ہے:

﴿الْفَوَاحِشُ يُبْغِضُ الْبُكَدَابَ وَتُكْفَرُونَ﴾ بہتھیں گے (سورۃ بقرہ: آیت نمبر: ۸۵)
ترجمہ: جسے یہودی اکیانم بعض کتاب پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے وہ (یعنی ہرگز ایمان نہ کرے)
اہل ایمان کہتے ہیں یہ ایک نوالہ جات عرض کے دیتا ہوں۔

حوالہ نمبر: ۱۱ علامہ محمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت مقدسہ کی تفسیر میں

فرمایا: ﴿وَأَعْبَدُوا لِلَّهِ الشُّعْرَةَ وَالسَّلَامَ﴾ یعنی صلوٰۃ و سلام، دونوں کو ہیج کرے۔
(حاشیہ صوفی علی جلالین ج: ۱، ص: ۱۵۳، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

۱۰۵

حوالہ نمبر: ۲ علامہ ابن حجر مکی نے علامہ ابن حاتم سے درود و سلام کی
اہمیت کو ثابت فرمایا:

﴿وَمَنْ تَعَبَّ كَيْفِيَّاتِ السُّلُوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَهُمْ جَلَّ
الْعَرْسُ خَلُوا بِكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَوَسَّوْكَ مُحَمَّدٌ
وَاللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ تَسْلِيمًا وَوَدَّ تَسْلِيمًا وَتَعْلِيمًا وَتَوَلَّى النَّبِيُّ النَّفَرَاتِ
لَكَ بِرَمِّ الْبَيْتَةِ﴾

ترجمہ: نبی کریم ﷺ پر درود و سلام عرض کرنے کی جائز ترین کیفیت یہ ہے کہ میں کہے۔
اے اللہ! ایسا افضل ترین درود تو نازل فرما جس سے آقا محمد ﷺ پر جو عزت ہے بقدرے اور

اس میں ہیں اور آپ کی آل پر اور ہم سے تمام نازل فرما۔ اور آپ کی بلا سے شرف میں اضافہ فرما۔
اور آپ کو قیامت کے دن اپنے قریب رکھ کر پھر پڑا۔

(الفتاویٰ المندیہ، مطلب اصح کیفیات الصلوٰۃ ج: ۲، ص: ۱۸۱، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)
کیونکہ اسی میں صلوٰۃ و سلام، آپ کی آل پاک کا ذکر، تفسیر، تخطیب، تہذیب و غیرہ تمام کا ذکر ہے
نہ کہ تمام درود میں متفرق طور پر ذکر کئے گئے ہیں۔

حوالہ نمبر: ۳ مولوی اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اگر درود شریف کے کسی میں صلوٰۃ و سلام دونوں جمع ہوں تو اس کے ایک بار پڑھنے سے (۲۰)
ہیں جائیں جن تعالیٰ کی ہوتی ہیں مثلاً:

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ

عَلَيْكَ وَسَلَّمَ﴾
(شرح الطیب، ص: ۱۸۵)

حوالہ نمبر: ۴ حضرت محمد بن عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۱۰۶

”خیر و شریف تمام کذا کرتے خالی ہوا میں یہ کہلاتے“
 وَتَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 اس کے کہ سلوۃ کا ذکر بغیر سلام کے اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یا نحو ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ائْتُوا الصَّلَاةَ وَاتْلُوا قُرْآنًا كَثِيرًا مِمَّا رَزَقَكُم بِهِ وَأَنِذِرُوا أَقْرَبَ أَهْلِ بَيْتِكُمْ مِنَ الصَّلَاةِ إِنَّهُمْ قُلُوبُ الْغُلَامِ
 اگرچہ بعض علماء کو اس کی کراہت میں کلام ہے لیکن خلاف اولیٰ ہونا متیقن طریق ہے۔
 وصاحب القلوب المی خیار المعجوب کتاب مفہوم قر ذکر فضائل و کتاب صلاۃ بر عبد
 کلمات علیہ الفضل الصلوات اکتل للحدیث الفضل صلاۃ ص: ۲۱۲ مطبوعہ کورہ
 و صوبہ ظل بسعۃ کتبپور

سوال

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سوال کے جواب میں جو الفاظ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں میں تو سلام کا کہیں ذکر نہیں صحیح بخاری مصنف العقیسہ سورۃ الاحزاب ج: 2 ص: 708 مطبوعہ قادیانی کتب خانہ کراچی

جواب نمبر ۱: اس کا جواب شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سننا سماعت فرمایا۔ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے سلام کا ذکر جو بعض اہل بیت فرمایا ہے وہ بالکل صحیح کرام رضوانہم اہل بیت کے ہونے والے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریفہ (حسن کے پورے الفاظ آگے آئیں گے) میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ پر سلام بھیجے گا طریقہ تو یہ کیا“ (اس سے مراد وہ سلام ہے جو تہجد میں پڑھتے ہیں) اب آپ پر سلوۃ کس طرح بھیجیں؟ آپ

اللہم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
جواب نمبر 2: آخر میں حضور اکرم ﷺ کے اپنے ارشاد مبارک سے (جواب کے لئے) اپنے موقف پر بالکل لاکھوں۔
 شاید کہ اگر چاہئے جس مسئلہ میں میری بات

مذہب شریفہ: انی تم بڑی روایت کرتے ہیں یہ بات قابل توجہ ہے کہ انی تم ایک سلام نہایت سخت قسم کے ترجمہ قدح کرنے والے بلکہ حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ شاہ عبدالحی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”انی بڑی مغرور است و رحمہم شیخ برہ عادیث“ یعنی ان بڑی حد تک کو موضوع قرار دینے میں حد سے بڑھ چکا ہے تا جب مصلوح الصوۃ ج: ۱ ص: 378 یاد کرو کہ وہ روایت قابل حدیث شریف ذکر فرماتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں فرماتے

فرماتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ نے حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لیں کہ حضور صلوۃ و سلام نے فرمایا کہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ اِبْرٰہِیْمَ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ اِبْرٰہِیْمَ

آخر حصہ: اللہم صل علی (آخر تک) پر جو کچھ پر سلام بھیجو۔
 و سلام الاہتمام فی فضل الصلوۃ والسلام علی محمد خیر الایام باب ما جاء فی الصلوۃ علی رسول اللہ الصل فی من روی احادیث الصلوۃ ص: 15 احادیث نمبر: 93 مطبوعہ حافظ کتب خانہ دہلی حدیث امام بیہقی اور تمام شافعی وحنابلہ اللہ فی روایت کی معرفۃ الحسن والانتساب کتاب الصلوۃ فی باب الصلوۃ علی النبی ﷺ ج: 3 ص: 715 حدیث ص: 335 کنز العمال ج: 7 ص: 480 احادیث نمبر 9873 مطبوعہ مومنین اہل بیت کتاب الام ج: 1 ص: 34

وَمُسْلِمٌ بَعْدَ كَوْنِهِ مُسْلِمًا كَوْنُهُ مُسْلِمًا تَقِيْلًا لَا يَخْطُرُ لَيْسَ.

امام صاوی کی قیامت کن عبارت

امام احمد بن محمد صاوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَصَيِّغُ الْقَوْلِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَقِيْقَةٌ لَا تَخْصِي﴾

ترجمہ: آپ پروردگار کے الفاظ بہت قریب لگے بغیر محدود و غیر محدود ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ تَشَكَّ بِأَيِّ صِيْغَةٍ مِنْهَا حَصَلَ لَهُ الْخَيْرُ الْعَظِيْمُ﴾

ترجمہ: اور جس شخص نے شک کرے کہ میں سے کون سی صیغہ اس کو بڑے عظیم صلہ ملے گی۔

(اصلاح صوری علی مولانا ابی: ص ۵، ص ۱۶۵۵، مطبوعہ دار الفکر)

تحقیق اسباب میں اس نے لکھا ہے کہ "کوئی خاص صیغہ واجب نہیں"۔

سوال: مانا کہ تمام درود ثابت اور چاروں کی ہر صیغہ سے افضل تو یہی ہے۔

جواب نمبر ۱: اول تو اس میں بھی انکار ہے کہ کون سا درود افضل ہے۔

ثانویہ اس حدیث و ہادی رحمہ اللہ نے "جذب القلوب" میں فرمایا اس میں اس قول ہیں۔

قول اول: ترجیح درود ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔

قول ثانی: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرُوا

اللَّحْمَ جُزْءٌ وَكُلَّمَا مَبِيءٌ عَنَّا الْعَالَمُونَ﴾

قول ثالث: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ

مُسْتَجِبَةً﴾

قول رابع: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا أَلَّتِ أَفْعَلَهُ﴾

قول خامس: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ كُلَّ يَوْمٍ

وَرَدَّ قَوْلُكَ جَنَّتْ﴾

قول سادس: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَالنَّبِيِّ الْأَوَّلِيِّ وَعَلَى كُلِّ نَبِيٍّ

وَمَلَكٍ وَوَلِيِّ عَدَدِ كَلِمَاتِكَ السَّابِقَاتِ كَاتِبَةٍ﴾

قول سابع: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ

الْأَوَّلِيِّ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَفُرْقَانِهِ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرَبِّكَ لَيْسَ وَوَيْلَةُ عَرْشِكَ

وَمَدَادُ كَلِمَاتِكَ﴾

قول ثامن: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً ذَلِيَّةً بِلَوْحِكَ﴾

قول ناسخ: ﴿اللَّهُمَّ يَا زَيْتَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ

مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ مُحَمَّدًا ثَمَرًا لَوْحِكَ﴾

قول عاشور: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ أَهْلِ بَيْتِهِ الْفَرَجِيِّينَ وَفُرْقَانِهِ

وَالْأَهْلِ بَيْنَهُ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ خَيْرَ خَلْقٍ مَجِيدٍ﴾

(اصلاح منظومہ الی: دیوانہ الحیوۃ، باب فیضہم تر ذکر فضائل و احوال حلالہ اربعہ

کتابتہ: فصل فیضہم و احوال اہل بیتہ فی فضل حلالہ ص ۲۴۵، ۲۴۶، مطبوعہ

دار الفکر)

جواب نمبر ۲: دنیائے مجسم تسلیم و ادا کیا کہ پڑھنے والے ہر کیفیت صرف نماز میں

ہے اگر نماز سے باہر پڑھیں تو اس کے ساتھ لفظ سلام پڑھنا ہر گز اگر قرآن پاک کے دوا

نہیں پڑھیں۔

ورود ابراہیمی کی افضلیت نماز کے ساتھ خاص ہونے پر دلائل
آپ کے پہلے احادیث کا کسی روٹی میں یہ نہیں کر گیا آقی حضور اکرم صلی علیہ وسلم
کا یہ کیا ان صرف نماز میں ہے؟

حدیث نمبر: 9 جلاء الاہتمام میں انی تم جوڑی کرنا طلب ہے قربا
امام احمد نے تیرہ سو حدیث کے حضور ﷺ سے سوال دالی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کے
ہیں **فَلَا تَغْتَنِي صَلَاتُكَ تَزِيْرُ حَتَّى تَمْلَأَ مِنْ رُوحِي** (تو کیا نہیں؟)
مسند احمد بن حنبل، ج 1، ص 28، 304، حدیث نمبر: 17072 مطبوعہ مؤسسة الرسالة
جلاء الاہتمام فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی محمد خیر الانام، الباب الاول، ص 24، ج 1، فی
الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ، ص 9، حدیث نمبر: 9، بیہی تصانیف، ص 715
تو معلوم ہوا کہ یہ سوال (نماز کے) اندر کا ہے تو جواب بھی انہی ہی پر مشتمل ہے۔

حدیث نمبر: 2 اسی کتاب کے (جلاء الاہتمام) میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنیہ روایت متعدد کہ حاکم کے حوالہ کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور ﷺ
نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَلَا تَشْهَدُ اَنَّمَا هِيَ الصَّلَاةُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِیْہِ اٰخِرًا
ترجمہ: کہ جب تم میں کوئی نماز میں شہدائی کہ انبیاء پر نہ پڑھو پھر نہ دے فَلَیْقُلْ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ۔۔۔ آخر تک۔

والصمدی مرکب علی الصحیحین، کتاب الامامة وصلاح الجماعة، باب الثامن، ج 1، ص 402، حدیث نمبر: 291، السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب وجوب الصلوٰۃ علی اہل بیتہ، ج 2، ص 378، حدیث نمبر: 4136، مطبوعہ دار الفکر

نیز دایمی گئی ہیں سہاں پر اعتراض کر کے خود ہی فرمایا کہ ان میں جہاں نے بھی ہیں سہاں کا ذکر
کتاب الثقات میں کیا۔

جاء ابن حبان، ج 7، ص 803، مطبوعہ دار الفکر، جلاء الاہتمام فی فضل الصلوٰۃ علی
محمد خیر الانام، ما جاء فی الصلوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ، ص 26، حدیث نمبر:
فی فضل محمد ﷺ، کتاب الخصال

کتاب الباب الاول میں فرمایا: اس لفظ کی حفاظت کی ایک جماعت نے مسجد کی مسجد قرار
11) ہے۔ ان میں تیرہ ماہی جہاں حاکم، دارقطنی، تاجی ان میں سے ہیں۔

جلاء الاہتمام، الباب الثالث، فضل فی مواضع الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، ص 170، حدیث
نمبر: 330، صحیح ترمذی

کتاب سلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا: "یہ الفاظ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں" (النبیہ کلامہ)
ہر حال اگر محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہوں تو بھی مرفوع حکما ہوں گے۔ یعنی حضور
اکرم ﷺ سے کہے ہوں گے۔ ورنہ صحابی کیسے روایت کر سکتا ہے۔

حدیث نمبر: 3 اسی کتاب میں ابن ابی نعیم کی حفاظت اس طرح ذکر کی گئی
ہے: **اَلَا تَسْمَعُ خَلِیْفًا فِی صَلَاتِنَا یَقُولُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِیْہِ اٰخِرًا** یعنی یا رسول اللہ
اور جب ہم نماز میں بیٹھیں تو کیسے روایت کریں؟

جلاء الاہتمام، الباب الثالث، فضل فی مواضع الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، ص 183، حدیث نمبر:
22، صحیح ترمذی

اس پر ابن قیم نے بالکل قطعاً کوئی جرح قدر میں فرمائی۔ بلکہ اس کے بعد اپنا فیصلہ فرمایا
کہ وہ بعد ازیں ثابت کرتے ہیں۔

ابن قیم جوڑی کا فیصلہ

یہ ظاہر ہے کہ سہاں میں جس سلام کا ذکر ہے نماز میں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِیْہِ اٰخِرًا**
اللہ ورحمۃ اللہ وکرمہ کے کلمہ کا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ روایت میں اس کا سوال میں سلام
کے ساتھ ہی ذکر ہے۔ نماز میں ہی ہے۔ جلاء الاہتمام، ص 184

حوالہ نمبر 2: (اورام فصیحہ جس کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرتبہ اولیاء اللہ فی صلاصل اولیاء اللہ ج 1 ص 124 پر فرماتے ہیں کہ چودہ صد (1400) کا اہم ترین حیرت انگیز کام سے متعلق ہے اور اسی صفحہ پر فرمایا۔

سید علی ہادی بن علی سے متعلق ہے کہ جب میں یاروں میں دیر بیت اللہ شریف کی زیارت کو گیا۔ مسجد اقصیٰ میں پہنچا تو آگے دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو دروازے کی طرف بٹھارہ لاد رہے ہیں۔ میں فوراً کھڑا ہو گیا اور آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی آستین مبارک سے ایک بڑا ٹکڑا لاد کر فرمایا کہ یہ لیجئے۔ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک سے چمکا کر دیکھا تو یہی دعا لکھی تھی۔

ذرا اضافہ سے نور فرمائی کہ یہ کالم چودہ صد (1400) کا دیا گیا ہے کہ کلام کا خلاصہ وہاں اور پھر اس کو بارگاہ رسالت سے قبولیت کا شرف بھی حاصل ہو جائے تو اس کلام کا کیا مقام ہوگا؟ شاید صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ چودہ صد (1400) کی دلیوں کی دعا سے جسے پائے گا۔
 (فتاویٰ فی صلاصل اولیاء اللہ، ص: 124، 125 مطبوعہ عباسی کتب خانہ)
 اور اس روایت کی صداقت میں بھی کیا شک کر جس کا راوی شاہ ولی اللہ حیدر آبادی ہیں۔

اب دیکھیں اور یہی پھر کر دیکھیں۔ اسی دلیل دعا لکھ کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

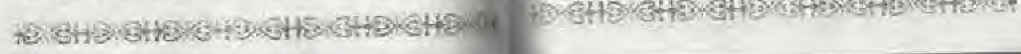
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا فی اعجاز اللہ

الصلوة والسلام علیک یا من أرسل اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من رزق اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من شرف اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من کرم اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من عظم اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من عظم اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من عظم اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من عظم اللہ
 الصلوۃ والسلام علیک یا من عظم اللہ

حوالہ نمبر 3: (تفسیر روح البیان میں اس دور شریف کو کتب مسنون سے لکھ کر فرمایا۔
 کہ یہ دور شریف علماء میں بہت مشہور ہے اور اس کے بہت خواص اور فائدہ مند ہیں۔

یہ کلمہ مسجد نبوی شریف میں اب حدیث اکبر رضی اللہ عنہ سے شمال کی طرف ایک بہت بڑے حجر مبارک پر لکھا ہے۔
 اور ایک اور یہی الصلوۃ والسلام علیک یا من رزق اللہ
 اور حضور کے قدموں کی طرف ایک یہی الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
 دوسرے یہی الصلوۃ والسلام علیک یا خیر اللہ
 ایک یہی الصلوۃ والسلام علیک یا خیر اللہ
 ایک یہی الصلوۃ والسلام علیک یا من شرف اللہ
 اور ایک یہی الصلوۃ والسلام علیک یا من رزق اللہ لکھا ہے۔

(روح البیان: ج 7، ص 235، 234 بحث آیت ان اللہ وملتکے بعلوم النور)



خدا ان الصالح فرمائی کہ یہ لوگ میری رسالت کا حصولی؟

یہ فیصل آگاہی ہے یہ وہ لوگوں کی ولایت کی جان؟ یہ طبعی ساخت ہے یا فاعلان را
الہی کا طریقہ اور فرقہ جاس؟ نیز ان کی پوری ہے یا مدنی؟ کیا یہ شرک و کفر ہے یا ادب ایمان؟ انہوں
کے نزدیک منع ہے یا ان کی لہجوں پر جاری درواں؟

حقائق کے گہری گواہیاں

آخر میں چند ایک حوالہ جات اس کے درو شریف ہونے اور چار ہونے کے بارے میں
عرض کئے جاتا ہوں۔

حوالہ نمبر: ۱، تبلیغ دعوت کی مستند ترین کتاب "تبلیغ نصاب" میں مولوی محمد زکریا
درو شریف کے لہجوں میں لکھتے ہیں:

"اس لئے بخود کے خیال میں اگرچہ یہ جگہ در اسلام دلوں کو فتح کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے
یعنی بجائے **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ** بھی طبعی طور پر
تک **عَلَيْهِ السَّلَامُ** کے ساتھ **"الصلوة"** کا لفظ بھی بوجہ ایسا چاہیے تو زیادہ مناسب ہے۔"

غور ہو جائیں کہ جب مدینہ طیبہ میں قرآن اور کے پاس ایک جتنے جاتے تھے اور جبکہ یہاں مسیح
بالخصوص جب کہ انہیں کے نزدیک وہاں سے نکلے ہیں اور نہ یہاں سے۔

حوالہ نمبر: ۲ بالشہاب الثاقب میں حسین احمد دہلوی لکھتے ہیں:

چنانچہ باہر عرب کی زبان سے ماہر ہوتا گیا ہے کہ **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** کے ساتھ
رسول اللہ کو مخاطب کرتے ہیں اور اہل عرب میں عربی میں اسے اس طرح اور خطاب کرتے
ہیں اور ان کا استہوا ادا کرتے ہیں اور نگاہات ناخوشگوار استمال کرتے ہیں حالانکہ عمار سے مقدس
بزرگان اہل انصاری صحت اور جملہ صورت درو شریف کو اگرچہ ہمیں خطاب و دعا کیوں نہ ہو
مستحب و مستحسن جانتے اور اسے متعلقین اس کا کام کرتے ہیں۔

یہاں خطاب و بیعتی گہرے جتنے کے جتنے در عالم جناب حسین احمد دہلوی نے بیان کیا ہے آپ
فرماتے۔

حوالہ نمبر: 3 بلوغات قاصد میں ۸۸۸ بابی و بوند مولوی محمد کاظم دہلوی تحریر کرتے
ہیں کہ **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** ہیئت مختصرہ و شریف ہے۔

حوالہ نمبر: 4 در حاضر کے ایک مشہور بیعتی عالم مولانا عبدالحق دہلوی "دعوت
السلام" سے تشریح کرتے ہیں کہ **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** ہیئت مختصرہ و شریف ہے۔
میں اور میرے تمام ائمہ **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** ہیئت مختصرہ و شریف ہے۔
السلامت سے کے لئے اس کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ بھی فی الحقیقہ اور مختصر ہی ہے۔ درو شریف کے
لہجوں میں۔

آگے ان دونوں حضرات نے حاضرہ و ماضی کو کر پڑھنے پر کام کیا اور کفر کا پلویا ایک علیحدہ
کتاب **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** کا درو شریف ثابت ہو گیا۔

حوالہ نمبر: 5 امداد الحق میں ۳۱۹ احادیث شریفہ حصہ دوم میں ۳۹۹ حدیث امداد اللہ صابر کی
اور شاہد دوم ۴۵ ذکر کرتے ہوئے درو شریف صاحب نے کہا کہ۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ہیئت مختصرہ و شریف ہے۔
اس لیے یہ سوال معنوی ہی ہے بلکہ الحقیقی والاخصر۔ حالانکہ اسے ہیئت و طرف و حرب و بد
ان میں اس کے ہر اہل میں شک نہیں اس میں درو شریف صاحب حاضر لکھتے ہیں۔

اقول یعنی جس کا سوال معنوی ہی ہے بلکہ الحقیقی والاخصر۔ حالانکہ اسے ہیئت و طرف و حرب و بد
ان میں اس کے ہر اہل میں شک نہیں اس میں درو شریف صاحب حاضر لکھتے ہیں۔

یہ خطاب مولوی امجد علی نے جو ماہانہ کشف کیلئے حاضر مجھ کو خطاب بھی چاہا تھا۔

صرف اتنا کہ اگر وہ اس میں غلطی نہ کرے تو یہ کہیں کر کے پہنچا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو
فرما دیا ہے تو پھر اس کا انکار کیا ہے۔

ان عبارات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

نمبر ۱: اصولہ والسلام غلام پر اس طرح کہ وہ بچوں کا کام ہے۔

نمبر ۲: اس کو دیکھ کر اس کو جان کر رکھتے ہوئے رہتے تھے۔

نمبر ۳: سب کے نزدیک یہ دروغ شریف ہے۔

نمبر ۴: اس کی طرف حاضر و غائر کو کبھی پڑھ سکے ہیں۔

نمبر ۵: تمام گھٹے حاضر و غائر کو کہہ کر پڑھ سکے ہوں گے کہ نہ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن ان سر
کے ہی کا فیصلہ آتا ہے۔

حوالہ نمبر ۶: سارے دیوبندیوں کے یہ دعائی اعداء اللہ بنیہ الطاع کا فیصلہ
آخر میں حاکمی اعداء اللہ بنیہ حرم کی رضی اللہ علیہ کا دوسرا فیصلہ ہیں۔ شاید کہ تحقیق میں صاحب
حاکمی صاحب فیصلہ ملت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ غائب کو نہانا مقصود ہو۔ تو اگر پکارنے والا یا قس سنا سے اس کو
کارو مالی مشاہدہ کر رہا ہے جس کو پکار رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کر رہا لیکن کہتا
ہے کہ کمال اور جس سے اس کو خبر پہنچ جائے گی اور وہ ذریعہ دیکھنے سے ثابت ہوتا بھی جائز ہے۔ حال
یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ امام درود شریف کو حضور اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ اگر اس
انتکار سے کوئی مصلحت ملے والسلام غلام یا رسول اللہ ﷺ کہتے تو حرام نہیں۔

سنا کر ہم اہلسنت و جماعت عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو دروغ شریف بھی پہنچ
کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حضور کی قوم پر کبریا ہے حضور خود جواب فرماتے ہیں۔ ہمارے دلوں یا غم

میں نہ ہوتے ہیں۔ ان کو بوجہ خود طعن صاحب نے ذکر کیا اور اس میں اختلاف بھی نہیں۔
اس کی صورت آدھ اس حدیث سے ثابت ہے۔

مستور ﷺ درود شریف کا جواب خود نہایت فرماتے ہیں
﴿عَلَّمَنِي هَذَا قَدَانِ لَقَدْ لَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيَّيْنِ أَحَدُهُمَا
عَلَّمَنِي بِأَنَّ لَا وَفَّ اللَّهُ عَلَيَّ وَتَوَجَّيْتُ حَتَّى أَزِفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾

اس کی روایت کتاب المستمسک، باب زيادة القور، حدیث نمبر ۲۵۴۱، مطبوعہ مکتبہ رحمتیہ
میں ہے، کتاب الصحیح، باب زیارة قبر العیسیٰ علیہ السلام، ص ۵، حدیث نمبر ۱۰۳۸۰
نمبر ۲: کوئی بھی مسلمان جب بھی پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روئ کو بھیج کر دیتا
ہے جس کو وہ جواب دیتا ہے۔

اور اگر اپنے صاحبزادے حاکمی اعداء اللہ بنیہ حرم کی طعن پر جائز ہوں

وَمَا يُفْلِحُ اللَّهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ غُفُورٌ وَلِلَّهِ

الغیرت:

غیرت و ایصال

ابو الفضل محمد اللہ علیہ السلام

بھائی خلیع سرگودھا

درمیان الہیاب ۱۴۰۷ھ، ۱۱:۳۰ بجے شب

ماخذ ومراجع

القرآن الكريم	الخصامي
كتب احاديث	نور الابواب
صحيح بخاري	اصول الشافعي
صحيح مسلم	كتب شعيرات وادعية
سنن ابن خزيمة	ذلال النور
المستدرک علی الصحیحین	فتاوی السلام بواسطة جبر الايام
مشکوٰۃ المصابیح	منازل النور
صحيح ابن حبان	جذاب القلوب
مسند احمد	جلال الانعام
السنن الکبریٰ للبیہقی	الصور اخیل المخرقة
کنز العمال	كتب مطبوعة
معرفة الاثار والسنن	فتاوی العبدية
كتب تفاهير	لوت القلوب
عشرة جواهر علی جلالہ	الفتاوی
المفسر طبرقہ	کتاب الايام
الدر المنثور	المصداق مفت مستند
درج المیزان	الصادق سلامی اولیاء اللہ
اصول حدیث	تلخیص تصانیف
علوم الحديث	نشر الطبع
ترویج التوازی	الغرائب النادرة
درجہ المظہر شرح تہذیب الفقہ	الوجہات لاسیما
اصول فقہ	ابن حجر عسقلانی
الترغیب والترہیب	مسند المصنف

اذان کے بعد اور
پہلے صلوٰۃ وسلام



وَاَجِبْ مِنْكَ لِمَنْ رَقِطَ عَيْنِي
وَاَسْخَرْ مِنْكَ لِمَنْ تَلَدَّ لِنَفْسِهِ
خَلَقْتَ بَرَّاقِينَ كَلَامَ عِيسَى
كَانَكَ فَاخْلَقْتَ كَلَامَ شَاوِي



معارف دہوی :

ایمان کے لئے پانچ ایسی باتیں ہیں جن کو ایک مسلمان صرف فرض ہے اور نہ ہی واجب اور نہ ہی حرام نہ تو گناہ۔ جو یہ کہے وہ بھی شریعت پر زیادتی کرتے والا ہے اور حکم کا علم ہے۔

اور شریعت اہل سنت کے نزدیک مع اور گناہ ہے۔ جو یہ کہے یا اعتقاد رکھے وہ بھی خدا عزوجل کے اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو توڑنے اور ان کی حدود کو چھلانگ دینا ظالم اور گناہگار ہے۔ اور اس کے بعد لازم ہے کہ وہ ضمانت یا تو قرآن پاک سے ثابت کرے یا حدیث پاک سے یا دوا و دلائل یا شریعت کے بھی نہ ملے گا۔

بلکہ اہل سنت کے نزدیک ایمان سے قبل بھی مستحب اور جائز ہے اور بعد میں بھی مستحب اور جائز ہے۔

آئیے اب ان دونوں مسئلوں کو دلائل کی روشنی میں دیکھیں۔

بعد از اذان صلوٰۃ وسلام :

صلوٰۃ وسلام بعد از اذان قرآن مجید سے آخر صابر اور ان کے بعد کے تعزلات کے قبل ہمارے طریقت ہے۔

قرآن پاک سے ثبوت :

قرآن مجید باری تعالیٰ سے : ﴿وَإِنَّ اللَّهَ وَنُسُوحَهُ يُضِلُّونَ عَلَى الشَّيْءِ بِأَلْفِ الْفَلَقِ﴾
﴿وَسُورَةُ الْحَاقَّةِ﴾ وَنُسُوحَهُ تَسْلُطُ عَلَيْهِمْ ﴿وَإِنَّ اللَّهَ وَنُسُوحَهُ تَسْلُطُ عَلَيْهِمْ﴾ (دراحدہ 22، سورہ 4)

ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے قرآن پاک ﷻ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اسے ایمان والوں پر بھی آپ پر خوب صلوٰۃ اور رکعت سے سلام بھیجا کرو۔

ایمان کے دوا اور پناہ کا علاج و دوا

اس آیت کے بعد میں صلوٰۃ اور سلام اور چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔
اور حکم کی دو قسمیں ہیں۔

(1) عقیدہ۔ جو جس میں کسی وقت وغیرہ کی پابندی ہو یا کسی کو تو ایسی پابندی سے (اگر کسی) ہے۔ ان کے بغیر غلط۔ جیسے نماز کے ساتھ وقت وغیرہ ہونے اور نماز کی پابندی وغیرہ ان کے بغیر اگر نماز ہے۔

(2) مطلق: یعنی وہ حکم جس میں کسی وقت، جگہ یا حالت کی پابندی نہ ہو۔

اور قاعدہ یہ ہے کہ: **فَالْمُطْلَقُ يُخْبِرُ عَلَى** (حکامہ) یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہے گا اس پرستہ تو قیاس سے پابندی لگا سکتے ہیں اور نہ ہی غیر واحد سے۔ بلکہ اس پر اگر توجہ کیا جائے گی تو قرآن پاک سے قاعدے عقیدہ یا حدیث متواتر سے۔

امسول الشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فی کتاب الفصل فی المطلق والمقید ص: 20، 25 مطبوعہ مکتبۃ الشریعہ۔ نور الاموار بحث غیوم الشکر الموضوعة ص: 74، مطبوعہ بیروت۔ کتبہ فی الموضح والموضح القسم الاول فی الاذلة للشرع علی حق الاول القرآن الفصل فی المطلق والمقید ج: 1 ص: 115 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

تو جب 23 گھنٹوں میں ہر وقت صلوٰۃ و سلام جائز ہے تو کبھی اذان یا بعد اذان کیوں منع کیا یہ وقت دن رات کے اوقات سے خارج ہے؟ کاش کہ کوئی صاحب قرائت قرآن متعنی و کوشاں ہے۔

ہاں الہیہ اگر کسی وقت یا جگہ کو کوئی شرعی دلیل خارج کرتی ہے تو اس وقت یا جگہ ہوگا۔ جیسے گئے، قیام، یا خان یا بازار وغیرہ کے اوقات میں۔ کیونکہ ایسے وقت و در و در لیلہ زمان سے پڑھا اور و شریف کی تو ہیں ہے۔ اور حضور ﷺ سے مختلف کسی چیز کی تو ہیں نہ کر ہے۔ دیکھیں کتب مختلفہ۔

اسلام و سلام اس وقت منع ہے جب اس کے پڑھنے سے کوئی اور فرض یا واجب یا سنت (اور ترک) ہو جائے۔

جیسے نماز یا یا سلام غلبہ یا قاعدہ میں یا کوئی میں یا جگہ میں یا جگہ پچاسواں میں اور شریف یا سنت سے ترک فرض اور دوسرے میں ترک واجب اور آخری دونوں میں ترک سنت ہے۔ قرآن کے بعد اب احادیث کی طرف آئے

احادیث سے ثبوت

حدیث نمبر 1:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنے اللہ میں آپ پر درود پڑھتا ہوں تو کبھی تمہاری میں پڑھا کروں؟ فرمایا: جتنا چاہے۔ عرض کیا: کل وقت کا پڑھنا کی ضرورت؟ فرمایا: جتنا چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔

عرض کیا: آدھا؟ پھر وہی جواب فرمایا عرض کیا: پہلی پھر بھی جواب فرمایا عرض کیا: تو پھر میں ہر وقت صلوٰۃ و سلام ہی پڑھا کروں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایسا کرے گا تو پھر درود میرے حکم کو کافی ہو جائے گا اور میرے حکم کو غفلت دے جائے گا۔

ابن ماجہ کتبہ کوفہ حقاۃً کتبہ کوفہ فی الموضوعة باب من ج: 2 ص: 224، 225 حدیث نمبر 2457۔ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ۔ فیستک علی فیضی، کتاب فیضی، فیضی سورۃ الاحزاب، ج: 2 ص: 154، حدیث نمبر 2576 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المصنوع باب فیصل علی فیضی، ج: 1 ص: 87، حدیث نمبر 867 مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ۔ دیکھیں حضور ﷺ ہر وقت درود پڑھنے کو حکم سے نہایت اور انہوں کی کتب کا ذکر میرا نہیں۔ اور یہ بھی کہ ان میں اب خود انصاف کریں کہ کبھی نہیں کریں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور قرآن پڑھا:

جب تم کوذان کو سونو دو کہتے ہیں تم بھی کو پکارو یہ دوہو پڑھو۔ کیونکہ یہ فرضی بھی ہے۔
پڑھو اللہ تعالیٰ اس بات کے بدلے میں تمہیں نازل کرے گا۔

پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو (یعنی اللہم ربّ علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتے ہیں کہ یہ دعا
کیونکہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو صرف ایک بڑے کو تحفہ ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ دعا
میں ہی ہوں۔

اس پر فرض میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا اس لئے میری شفاعت حال ہو جائے گی۔
(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مطلق القول) ج: ۶ ص: ۱۹۸

حدیث نمبر 675 مطبوعہ قیسی کتب خانہ۔ حسن لکھنؤی کتب خانہ العتبات، باب ما جاء فی
فضل الی، ج: 2 ص: 675 حدیث نمبر 3614۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ باب

بقول الامام الموفق ج: ۱ ص: 88 حدیث نمبر 523 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ۔ مشکوٰۃ
المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب فضل الاذان واجلہ للمؤمن ج: ۶ ص: 66، 65 حدیث نمبر

605۔ مستدرک حاکم بن خلیل، مسند عبد اللہ بن عمر ج: 2 ص: 168، حدیث نمبر
588 مطبوعہ مؤسسة قوطیہ، التفسیر ابن کثیر ج: 3 ص: 103، سورۃ مدائد کہی آیت نمبر

35 تحت۔ التفسیر مظہری ج: 3 ص: 459، نشر الطیب، مصنف شریفی دہلوی،
ص: 183۔ جملۃ الاتقان، مصنف ابن قیم جوزی باب ما جاء فی الصلوٰۃ فعلی ومولیٰ اللہ علیہ

حدیث نمبر 106

تمام حیران ہیں حضور ﷺ ورد پاک پڑھنے والے کے لئے دس رکعتوں اور شفاعت کا وعدہ
کر رہی اور یہ حرام نہیں۔

یہ بھی اصل روایت ہے کہ

استغناء، آخر میں پڑھنا چاہا کہ میں نے نہیں دیکھا ہے کہ اس نے صرف اذان سننے والے
کے لئے ہے ذکر پڑھنے والے کے لئے۔

جواب نمبر 1: اس حدیث میں حضور ﷺ نے رکعتوں اور شفاعت کے حوالے کی وجہ
اذان کی ہے وہ یہ ہے کہ:

جو بھی اللہ پروردگار سے دعا کرے گا تو اس پر رحمتیں ہوں اور اس کے لئے فی شفاعت ہے خواہ وہ سننے
اور پڑھنے والا۔ لہذا اذان کا جواب سننے والے کے لئے ہے اور ورد اور دعاؤں
کے لئے ہیں۔

جواب نمبر 2: اسی کی مثل حضور ﷺ کا فرمان دیکھیں۔ فرمایا کہ امام جب ولا الضالین
کہے تم آمین کہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب دعاء المذنبین، ج: 1 ص: 108، حدیث نمبر
749، مطبوعہ قیسی کتب خانہ)

ظاہر ہے محکم صرف مختصر ہیں کہ یہ کرنا شایع الامور ہے۔

(ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الصلوٰۃ ج: 1 ص: 105 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

جواب نمبر 3: اگر یہ صلوات صرف سننے والے کے لئے ہے تو ایسے ہی ورد و شرط بھی دونوں کے لئے ہوگا۔

جواب نمبر 4: چلو اگر ہماری بات نہیں مانتے تو کم از کم اپنی جمع جزی کی ہی مانو۔ جو کہ
الافتاحی محدث شیخ سعدی کے اور استاد آپ کے امام ابن حجر کے شاگرد ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

”پہلی جب ان دو سنتے اور ان کے حوالہ ورد و جود سے ورد کا واجب ہوا اس شخص پر حاجت
ہو گیا جس کے سامنے ذکر مبارک ہو۔ تو خود ذکر کرنے والے پر واجب ہوا کہ وہ بھی پڑھے۔“

یہی مجدد علماء سامع پر بھی جس طرح تلاوت سننے والے پر مجبور لازم ہوگا تو اسی طرح

پڑھنے والے پر بھی حدود لازم ہوگا۔

وجہ اول: انتہام فی فعل الصلاۃ والسلام علی محمد وعلیٰ آلہ السلام (الرب العالمین)
الموطن الحجازی عشر: عند ذکرہ ص: ۶۹ مطبوعہ حافظ کتب خانہ
میں لکھا ہوا ہے کہ جب الزمان بنے والا درود اور دعا پڑھے گا تو الزمان پڑھنے والا بطریق
اولیٰ پڑھے گا۔

جواب نمبر 5: آجے آخر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ماضی قرآن سے ثابت
کریں کہ محمد ان پڑھنے والے اور پڑھنے والوں کے لئے ہے۔

حدیث 3: حضرت رسول ﷺ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر
میں کسی شخص کو پڑھنے پر درود پڑھنے سے روک دوں گا تو اللہ تعالیٰ فرما دے گا: **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** تو اس کے لئے میری قضاوت واجب ہوگی۔

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند الشافعیین، ج: 4، ص: 108، حدیث نمبر
17032، مطبوعہ موسسہ قرطہ - المجموع الاوسط، ج: 3، ص: 321، حدیث نمبر
3285 مطبوعہ دار الحرمین - مسند الزیلا، ج: 4، ص: 108، حدیث نمبر
2315، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وعلیہ
ج: 1، ص: 88، حدیث نمبر 874)

اب دیکھیں کیا صاف قرآن میں ہے کہ جو بھی درود پڑھ کر پند مانے گا؟
اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں۔

ہمارا کام کہہ دینا، سنا دینا + بتا دینا
کوئی مانے نہ مانے، جانے غنیمت جس کا بھی چاہے

کتاب فقہ سے نبوت

آجے! آپ کو کئی کتابوں کی سرکروائیں

یا شاید کے کتابت سے بعد میں میری بات

حق لکھائی کی شہرہ کتاب "توہ الا بیار" کی شرح "مرآۃ الخلائق" کی عبارت ہے:
والله اعلم بالصواب والحق باق (تفضلوا علی النبی ﷺ) غلب الاجابۃ
الشرعہ - (مؤذن کا جواب دینے کے بعد) الزمان کا جواب دینے والا اور مؤذن دونوں درود
الرب کے بعد ملے گا اور دعا کریں۔

مکتبہ طحاوی علی مرآۃ الخلائق، باب الاذان، ص: ۶۵ مطبوعہ المکتبہ
الاسلامیہ، ص: ۶۵، باب الاذان، ص: ۶۵، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، قاضی
السلیمان، ج: 1، ص: 429)

آجے! حدیث اور فقہ کے ثبوت کے بعد بھی اگر کوئی منکر ہو تو وہ اپنی حاجت کا فیصلہ خود کرے۔

آخری سوال: کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ منکر حضور ﷺ کے بعد شروع ہوئی۔

جواب: حق کہتے ہیں کہ نقل و حمل ہلکا ہوا۔ (نقل کے لئے محض چاہئے) جب قرآن وحدیث اور
اس سے ثابت ہے تو بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ بعد میں شروع ہوئی؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ
اور تابعین، تبع تابعین، محدثین اور ائمہ اربعہ میں پڑھنے نہ کرتے ہوں۔ بلکہ صرف اپنی کتابوں میں لکھ
دیتے رہے۔ کیا چھٹا فرمودہ اللہ تعالیٰ بالقرآن وکتابہ کے تحت نہیں آئے گا؟

یہ ہے بے ادبوں کی فتنہ کہ جس سے تمام امت قرآن کی وحیہ جدید کی مستحق ہو
گی۔ فہو فی اللہ من ذالک۔

بلکہ کتابوں میں صرف یہ لکھ دینا کہ نہ دینا پڑھ کر ان کے بعد والا سے سلام
اور میں شروع ہوئی۔

تجب ہے کہ خود بخود یا جو کہ کتاب کے زمانے تک نہ گئے وہ تو بیخ اور عوام نہ رہیں گے۔
ان پر نہ کر اذان پڑھنا منع اگر کسی نے صرف صلہ و سلام۔

ای لے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان ؒ ظل بریلوی مدنی بارہ نے فرمایا کہ
ذکر و کے فعل کا لے نفس کا بخیر یاں نہ ہے
پھر کہے مروت کہ ہوئی امت رسول اللہ کی

بدعت کی تحقیق:

بدعت کہا تو اس سے مراد ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بدعت کا لفظ عمل کے ساتھ پڑھ کر
ہے۔ فاروق اعظم ؓ نے تراویح کی بارہ راتیں عبادت دیکھ کر فرمایا: **مَنْ عَمِلَ بِهِنَّ**
هَذِهِ شُرُوحُہ: یہ عبادت تو اس طرح بہترین بدعت ہے۔

مولانا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ فی رمضان، باب ما جہ فی قیام رمضان، ص ۱۱
مطبوعہ لدیمی کتب خانہ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب قیام شبہ رمضان
ج ۱، ص ۱۱۷، حدیث نمبر ۱۲۵۵ مطبوعہ ۳۲

بلکہ فرض کفایہ پر بھی بدعت کا لفظ بولا گیا ہے۔

نیکس نور اللہ اور اس پر فرمایا: **وَتَكَلِّفُ صَلَوةَ الْخَيْرِ عَلَى طَائِفَةٍ مِّنْ عِبَادِهِ** ترجمہ
تو نماز پڑھنا وہ اپنی ذات کے عہد میں بدعت ہے۔

۱) کیا نماز پڑھنا وہ بھی حرام دیکھ ہو جائے گی؟ کاش کہ کوئی صاحب زور و بار و پوتی
جاری کر دیتا کہ چونکہ نماز پڑھنا وہ بھی لفظ بدعت آیا ہے لہذا یہ بھی حرام ہے۔ تو آپ ان کو
سے بھی نجات پا جاتے۔

سوال: اس سے اذان میں اضافہ کرنا لازم آیا ہے۔

جواب: سبحان اللہ!

تجب ہے کہ خود بخود یا جو کہ کتاب کے زمانے تک نہ گئے وہ تو بیخ اور عوام نہ رہیں گے۔
ان پر نہ کر اذان پڑھنا منع اگر کسی نے صرف صلہ و سلام۔

ای لے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان ؒ ظل بریلوی مدنی بارہ نے فرمایا کہ
ذکر و کے فعل کا لے نفس کا بخیر یاں نہ ہے
پھر کہے مروت کہ ہوئی امت رسول اللہ کی

ایک اور حربہ:

سوال: آج تک کوئی بھی نہیں پڑھتا تھا؟

جواب نمبر ۱: اگر کوئی حدیث پر عمل نہ کرے تو اس سے شرعی ممانعت ثابت ہو جائے گی؟

جواب نمبر ۲: ضرر پڑھتے تھے مگر چونکہ وہ اپنی آواز سے نہیں پڑھتا آپ کہے کہ پڑھتے
راکس تھے۔ اپنی جگہ کے قصور و شریعت کا حکم نہ تھا۔

سوال: پھر یا عرض اواز شروع میں کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: قرآن پاک کے عموم اور حدیث نمبر ۱۔

پہنچنا: آخر میں تمام باتیں کو پہنچ ہے کہ کسی ایک آیت یا حدیث یا فقہی عبارت سے
امانت صریح نہ نکالیں۔

﴿وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾

اور: **وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَہٗ بِحُسْنِ خَبَرٍ** "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کے الفاظ پر
اعراض کرنے یا کہ یہ درود شرط نہیں۔ جو اس کے برابر میں راقم کا مفصل رسالہ "کیا درود
قرآن صرف ایمان کی ہے؟" سہجہ کر دھرم پر آ چکا ہے۔

ماخذ و مراجع

القرآن الکریم	مشکوٰۃ المصابیح
نشر الطیب	مسند البزار
تفسیر ابن کثیر	جلاء الافہام
تفسیر مظہری	الہدایہ
صحیح بخاری	التوضیح والعلوم
صحیح مسلم	نور الانوار
متن ترمذی	اصول الشاشی
سنن ابی داؤد	حاشیہ طحطاوی
موطا امام مالک	رد المحتار
المستدرک علی الصحیحین	مسند احمد بن حنبل
مسند البزار	المعجم الاوسط



اذان و تکبیر کے فضائل و مسائل



فضائل اذان

زمان رسول ﷺ:

حدیث نمبر 1: مؤذن قیامت کے دن پندرہ گروں (یعنی زیادہ امیدوار کو آپ یا زیادہ) سے آہل گے۔

صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الاذان و ضرب الشیطان عند سماعہ، ج: 1، ص: 140، حدیث نمبر: 387، قدیمی کتب خانہ

حدیث نمبر 2: اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صبح اذان میں کیا ثواب ہے اور پھر بھی اذان کو صبح نہ پڑھتے تو قرآن کریم ضرور سوچ حاصل کرتے۔

صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الاستماع فی الاذان، ج: 1، ص: 86، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔
صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تسبیح الصلوٰۃ، ج: 1، ص: 182، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔
(ابو، محفوظ امام مالک)

حدیث نمبر 3: جو شخص سات سال تک صبح و شب اذان کیلئے اذان کہے اس کے لئے جہنم سے انکاری پاتی ہے۔

ابن ابی ماجہ، باب اذکار الاذان، باب فضل الاذان و ثواب المذکرین، ص: 53، حدیث نمبر: 727، قدیمی کتب خانہ۔
صحیح ترمذی، باب ثواب الصلوٰۃ، باب فضل الاذان، ج: 1، ص: 150، حدیث نمبر: 296، مکتبہ رحمانیہ

حدیث نمبر 4: اے اللہ مؤذن کی بخشش فرما۔

جامع ترمذی، باب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج: 1، ص: 151، حدیث نمبر: 207،
حدیث نمبر 5: مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے اس کی بخشش گڑی جاتی ہے اور ہر ایک جو جس نے اس کی آواز سنی اس کی بخشش گواہی دے گی۔

ابن ابی ماجہ، باب اذکار الاذان، باب فضل الاذان، ص: 53، حدیث نمبر: 724، قدیمی کتب خانہ

144

مُسْلِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ



حدیث نمبر 6: ملائک ثواب میں ان کی شہادت میں ہیں جو کہ خون میں شہادت دیتے ہیں اور جب مرے گا تو اس کے جسم میں کپڑے نہ پڑیں گے۔

(المعجم الکبیر، ج 12، ص 322، حلیت نمبر 13554، جزو احیاء الموات)

فرمانِ تابیہ: رحمۃ اللہ علیہ

سید بن سنیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص دھلک میں اذان کہہ کر اذان دے گا تو اس کے چپے پھاڑوں کے برابر فرشتہ نماز پڑھیں گے۔

(موطا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ، باب اللذان فی السفر، ص 58، قدیمی کتب خانہ)

مسائل اذان

قبل از وقت اذان نہ کی جائے:

حدیث نمبر 1:

حضور ﷺ ایک سفر میں تھے۔ موزن نے (تبرکی) اذان کہنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ فرمایا: غلطی کرو۔ پھر ارادہ کیا تو پھر بھی فرمایا: پھر ارادہ کرتے ہی میں ارشاد ہوا: کسی کشتیوں، مایان کے اور ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: بھگت کرنی کی شدت جہنم کا سامن ہے۔

(اصحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للسلطان کا کوا اجتماع، ج 9، ص 87، 88، حلیت نمبر 603، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث نمبر 2:

آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا: ابھی طرح صبح ہوا ہے۔ تو اذان نہ کہو۔

(اصحیح فی دلاء، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان قبل دخول الوقت، ج 9، ص 80، حلیت نمبر 336، مکتبہ رحمانیہ)

حدیث نمبر 3:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور سے پہلے اذان کہہ دی تو آپ ﷺ نے لوہے کا ٹکڑا مارا۔

اگر بلا اذان کر کہیں ہو گیا تھا۔

(اصحیح فی دلاء، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان قبل دخول الوقت، ج 9، ص 80، حلیت نمبر 532، مکتبہ رحمانیہ)

کتب فقہ میں ہے اذان قبل از وقت نہ کی جائے اور اگر کہہ دی گئی تو پھر وقت میں پڑائی جائے۔ (الہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج 1، ص 90، مکتبہ رحمانیہ۔ الطبیعی و الصانع، کتاب الصلوٰۃ، باب بیان وقت الاذان، ج 2، ص 115، الدار المصنوع، باب الاذان، بہار شریعت، باب الاذان، مسئلہ نمبر 9، ص 665، مکتبہ المدینہ)

بے وضو اذان نہ کر دے

حدیث نمبر 4: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے وضو اذان نہ کی جائے۔

(اصحیح فی دلاء، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان فی کراہۃ، ج 9، ص 140، حلیت نمبر 200)

حدیث نمبر 5: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اذان کہنے) وضو کی اور سنت ہے۔

(اصحیح بخاری، کتاب الاذان، باب هل یصح الموشن لاء، ج 1، ص 88)

اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ بھی وضو اذان نہ کر دے۔

(الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج 2، ص 75، الموعظ، بطور شریعت مسئلہ نمبر 10)

اذان تک آدھی کے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر آدمی اذان کہے

(سنن ابن ماجہ، باب الاذان، کتاب فضل الاذان، ص 53، حلیت نمبر 590)

مستحب ہے کہ سنت کو جائے والا موقوف ہو۔

(الفتاویٰ الہندیہ، ج 9، ص 53، بہار شریعت، مسئلہ نمبر 19)

دراجمی منٹے آدمی کی اذان نہ کر دے

اگر پیش رو عید یا شہت بھر سے کہہ دے والا ہے تو قاضی ہے اور اس وجہ سے اس کی اذان نہ ہوگی۔ لہذا وہی عید یا شہت میں سے کہہ دے والا اذان کا قاضی (فتاویٰ نورۃ حقیقہ، ج 1، ص 136)

پس از اذان والا اذان کہے

حدیث نمبر 1: حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اذان پڑھ کر اذان کو اذان کہو اور اذان پڑھ کر اذان کہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب بعد الاذان، ج: 1، ص: 146، حدیث نمبر: 109، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ص: 21، تہذیبی کتاب صلوٰۃ، فارسی، ص: 214)

حدیث نمبر 2: حضرت اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ جب تم اذان پڑھاؤ تو اذان کہو اور اذان پڑھ کر اذان کہو۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالثناء، ج: 3، ص: 85، حدیث نمبر: 109)

یہ خبر راویانہ کچھ بچے کی اذان مکر رہے

(الدر المنثور، ج: 2، ص: 78، معجم شریف، مشکوٰۃ، ص: 10)

قبلہ ہو کر اذان کہے

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں (کہ فرشتے) اے قبلہ ہو کر اذان کہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، ج: 1، ص: 85، حدیث نمبر: 109)

اذان کانوں میں اٹھایا ڈال کر کہے

حدیث نمبر 1: صحابی رسول حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اذان کہتے آتے (یعنی علی الصلوٰۃ اور حق علی الفلاح کے وقت) ہاتھ میں لے کر کہتے تھے اور آپ کی دونوں اٹھیاں دونوں کانوں میں ہوتیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب السنۃ فی الاذان، ص: 82، حدیث نمبر: 111)

حدیث نمبر 2: حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اذان پڑھاؤ اور اذان کہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب السنۃ فی الاذان، ص: 82، حدیث نمبر: 110)

عام اذان کے کلمات

اللہ تعالیٰ نے پھر یہ فرقہ صحابی رسول محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں بھیجا کہ اذان پڑھاؤ اور اذان کہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب بعد الاذان، ج: 1، ص: 146، حدیث نمبر: 109، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ص: 21، تہذیبی کتاب صلوٰۃ، فارسی، ص: 214)

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ

عَلَى الصَّلَاةِ

عَلَى الصَّلَاةِ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ

ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب بعد الاذان، ج: 1، ص: 146، حدیث نمبر: 109، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ص: 21، تہذیبی کتاب صلوٰۃ، فارسی، ص: 214)

صبح کی اذان میں ذکر الفاظ

حدیث نمبر 1: صبح کی اذان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھ کر اذان کہی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب بعد الاذان، ج: 1، ص: 146، حدیث نمبر: 109، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ص: 21، تہذیبی کتاب صلوٰۃ، فارسی، ص: 214)

حدیث نمبر 2: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اذان کہتے آتے (یعنی علی الصلوٰۃ اور حق علی الفلاح کے وقت) ہاتھ میں لے کر کہتے تھے اور آپ کی دونوں اٹھیاں دونوں کانوں میں ہوتیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب السنۃ فی الاذان، ص: 82، حدیث نمبر: 111)

حدیث نمبر 3: حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اذان پڑھاؤ اور اذان کہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب السنۃ فی الاذان، ص: 82، حدیث نمبر: 110)

ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب بعد الاذان، ج: 1، ص: 146، حدیث نمبر: 109، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ص: 21، تہذیبی کتاب صلوٰۃ، فارسی، ص: 214)

حدیث نمبر 4: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو سونے پائے پر "اللہم عتقر بین النور" کہا تو آپ ﷺ نے اس کا اذان میں داخل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر وہ کیلے داخل ہوئے۔

(اصول فی المربع للشافعی: 718، وصیغہ فی المصنف و الصانع: ج 2، ص 84) بیان کلیۃ الاذان

ہر اذان مسجد سے پڑھنی جائے

حدیث نمبر 1: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی نضیر کی ایک عورت کے مکان پر پہنچی اذان کہتے تھے جو مکان مسجد کے آس پاس کے مکانوں میں سب سے اونچا تھا۔

(سنن ابی داؤد: باب الاذان فوق المنار: ج 1، ص 88، حدیث نمبر: 519، مطبوعہ دار السنۃ: 104، 103، حاشیہ: کتاب الطہارۃ علی مرقیہ، مؤلف امام مالک رحمہ اللہ: 38)

حدیث نمبر 2: جس کی پہلی اذان غریبہ طبر کے پادریوں کے ساتھ پڑھائی گئی۔ (صحیح بخاری: کتاب الجمعة، باب الاذان يوم الجمعة: ج 1، ص 124، حدیث نمبر: 170)

کتاب فقہ کے حوالہ جات

اذان یا تو مختار ہو سکتی ہے یا مسجد سے پڑھنی چاہئے، مسجد میں نہ کی جائے۔

(المصنفون للحنبلۃ، باب الثاني في الاذان، الفصل الثاني: ج 1، ص 35، حاشی: ج 1، ص 259، انواع بزرگ اللہ، ص: 175)

مسجد میں اذان نہ کر دے۔

پہنسی دوزخ، الطحاوی، الطہارۃ ص: 20
مسجد میں اذان نہ کر دے، ہاں اگر وہاں مسلمان نہ ہو تو نماز مسجد (یعنی مسجد سے باہر کی جگہ) پڑھنی چاہئے۔

(طحاوی ص: 107، فتح المصنف)

اذان یا تو مسجد میں پڑھنی چاہئے یا مسجد سے باہر۔

(مکرمہ ص: 362)

کتاب تعمیر کے حوالہ جات

تعمیر کی دوسری اذان حضور ﷺ جب حجرہ پر تشریف لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ مسجد کے سامنے پہنچا اور اذان پڑھنے لگے۔ ایسے ہی دوسری اذانوں کا ذکر ہے کہ انہوں نے مسجد میں۔

(التعمیر الکبیر، صیغۃ الجمعة، آیت: 19)

اذان سنتی والا جو اس وقت پڑھے:

حدیث نمبر 1: حضور ﷺ نے فرمایا، جب تم اذان سنو تو اس کی مثل کو جو تم کو ملے گا پڑھو۔

(صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب ما یقول (اذ صبح السنۃ): ج 1، ص 85، حدیث نمبر: 519، سنن ابی داؤد: ج 1، ص 80، مسلم: ج 1، ص 165، ابن ماجہ: ص 52، حاشیہ: امام مالک

ص: 88، دارمی: ص 217، ابوداؤد: ص 77، حاشیہ: امام محمد ص: 82، مسندکرم: ص 64)

حدیث نمبر 2: حضور ﷺ نے فرمایا، ایسے ہی پڑھا۔

(ابن ماجہ ص: 53، مسندکرم: ج 1، ص 204، مسند امام اعظم: ج 1، ص 83)

حدیث نمبر 3: ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تم پر تعظیلات لے

لی ہیں، تو آپ نے فرمایا، پیچھے دیکھو، یہ تو بھی کب جب تاریخ ہو تو سوال کر تجھے ملنا

پڑھائے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاذان، باب ما یقول (اذ صبح الاذان): ج 1، ص 88، حدیث نمبر: 524)

حدیث نمبر 4:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اذان کی۔ جب تاریخ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اس

کا عرض تھا، اذان پڑھو، اسے کہے دو، وہ مسجد میں داخل ہوگا۔

(سنن نسائی، کتاب الاذان، باب اوقات الفک: ج 1، ص 109، حدیث نمبر: 574)

(مسندکرم: علی الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب الصلوات الخمس: ج 1، ص 321، حدیث

نمبر: 125)

شہادتین کے وقت فضیلت والے کلمات

حدیث شریف:

عنہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: جس شخص نے مؤذن کی اذان سننے کے وقت کہا۔

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا
 تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔

(متن ابن ماجہ، ابواب الاذان باب ما یقال الا لئن المؤذن یسئ: 53، حدیث نمبر: 724 ولفظ
 لہ، مسلم ج 1 ص 167، مسند بکر حاکم ج 1 ص 203، مسند مؤلف ج 1 ص 19، سنن داؤد ج 1
 ص 78، مشکوٰۃ ص 85)

حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اَوْرَحَى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کلمات

حدیث نمبر 1: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

(بخاری ص 86 ج 1)

حدیث نمبر 2: ہر باقی اذان کی طرح اذان اور حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اَوْرَحَى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہنا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم ص 167 ج 1، ابوداؤد ص 78 ج 1، مشکوٰۃ المصابیح ص 85)

حدیث نمبر 3: نبی ﷺ جب مؤذن کی اذان سننے کو اس کی عمل کرتے یہاں تک کہ جب حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اَوْرَحَى عَلَى الْفَلَاحِ کہتے تو ان پر آپ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ فرماتا ہے۔

(مسند احمد، حدیث ابی داؤد ج 1 ص 19، حدیث نمبر: 23971، شرح معانی الآثار، باب

ما یستحب للرجل ان یقول ما یتبع الاذان)

حدیث نمبر 4: حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اذان کے جواب میں پوری اذان کی

اور حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اَوْرَحَى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ آخر تک کہا۔

(مسند احمد، حدیث ابی داؤد ج 1 ص 19، حدیث نمبر: 23971، شرح معانی الآثار، باب

ما یستحب للرجل ان یقول ما یتبع الاذان، صحیح الفوائد، باب الاذان، ج 1، ص 108، حدیث نمبر: 577)

ہم نے چہ دم کر آگھوں پر کر کے:

حدیث شریف: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے پاس بیٹھ کر مؤذن کے

اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ كَمَا أَنَّ دُونَهُ اَللَّهُمَّ كَمَا أَنَّ دُونَهُ اَللَّهُمَّ کے سننے کے بعد آگھوں

پر کر کے اور کہا اَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

وَحَيَّ عَلَى اللَّهِ وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا وَبِأَنَّ سَلَامَ دِينِنَا

شرح بیان میں لکھا ہے کہ جنوں کا پتہ نہ اور پھر انھوں پر دیکھا مگر وہ ہے کہ نہ گئی گا۔
میں آیا۔

جواب:

حضرت علامہ سناہیل حق علی المرتضیٰ اسی جیسے کے اسی مقام میں ہے کہ
میں 229 پر اس سوال کا جواب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ علماء سے حدیث شریفہ

کرنا علمی میں ثابت ہے۔
لہذا اگر حدیث مذکورہ مرفوعہ صحیح نہ ہو اس سے ترک عمل لازم نہیں ہے اور حدیث
نے اس کو مستحب کہہ کر بالکل صحیح ٹھہرا دیا اور ہمارے لئے قوام کی ناکوت و کتابہ

کا کافی ہے۔ انھیں بالحدیث
میں کہتا ہوں اس لئے حدیث کے مرفوعہ صحیح نہ ہونے سے ترک عمل لازم نہیں آتا۔
کے بعد صحیح بخاری، حسن القدادہ، مسند البیہ، معنیف بن مرقہ صحیح بخاری، عمیرہ حدیث کی کتاب، ابی داؤد
ہے جن میں سے ہر ایک قسم سے فضائل اور کمالات میں بلکہ فرقہ و فتنہ بھی ثابت ہوئے ہیں
(ملاحظہ مشکوٰۃ شاہ عبدالرحمن دہلوی، عقلمند مسلم علامہ سر جان محمد عظیم
للغاری، المسند مطہری، وغیرہ)

تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام
الایہامین لخواجہ و حضورہ، ص 5، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

اذان سننے والا درود شریف پڑھ کر دعا کرے

حدیث شریف:

مختصر لکھنے فرمایا، جب تم موزن کو اذان کہتے ہو تو اسے سنا کر
اس کی مثل کہہ کر مجھ پر درود شریف پڑھو، کیونکہ جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے
پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لئے (مقام) کو بیٹھ گیا دعا کرو۔ چنانچہ حدیث
مقام ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ایک ہی بندے کو ملے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں 10

موزن کے لئے پہلی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت طالع ہو جائے گی۔

ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول حال قول المؤذن، ج: 1، ص: 166، حدیث
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب الدعاء، ج: 2، ص: 679، حدیث ابن
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب الدعاء، ج: 1، ص: 7
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 523، مشکوٰۃ، ص: 64، ابن تیمیہ، ج: 3، ص: 153، شرح الطحاوی، ص: 267
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 458، شامی، ج: 1، ص: 267

موزن شریف مسلم میں اس حدیث پر لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے اذان کے جواب کے
موزن دعا کا عین استحباب ثابت ہوتا ہے۔

موزن درود شریف پڑھ کر دعا کرے

ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب الدعاء، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24

موزن اور ہر سننے والا امر و نہی اذان کے

بعد دعا کرے

ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24

ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 2، ص: 64، ہمدانی، شریعت
ابن تیمیہ، کتاب الصلوٰۃ، ج: 11، ص: 24

ساتھ ساتھ وہی کہا ہے کہ اے قرآن مجید! جب ہلال اللہ نے تقدس فیہ الصلوٰۃ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ واکا فہا۔ (علامہ سیوطی)

(مسنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول اذا سمع الاذان، ج: ۱، ص: ۵۵، حدیث نمبر: ۱۳۸۰)

تعمیر بیتہ کر سنیں

حدیث نمبر ۱: حضور اللہ نے فرمایا: جب تک آپ کی جائے توجہ نہ ہو کہ بیتہ کی تعمیر ہو۔

(اصحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من یقوم الناس اذا رآوا الاذان، ج: ۱، ص: ۵۵، حدیث نمبر: ۵۱۹، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من یقوم الناس للصلا، ج: ۱، ص: ۲۲۰، حدیث نمبر: ۱۳۵۱، جامع ترمذی، مسنن ابی داؤد، مسنن نسائی وغیرہ)

حدیث نمبر ۲: حضرت ہلال رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نہ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تو آپ کو کچھ کرنا پڑتا۔

(اصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من یقوم الناس، ج: ۱، ص: ۲۲۱، حدیث نمبر: ۱۴۰۰) اس حدیث پر امام نووی شرح میں لکھتے ہیں (توالد فی حقیقی وقت اللہ) کہ ہلال رضی اللہ عنہ چونکہ مختصر ہوتے تھے تو وہ پہلے دیکھ لیتے اور تعمیر شروع کرتے اور باقی لوگ بعد میں دیکھ کر کھڑے ہوتے۔ اور وہ پہلے ہی حرکت کرنے لگتے تھے کہ وہ صاف درست ہو جاتی۔

نیز امام نووی فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کوفہ کے دیگر بزرگوں نے فرمایا کہ حقیقی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے نہ ہوں (یعنی اگر امام پہلے سے سوچو تو)۔

(الموسم السابق ج: ۲، کتاب المساجد، باب من یقوم الناس، ج: ۲، ص: ۱۳۰)

حدیث نمبر ۳: جب ہلال رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے تقدس فیہ الصلوٰۃ کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۷

تعمیر فرماتے۔

(مسند الکبیر، للشیخ الاسلام، کتاب الصلوٰۃ، باب من (عمدۃ) یقول فیراع المؤمن، ج: ۱، ص: ۲۲، حدیث نمبر: ۲۳۹۰، دار البیان لطبعیہ، الشیخ الاسلام، شرح جامع مسعود، ج: ۱، ص: ۱۳۵، حدیث نمبر: ۱۳۵۱، دار الفکر، الطبعة)

کتب فقہ

امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جب منجبر، حقیقی علی الصلوٰۃ کیے تو کھڑے ہوں۔

(حاشیہ کمالیہ، علی طوطی امام مالک، ج: ۱، ص: ۵۵، حاشیہ نمبر: ۱)

جب (منجبر) حقیقی علی الصلوٰۃ کیے تو امام اور مدعا امت کھڑی ہو

(اصحیح ابی داؤد، شرح مسلم، باب الاذان، ج: ۱، ص: ۲۲۰، حدیث نمبر: ۱۳۵۱، شرح مختصر، ص: ۷۳، (الوقایہ، ج: ۱، ص: ۱۵))

اور جب آدمی منجبر کے وقت (مسجد) میں داخل ہو تو اس کیلئے کھڑے ہو کر انتظار کرے۔
ملاحظہ فرمائیے کہ جب منجبر، حقیقی علی الصلوٰۃ کیے تو پچھو کھڑا ہو اور اگر امام و قوم مسجد میں ہوں تو امام اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک منجبر، حقیقی علی الصلوٰۃ تک نہ پہنچے تاکہ اس میں تاخیر نہ ہو۔

(المصنوع، للہندسیہ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان، ج: ۱، ص: ۵۷، نورانی، کتاب خلاۃ، ص: ۳۸۰، مشکوٰۃ، فتاویٰ دار حدیث، ج: ۱، ص: ۳۸۰، مطبوعہ دار الفکر، جامعہ اسلامیہ، دارہ لاہور)

وما علینا الی البلاغ العین

﴿الضرر﴾

ابوہشام محمد اللہ و سید سید لوی کان اللہ

۱۵۸

ماخذ و مراجع

تفسیر مظهری	رد المحتار
صحیح بخاری	نور الابصار
صحیح مسلم	طحطاوی
جامع ترمذی	الهدایه
سنن ابی داؤد	لمن القلیوب
سنن نسائی	وقایه
سنن ابن ماجه	شامی
المستدرک علی الصحیحین	الدور المختار
موطأ امام مالک	فتاویٰ ہندیہ
المعجم الکبیر	مجمع الانهر
مسند احمد	جلام الافہام
السنن الکبریٰ للبیہقی	بہار شریعت
المعجم الکبیر	فتاویٰ نوربہ
المقاصد الحسنہ للسخاوی	بہشتی زیور
الاسرار المرفوعہ	نشر الطیب

دعا بعد از نماز جنازہ
کاشبوت



بسم الله الرحمن الرحيم

تصدیق

نَعْمَلَهُ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت

بڑے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے

حضرت علامہ ابوالفضل مولانا محمد القدوت صاحب سیالوی رحمہ اللہ

نے مسئلہ دعا بعد الجنازہ

کے جواباً کوبراہین قاطعہ سے حریصاً مدلل فرمایا ہے۔

لِجَزَاءِ اللَّهِ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ

المُصَدِّقُ

عبد الہامی مفتی محمد رفیع مہاروی عفرہ

ڈاکٹر جامعہ عربیہ اسلامیہ، عالمگیری، لاہور (رجسٹرڈ امہانی)



ہمارا دعوئی: نماز جنازہ کے بعد دعا قرآن پاک، حدیث شریف، فعل صحابہ رضی اللہ عنہم اور روایات طیبہ سے ثابت ہے۔ قرآن پاک کی کسی ایک آیت کے پھوٹنے سے چھوٹے ٹکڑے، کسی حدیث صحیحہ کے ایک فقرہ، بلکہ ایک لفظ سے کسی صحابی کے قول و فعل اور کسی اہل سنت عالم کے قول سے اس کی مماثلت ثابت نہیں۔

اور اگر ان کی کسی مہارت میں مماثلت ہے تو وہ معتزل کی طرف سے اہل سنت کی کتابوں میں و اس کی کتابی ہے۔ یا کم از کم وہ (مہارت) قرآن و حدیث اہل صحابہ کے قصاص و کٹاف ہونے کی وجہ سے مردود یا قرآن و حدیث و روایات معتبرہ کے منہج پر محمول لا اظہار ہو!

قرآن کریم سے استدلال

آیت نمبر 1: قرآن پاک پارہ 22 رکوع 18 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّكُمْ وَ اٰٰلُكُمْ لَمَنْجُورٌ﴾

ترجمہ: تمہارے سب بے فرمایا، مجھ سے دعا کی کرو میں تمہاری دعا نہیں قبول کروں گا۔
استدلال: قرآن پاک کی یہ آیت مطلق ہے یعنی اس میں کسی وقت، جگہ و مقام کی تخصیص نہیں۔ اور جب تک کسی آیت یا حدیث صحیحہ سے کسی وقت، جگہ یا مقام کی مماثلت ثابت نہ ہو اس وقت تک کسی وقت، جگہ، میں دعا کا صحیح کرنا قرآن پاک پر زیادتی ہے۔ جو ممنوع ہے۔ بلکہ ایک آدمی حدیث سے کسی مماثلت ثابت نہ ہوگی وہ جب تک شہاد یا متواتر نہ ہو۔

باسم اللہ تعالیٰ، البیت الاولی فی کتاب اللہ، الفصل فی المطلق والحدود، ص: 252 مطبوعہ

مکتبہ الشریعہ۔ انوار التواضع بحث عموم التواضع لاخص۔ 79 مطبوعہ بیچ الہیہ مدینہ منورہ۔
تفسیر۔ التواضع والتواضع القسم الاول فی الاذلة الشریعة التواضع الاولی التواضع فی العمل صکار
السلطان والتواضع۔ ص 118۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

آیت نمبر 2: قرآن پاک پارہ نمبر 2 کو 7 نمبر کرمان پاری ہے۔

﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

ترجمہ: جب بھی مجھے کوئی پڑے ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ذکر فرمایا کہ جس وقت اور جب بھی اللہ کی پابندی
کے لئے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔

غور فرمائیے!! اللہ تعالیٰ تو ہر وقت اپنا دست اور ہم پر بھی کسی قرآنی دلیل اور حدیث کے اس کو
مخبر کریں۔ کیا یہ درست ہوگا؟

یا خود ہی کہیں مگر ہم کہیں سے تو گھر ہوگا

احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ نے سوال ہی یہ کیا تھا کہ ہم کس وقت خدا تعالیٰ
سے دعا کریں؟ تو جواب میں حضور کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿ اٰیٰتِ الْاٰزِیْمِ ﴾

(تفسیر ابو حنیفہ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 194)

آیت نمبر 3: قرآن پاک پارہ نمبر 30 کو 7 نمبر 19 کرمان پاری ہے

﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

ترجمہ: ہمیں جب آپ ﷺ فارغ ہوں تو موت سے دعا کریں۔

حضور ﷺ کے بیٹا زاد بھائی حمزہ امیر المؤمنین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

ترجمہ: اے آپ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوں تو دعا میں موت کو بخش کریں۔ اور کہیں

فراموشی۔ اسی آیت کے تحت
کیجئے چاہے اللہ آپ سے

خاندان نبوت کی تفسیر

جس میں مطلق فرمایا کرنا کہ اس سے فارغ ہونے ہی دعا میں موت کروا دے کسی فرض کی قید
ہے نہ نفل کی، نہ سنت، واجب کی بلکہ یہ الفاظ تو ہر گز کو شامل ہیں جس میں نماز جتنی بھی داخل
ہے۔ جزیہ مستحق پیر کے جہاں جات۔

تفسیر مدارک: ﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

(مدارک العزیز و حقائق الدواہل للشیخ ص 447)

تفسیر جلالین: ﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

(تفسیر جلالین ص 502 - تفسیر صحیح)

تفسیر روح البیان: حضرت آلہ اور صحابہ کی دعا سے مروی ہے: ﴿ اٰیٰتِ ذٰلِكَ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ الْفٰحِشٰةِ ﴾

تفسیر مظہری: حضرت ابی عباس مقداد و عمار، عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نسخی
بیان کئے گئے تھے کہ "جب فرض نماز یا مطلق نماز سے فارغ ہو تو دعا کرنے کیلئے موت کروا دینے
دب سے مانگنے کی طرف دعا ہے۔"

آیت نمبر 4: پارہ نمبر 28 کو 7 نمبر 4 میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی ایک نشانی ذکر
فرمائی کہ ﴿ اَلَّذِیْنَ یَقُولُوْنَ رَبَّنَا اِنَّا کُنَّا اَعْمٰیةً وَّلَا نَعْلَمُ اَللّٰہَ اَنَّا سٰغُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ﴾

ترجمہ: وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں یا اللہ اجماعی اور جانے ان ایمانوں کی تکمیل فرما جو کہ
ہم سے پہلے ایمان پہ گئے۔

دیکھئے اس آیت میں بھی کسی وقت کی باری نہیں۔

احادیث سے استفادہ

حديث الثمير: ١: لَمَّا رَضِيَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نے اودھا لیں وہاں موت ہے۔

یا قرین سوچنے اگر جس چیز کو حضور ﷺ فری اور صالح عبادت فرمائیں ہم اس کو منع کریں
اور وہ بھی محض قیاس باطل سے تو ہم نے کون سا کوہ دار ادا کیا ؟

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عبادت کا سحر ہے۔

١٦٤٧: كتاب الدعوات 'باب مجاهد في القتل الدعاء' ج' ٢، ص: ٦٤٧. مشكور
١٦٤٨: كتاب الدعوات 'حديث عمر' ج' ٢، ص: ١٩٧. المشعشع الاوسط
١٦٤٩: ص: ٢٩٣. حديث عمر: ١٦٤٩: مطبوعة دار الحرمين القاهرة - كتف العمل ج' ٢
١٦٥٠: حديث عمر: ١٦٥٠: مطبوعة مؤسسة الرسالة

ابہر نما میں اگر جب نماز کے بعد دعا مانگیں کریں گے تو وہ بھی منظر چمکناو کی یا نہیں؟ اور دعا
ملا تو سہلے اور منظر چمکناو سے ناواقف ہیں کہ کس دعا میں ہے؟

حديث صحيح 3: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: «من لم ينس الله

قریباً رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اطمینان پر بنا دیا۔

[illegible]

ابن خلدو ایصل کریں کہ دعائیں کریں تو خدا اور خدا کے ناموں اور ان کے کلمات کو یاد کریں اور ان کے کلمات کو یاد کریں۔ تو کس کا

سوال: نہیں جناب یہ تو عام دعا کی بات ہے۔ نہیں تو خاص جنازہ کے بعد حضور ﷺ کا حکم

جواب نمبر ۱: ازل تو یہ سوال تھا ہے۔ کیونکہ شروع میں بحوالہ قرآن کیا جا چکا ہے کہ:

نکدہاری ہوگا۔

سوال نمبر 2: چارہم وکھائی دیتے ہیں کہ دستور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ کے

حدیث نمبر ۱۰۰۰: اَلَا رَأَوْا اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّوْهُ عَلَيْهِ

الغَيْثُ فَأَخْبِرُوا اللَّهَ الْغَيْثُ

اسلم ابن حاتم 'ابواب ما جاء في الجنائز' ص: 107، حديث لصر: 1497، مسن ابن علقمة
 'ابواب الجنائز' باب الدعاء للميت، ج: 2، ص: 102، حديث لصر: 3199، حشوكوة المقادير

 $\text{CH}_3\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2\text{CH}_2$

کتاب الحاشیہ باب البیسی بالحنزلة والصلوة علیہا ج: ۶ ص: ۶۸-۶۹ حدیث نمبر ۱۵۸۲۔ صحیح ابن حبان کتاب الجنائز باب العریض وما یصلی بہ ج: ۷ ص: ۳۹۵ نمبر ۳۵۷۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز ج: ۴ ص: ۹۰ حدیث نمبر ۶۷۹۵ مطبوعہ مکتبہ دار الایمان مکرّمہ

سوال: یہ تہلیل چنانچہ تہلیل دعا کرنے کا حکم ہے نہ کہ لفظ؟

جواب: عربی کے ایک طالب علم پر بھی یہ بات واضح ہے کہ اگر اقامت پڑھے اور کاف حرف جزاء اور شرط مقدم ہوتی ہے اور جزاء بعد میں نہ کہ شرط میں داخل اور اس کا جزاء

واللہ اللہ الصلی علیہ وسلم شرح جامی ص: ۲۳۳ اور حاشیہ ملاحظہ العزیز وغیرہ

مثال: قرآن پاک میں ہے تِلْكَ اَنْتُمْ فَاعْلَمُوْا (اسرارہ سورہ ۶ وکوح سورہ ۱۰)

ترجمہ: اگر تم جتنی ہو تو طہارت حاصل کرو۔
چونکہ آپ کے اگر جزاء اور شرط میں داخل کریں تو معنی میں ہوگا اگر تم جتنی ہو تو جتنی ہونے میں طہارت حاصل کرو۔ یعنی اور جتنی ہوتے ہو اگر پاک ہوتے رہو۔ یا جیسے کہ اگر وہاں طہارت ہو تو وہاں کرو۔ چونکہ آپ کے معنی ہوگا اور جتنی طہارت ہوتی رہے اگر تم وضو کرتے رہو۔
خود لکھا میں کیا یہ درست ہوگا؟

حدیث نمبر ۵: ابی الیسی رضی اللہ عنہ یَسْتَاذِرُ الْقُلُوبَ طَرَعُ جَاءَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَصَعِدَ قَوْمٌ فَكَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَاِنْ لَقِيَ لَمْ يَسِيْ رضی اللہ عنہ فَالْمَسْلُوكَةُ عَلَيَّ الْخُفَاوَةُ لَا كَلَامَ وَتَكُنْ اَنْفُ لِيْ وَتَنْتَبِ وَتَسْتَقْبِرْ لَه

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ ہوئے تو سب نے رخ تارقی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ ہوئے اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ انہوں نے وہ بار بار تہلیل پڑھا۔ پھر چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہلیل چنانچہ تہلیل دعا کہ اللہ تعالیٰ کی دعا (دو بار تہلیل پڑھی جائے) لیکن تم بہت سے دعاؤں کا مستحق ہو

ابن ماجہ فی ترتیب الشرح کتاب الصلوٰۃ فصل بین فی حین صلوة الجنائز و کیفۃ تہلیلہ ج: ۱ ص: ۲۸۵ مطبوعہ بیروت۔ المجموع فی حق کتاب الصلوٰۃ فصل فی الجنائز ج: ۲ ص: ۱۰۰ مطبوعہ دار امیۃ التراث العربی بیروت

حدیث نمبر ۶: آنسانی کے لئے صرف تہلیل ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب موت میں جب شروع ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر پھر یہ فرمایا ہونے اور آپ کے سامنے تمام تکبیر و تہلیل کر دی گئی اور آپ اس تکبیر اور تہلیل دے رہے تھے۔ اسے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیٹا اگر تہلیل عاریت سے لیا۔ پھر پڑھتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جنازہ پڑھا اور دعا کی۔ اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے انتظار کرو وہ بیٹہ میں روز تہلیل داخل ہو گیا۔ پھر بیٹہ حاضر ہوا ابی طالب نے لیا۔ اور وہ بھی جب کہ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جنازہ پڑھا اور دعا کی اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے انتظار کرو وہ بیٹہ میں جہاں پہنچے وہیں سے اڑا ہوا داخل ہو گا۔

مسند القزازی شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز باب العریض یعنی ابی الیسی الحدیث نمبر ۱۲ ج: ۱ ص: ۷۶۲۔ حرقۃ المسطوح شرح مشکوٰۃ فی الصحیح کتاب الجنائز باب البیسی بالحنزلة والصلوة علیہا حدیث نمبر ۱۵۸۲ بحیث ج: ۶ ص: ۱۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ المسطوح فی القوال فی الصلوٰۃ ج: ۱ ص: ۷۶۳۔ الطبقات لابن سعد ج: ۳ ص: ۴۵ مطبوعہ دار صادر بیروت

مجھے حضور! آپ تو ایک جنازہ کے بعد دعا کا مطالبہ فرما رہے تھے۔ یہاں تو آپ کی تکبیریں ہی کے لئے "یکہ شہید و شہداء لا انا معہ ہو گیا۔

ن۔ سارے عام ہے زبان نکلتی اس لئے

سوال: اس دعا سے مراد جنازہ کے تہلیل دعا ہے۔

جواب: غصی نہ پائے کیلئے اس صورت میں دعا کیا جائے ہوگی یا کسی بیاد یہ دونوں ایک کیونکہ دونوں صورتوں میں پورے جنازہ کا میت کیلئے دعا ہو بلازم آئے گا۔ حالانکہ دعا اور اس کیلئے دعا نفس پاکہ پائے بغیر میں دعا اور وہ صرف آخر میں دعا بھی ہے۔

بلکہ دعا کیا تو مستحب ہے یا مکمل عاقل و بالغوں میں دعا کا جنازہ کے بعد دعا ہونا واجب ہے۔ نیز صحابہ کو بعد میں استغفار کا حکم دیا گیا تھا جس میں جنت ہے۔

دراپہلے آٹھوں سے دل کے پورے کھول کر تو دیکھو تم بھی دعا کی لذت آزمائی کر رہے ہو یا نہیں؟

ما عطف است کہ خود بخود یاد نہ کر سکا ہو

یاد ہو واضح و قاطع راہ جن کے پھر بھی تذبذب کا عالم ہے تو آجے ہم ان کو مثال القاطع ثابت کیے دیتے ہیں کہ دعا نماز جنازہ کے بعد بھی۔

حدیث میں صراحت

”کُنَّا نَعَادِيثُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي“

ترجمہ: پھر فرمایا کہ اس کیلئے استغفار کرو۔

(المواہب اللغیہ، المصنف، فیمن، الفصل الثالث فیما یجوز من الدعاء - المعانی فی الدعاء، فہار غرۃ مولہ، ج: ۱، ص: ۱۷۲)

لَقَدْ لَمَّ أَكْبَرُ جَعْلِهِ كَيْفَ كُنْزِهِ مَعْرُوفٍ كَيْفَ كُنْزِهِ مَعْرُوفٍ كَيْفَ كُنْزِهِ مَعْرُوفٍ

سوال: یہ حدیث ضعیف ہے؟

جواب نمبر ۱: یہ حدیث ضعیف نہیں کیونکہ یہ معتبر عالم رحمٰن کا قول کر لیں تو وہ سن ہو جاتی ہے۔

(المعتمد علی الموضع حدیث المسویط، ص: ۱۲، مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لیبیہ مدینہ منکوار)

بہارِ شریعت جلد ۱۰

بہارِ شریعت جلد ۱۰

بہارِ شریعت جلد ۱۰

جواب نمبر ۲: ضعیف حدیث سے بھی احکام ثابت ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اس کو تابعیہ حاصل ہو سکتی ہے۔

عمل صحابہ سے استدلال

اثر نمبر ۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر بعد از نماز دعا کی۔

ترجمہ: اگر تم نے مجھ سے پہلے ان پر جنازہ پڑھا ہے تو مجھ سے پہلے دعا کرنا۔

(المسوط، کتاب الصلوۃ، باب غسل الميت، ج: ۲، ص: ۱۷۲، مناقب الصالح فی رتب الشریع، کتاب الصلوۃ، فصل بیان فی بعضہ طہارۃ الصلوۃ و تکلیفہ فی حبسہا، ج: ۱، ص: ۲۸۶)

اثر نمبر ۲: ”قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْبَنِي عُمَرُو (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا) لَقَدْ نَفَسَا الصَّلَاةَ عَلَى جَنَازَةِ فَلَمَّا عَضَرَا غَا زَادَا عَلَى الْإِسْتِغْفَارِ لَهُ“

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ نماز شریعت ہو کر کے جب بھر لی گئی تو میت کے لئے استغفار پڑھا تو فرمایا کیا۔ (یعنی قضا اعلیٰ مغفرت کی کراہت مع الماہل)

اس سے ثابت ہوا کہ ایک شخص بلکہ مراد سے صحابہ کی بھی عمل تھا۔

اقوال فقہاء سے استدلال

حوالہ نمبر 1: فقہ حنفی کی کتاب مختلف النظار میں ہے

فقہ و ما برائے میت پیش از دین درست است و میت راست روایت معمولہ کنانی الکلام
ترجمہ: قاتل اور عاصیت کیلئے دین سے پہلے درست ہے اور ایسی روایت پر عمل ہے۔
حق طحا مرہ میں ہے۔

حوالہ نمبر 2: کواذ الاخرة لا نهر المقاتل شرح کھوا المقاتل سے نقل کر کے
فرمایا بعد از اسلام کو اعدا اللہم لا تقهر منا الخیرة ولا تقضا بغضہ قریمہ سلام پھیرنے کے بعد
یعدا پڑھے یا اللہ ہمیں اس کے صدمے پر صبر کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد خوش
جگہ نہ کرنا۔

محققین کی گواہی

نمبر 1: کوئین الخیرات مستند مفتی کاغیت اللہ علی ہندی جو کہ تعلیم الاسلام کے معتمد ہیں،
ترم طرازی ہیں کہ "وہا تملی کہ معتمد مفتی اور بعد کرم صوف چاہئے ہے۔"
مفتی صاحب قزوینی کے بعد دعا جائز ہے۔

نمبر 2: محکم مسلک معتمد مفتی امین اعظمی دہلوی اپنے اس رسالہ میں صاحب کی
یہ عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ "یہ قطعی درست ہے کہ دعا بعد صلوات ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے
خریف ہے کہ کہیں وہ امام ازیخاندہ کے ساتھ دعا کو ضروری نہ سمجھ لیں۔"

نمبر 3: علامہ برحق ذہیر شریف مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 2 ص 55 میں ہے کہ "یہ باتی نہ
توضیح دعا، اگر اسے توکر وہی نہیں۔"

سوال نمبر 1: "میت" میں ہے ان الدعاء بعد صلوة الخیرة منکروۃ
الحکام جہانہ کے بعد مانکر وہ ہے۔

جواب: میت میں اصل عبارت اس طرح ہے کہ: بقیہ میں راہوی نے کہا کہ میں بھی لکھوں
والدعا آخر تک اور راہوی معزلی سے ہمارا اللہ و معزلی کا کفار کہ ہے، وہ بھی معزلی ہے۔
یہاں ہمارا ہی میں اس کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس کی تفسیر "میت" بھی غیر معتبر ہے۔
علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں: القیہ مشہور بضعف الروایہ
علامہ محمد علی نے فرمایا القیہ لیست من کتب المذهب المحمدیہ۔

عقود المدراۃ میں ہے: لا تکر ابن و قیام اللہ لا یقتضی الی ما نقلت مفتی صاحب
الذات میں مشہور ہے۔ یہ کتاب معجز کتابوں سے نہیں۔ جو یہ نقل کرے اکل طرف تہ نہیں کی
جائے گی۔

سوال نمبر 2: طحس الامیر طواکی کا قول ہے "لا یقوم الریحل بالدعاء یغذ
صلوة الخیرة"

"کمالی شرح والی" اور "تہذیب" میں ہے لا یقوم بالدعاء بعد صلوة الخیرة لا
لہجہ الروایہ فیہا

کشف الغطاء میں ہے: کائن و ضروریہ از نماز پڑھنے دعا۔
جامع الرموز میں ہے "لا یقوم واصلہ"

اسی طرح ذخیرہ کبریٰ نظام الدین، فتاویٰ ابراہیم وغیرہ میں ہے عقائد شرع مشکوٰۃ میں
لا یعدوہ للبعث بعد صلوة الخیرة لا تہشیہ الزیادۃ فی صلوة الخیرة

مائل سب کا یہ ہے کہ چٹا لکے بعد کھڑے ہو کر دعا کرے۔ کیونکہ نماز چٹا ہو کر دعا کرنے کے مشابہ ہے۔

جواب نمبر 1: جب قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا تو اس کے مقابلے میں کوئی قول کا اعتبار نہیں۔

جواب نمبر 2: تاہم یہ کہ یہ کلام میں کوئی قید و شرط نہیں ہے۔

اب اس کلام میں کھڑے ہو کر دعا کرنے کی ممانعت ہے اور مردہ کا جس مشابہت کی ممانعت ہے۔ جو سنی ہوں گے کہ اگر کوئی بیٹہ دعا کرے تو سنی نہیں کیونکہ باپ کی خصوصیت ہو گی اور اگر کھڑا ہے تو سنی تو اسے بھی سنی نہیں کیونکہ مشابہت فریادی کی نہیں رہتی۔
یہ مطلق دعا ہے۔

مثال نمبر 1: (۱) جسے کوئی کہے کہ کھڑے ہو کر چٹا پڑ جائے۔ تو اس کے سنی ہونے کا کہہ سکتے ہیں چٹا پڑنا ہی ہے، لہذا کھڑا ہونے کی قید کے ساتھ۔

مثال نمبر 2: (۲) جیسے کہ دعوت میں ہے کہ سخت و غیرہ فرض سے طاقت پڑھے تو اس کے سنی ہونے کی شکیں نہیں رہیں۔ نہ پڑھے گا بلکہ پڑھے گا کیونکہ پڑھنا ہی ہے۔

جواب نمبر 3: (۳) کو عن الفضل لا بأس به امام الفضل سے متحمل ہے کہ بتاؤ کے اور دعا میں کوئی طرح نہ تھا۔

(۲) نسخة المعاني جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۵۳ مکتبہ دارالحدیث کراچی

نوٹ: امام فضل امام محمد کے شاگرد ہیں جن کے مقابلے میں کسی محدث نے آج کے قول کا انکار نہیں (شیخ الحدیث)

مزید تفصیل کیلئے محمود بن ولید حضرت الشاہ احمد رضا خان قاضی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "تذکرۃ النجباء علی الأعیان بعد صلاح الجہاد" (مطبوعہ: ۱۳۰۰ھ)

حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا رسالہ "دعا اور دعا گو کے بارے میں احادیث" دیکھیں۔
امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی توفیق و عطا فرماتے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

راقم

نہار داس

خادم المطبعہ البراقیہ محمد القدوسی (بھائی شریف)

کتابیات

القرآن الکریم

التفاسیر

تفسیر جلالین

المر المفسر

روح البیان

الکشاف

مدارک التزیل وحقائق التزیل

تفسیر مطهری

کتب الاحادیث

الإمام الکبری

سنن ترمذی

سنن ابن ماجه

سنن ابی داود

السنن الکبری

صحیح ابن حبان کتب العمال

کتب العمال

المستدرک علی الصحیحین

مسند احمد بن حنبل

مسند عبد الله بن مبارک

مشکوٰۃ المصابیح

المعجم الاوسط

کتب السیر والنوازل

الطقات الکبری

المنذری

المواهب اللدنیہ

کتب الفقه

بدائع الصنائع فی ترمیم الشرع

البحر الرائق شرح کتب الفلاح

المر المختار

زاد الاخر

کشف الغطاء

الہدایۃ

المسوط

المحیط البرہانی

منہج الطالبین

کتب اصول الفقه

اصول الشافعی

نور الاقوال

حسامی

کتب الفقه

المواہد النبیہ

حاشیہ ملا عبد الغفور

کتب لغویہ

عمدة القاری شرح صحیح بخاری

مرقاۃ المفاتیح

کتب اصول الحديث

التقیات علی المودعات

شرح نعمة النعم

فوت شدگان کو ایصال ثواب
کیوں اور کیسے؟





بیتہ لفظ

انہ فہم حقیقت رقم
بہر طریقت بہر شریعت معرفت علامہ

صاحبزادہ محمد معظم الحق صاحب محمودی

(بیتہ عالیہ معظم آباد شریف)

ایصال ثواب ایک ایسا شوق طے مسئلہ ہے کہ اہل اسلام اس کے حائل ہیں۔ عقائد کی تمام کتابوں میں اس کی بحث کی گئی ہے۔ اور عقائد میں اس کو داخل کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں اس سے انکار کرنا محض نادانی اور کج فہمی ہے۔ سوائے معجزہ کے انکار اور ان کے اس استدلال کر دیا ہے "تیس لہوئین الا غاسی" فرمایا ہے۔ علامہ مال منت مجددین فقہاء اور مصنف وہ غیر حرم نے بھی جبراً قدم اور تردید کی ہے۔

اگر آریہ شریعہ "تیس لہوئین الا غاسی" کے واقعی یہ سمجھنے لگے ہائیں اور اس کا یہی مطلب ہو کہ "انسان کو صرف دہائے کا جس کیلئے وہ بذات خود کوشش کرتا ہے" جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے تو مسلمانوں کے بہت سے متعلق طے عقائد لہذا اور لغو ہو جائیں گے۔ اور خود قرآن مجید کی بہت سی آیات اس ایک آیت کی معارضہ و کالف ثابت ہوں گی۔

شکایت جس کی مسلمانوں کو اس ہے، اور قرآن پاک سے ثابت ہے، اسر فصول اور حق اور جائز۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور نفل ہونا ظاہر و چاہیے اور عمل کا سہا کما

بیتہ لفظ



کتاب الروح میں علامہ ابن قیم نے مختلف جگہوں پر بخشش کی چیز اور اسے عطا کرنے

باب کوئی قرعہ عطا کر جائے اور کوئی شخص اس کا قرض اپنے پاس سے ادا کر دے اور میت کی طرف سے قرض خود کو اس کا قرض دے تو میت کو اس سے منع ہوتا ہے اور اس کے سر سے قرض کا بوجھ اتر جاتا ہے تو یہ یاد رکھو کہ وہ کیوں نہ منع ہوگا اور ان دونوں میں فرق ہی کیا ہے؟

جس طرح اسے میت کا قرض ادا اور پورا کر دینے اور اس کو بری الذمہ کر دینے اور ادا کر دینے تک پہنچ جائے تو اسے اور وہ ہوتی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اگر کوئی مال اس کو بخشے گا اور یہ کہے گا تو وہ بدیا اس تک پہنچے گا اور بدیا کو ان ہی شخص کو ان سا قاعدہ اور کوئی شخص اس کے بوجھ ایک سو داری ساقط کرنے سے قاصد منع ہوتا ہے اور یہ یاد رکھو کہ اسے نہیں؟

شرح الصدور اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ حدیث منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان کی طرف سے گزرتے اور گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ادا اموات کو پڑ کرے (یعنی بخشش اسے) ان اموات کے عہدہ کے حساب سے ثواب ملے گا۔

والفہم فی کتاب الحج باب الحج من البر ج ۱ ص ۳۱۵: مطبوعہ مکتبہ احسانیا قاضی شونکانی مرحوم ثل الاولاد جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

وقد اختلف فی غیر الصدقہ من اعمال السوہ یصل الی العیت طالعہ المستعزلة الی انہ لا یصل شیء واستدلوا بعموم الآیۃ وقال فی شرح الکونان للسان ان یجعل ثواب عملہ لغيرہ الی قوله ویصل ذالک الی العیت ویلقہ عند اهل السنۃ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایصال ثواب کا انکار عموم آیت کو دیکھ کر صرف معتزل نے کیا ہے۔ جبکہ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے نفع مند بھی ہے۔

والاں الدین سیوطی۔ علامہ زبیدی محدث۔ امام عبد الوہاب شمرانی۔ ملا علی قاری۔ علامہ ابن ہمام۔ علامہ بدر الدین عینی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شیخ عبدالحق۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ علامہ قاضی شونکانی۔ دیگر کاتبین طاعت مستندائیں اہل حدیث کو غیر ہم

العلماء والفہماء والمتصوفین والمحدثین وحکمہم اللہ تعالیٰ۔ علامہ ابن قیم کتاب الروح میں جمہور متفق اور خاص کرام امام احمد بن حنبل کا مسلک لکھتے ہیں کہ قرض اسے نہیں دے کر یا کہ تین بار آیت الشوریٰ اور سورہ اخلاص پڑھ کر مردہ کو بخش دو۔

شرح الصدور میں ہے امام قزازی کی احیاء اور علامہ عبدالحق کی العاقبہ میں امام ابن حنبل سے منقول ہے کہ جب تم قبرستان میں جاؤ سورہ فاتحہ بارہ سو تین اور اخلاص پڑھ کر اموات کو بخشو! ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ ہدایہ شریف میں ہے: ﴿لَوْ لَا ضَلَّ فِیْہِمْ هَذَا اَنَّ الْاِنْسَانَ لَیْسَ اَنْ یُجْزَلَ ثَوَابُ غَسَلِ لِحْظِہِ اِلَیْ قَوْلِہِ عَنْْدَ اَفْضَلِ الشُّعْرَا الْحَدِیْثُ﴾

ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک اصل یہی ہے کہ ایک انسان کے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہے۔ والفہم فی کتاب الحج باب الحج من البر ج ۱ ص ۳۱۵: مطبوعہ مکتبہ احسانیا قاضی شونکانی مرحوم ثل الاولاد جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

وقد اختلف فی غیر الصدقہ من اعمال السوہ یصل الی العیت طالعہ المستعزلة الی انہ لا یصل شیء واستدلوا بعموم الآیۃ وقال فی شرح الکونان للسان ان یجعل ثواب عملہ لغيرہ الی قوله ویصل ذالک الی العیت ویلقہ عند اهل السنۃ

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایصال ثواب کا انکار عموم آیت کو دیکھ کر صرف معتزل نے کیا ہے۔ جبکہ اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے نفع مند بھی ہے۔

۱۸۱



ایصال ثواب بعد از وصال

سوال نمبر: 16 کیا گیا اور معجزہ شریف کا قسم اور اس چیز کو کھانا پینا چاہتا ہے؟

جواب: حضورِ نبوتِ پاک ﷺ بلکہ کسی بھی اہل ایمان کی روح کو ایصالِ ثواب کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ یہ عقلمند جانتا ہے کہ اس کا احتمال بھی جائز ہے مگر عرب و امیر کیلئے یہ کہ اس کی ممانعت نہ قرآن میں ہے نہ کسی حدیث میں اور نہ ہی اقوالِ صحابہ میں ایسا نہیں۔ اور جس چیز کی ممانعت ثابت نہ ہو اس سے منع کرنا سخت گناہ ہے بلکہ کفار کا طریقہ اور شیطان کا کام ہے۔

قرآن کریم سے حلال چیزوں کو حرام کرنے کی ممانعت

آیت نمبر: ۱۰ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾

(المعجم) = أَيْتَة لُغَوِيَّة : ٩، ١٠ هزاره : 211

ترجمہ: اے پیارے حبیب! اس چیز کو کب تک حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہے۔

آیت نصیر: ۲ ﴿مَنْ كَفَرَ مِنْ قَبْلِكُمْ فَأَنتَ لَدُنْهُمْ يَوْمَ الْمُنَادِ تَوَّابٌ ۝﴾

توجہ: جو چیزیں پاکیزہ ہم نے تم کو دی ہیں وہ کھاؤ۔

اور ختم عن کیا چیز بلید ہے؟ کیا قرآن پاک یا دوزخ و شریف یا کائنات و غیرہ۔

آیت نمبر (3) کہانے چلنا ایک جانوروں کا کام کرنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ترویج کرتے ہوئے فرمایا: **وَمَا جَعَلَ الْفُلَّ مِنْ حَيَوانٍ وَلَا نَسِيبَةٍ وَلَا مِنْ مَّجْلَبٍ وَلَا مِنْ نَاحٍ وَلَكِنَّ الْفُلَّ**

لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ عَلَى نَفْسِكُمْ ۖ

(الماتريد، آيت، نصير، ١٩٨٧، ص ٢٤)

اور جہاں اللہ تعالیٰ نے نیکو و صالحہ اعمال مقرر نہیں فرمائے (یعنی خرافہ نہیں ہے)۔ بلکہ
الذوالکبر اللہ تعالیٰ پر موصوفہ جہان لگا رہے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ گرفتار ملحد تھا کی کوئی حلال چیز وہاں کو حرام کہتے تھے مگر ان کے کہنے سے حرام نہ ہو
واقعی تھیں۔ جب حضور ﷺ اپنے کو حلال کو حرام مقرر کرنے سے منع فرمایا اور گرفتار کے حرام کرنے سے
انتہا نہ کیا بلکہ جتنا غمیرایا تو اب بھی جوازی طرف سے منع کرچکا تو بھی بغیر فی ہوا کا۔ اور خدا
کے فرمان کا باقی۔

اعادیت سے حلال چیزوں کو حرام کرنے کی ممانعت

فَلَمَّا عَصَا بَنِي إِسْرَءِيلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ قُلُوبِي لِحُطْبِئِهِ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ أَعْلَمَكُمْ بِمَا عَمِلْتُمْ بِمَا عَمِلْتُمْ يَوْمَئِذٍ هَذَا كُلُّ مَا لِي لِحُطْبِئِهِ عَمِلْتُمْ خَلَالَ وَالَّتِي خَلَقْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ خَلَقَهُمْ وَأَنْتُمْ أَتَمُّهُمْ الشَّيْءَ بَيْنَ أَتَمِّ الشَّيْءِ عَنْ يَوْمِهِمْ وَخَرَجْتَ عَلَيْهِمْ فَاخْلُقْ لَهُمْ

ترجمہ: حضرت خیر مومن علی ہارون الجبلی علیہ السلام نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دن اپنے غلبہ میں فرمایا جو دارالینک میرے رب سے حکم فرمایا ہے کہ میں تم کو اس سے متاثر نہ کروں جو اعلیٰ نے مجھے آج تک نہ دیا ہے۔ ہر سال میں اس بندے سے کہوں وہ طاعل ہے۔ اور جب تک میں نے اپنے تمام بندوں کو اپنے دین پر مستقیم نہ فرمایا ہے۔ جب تک ان کے پاس شیطان کی آغوش کو اپنے دین سے ہٹایا اور جس میں اس پر عمل کیا تھا وہ اس پر حرام قرار دیا۔

2، ص: 115). مطبوعه القيسي كس جوفه

غور فرمائیں کہ پہلا امر جو کہ ﷺ نے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ "میں نے جہنمی لوگوں کو یاد دہلا دیا ہے" تو جس چیز کی بھی حرمت خدا جل جلالہ اور رسول ﷺ کی طرف سے نہ ہو گی جیسے حلال ہوگی۔ دوسرا یہ کہ حلال کو شیطان فرام کر دیتے ہیں۔

"کیا ہو گی جسے قسم اور قسم جی پر پڑھا گیا، کی حرمت یا تو قرآن وحدیث سے ثابت کر لی ہوگی ورنہ اسے حلال کے لحاظ سے وہ یقیناً حلال اور جائز ہے۔

اور امر حلالی کے لحاظ سے جب وہ حلال ہے تو اس کو درہم قرونیا شیطانوں کا کام ہے۔ انسانی اور مسلمانوں کا کام نہیں۔

ختم شریف کے اجزاء کی تفصیل

اب دیکھیں کہ ختم میں کیا کیا ہے (۱) ایصالِ توبہ (۲) توبہ کرنا کہ غلامی کا ختم (۳) بزرگ کو راضی کرنا یعنی یہ نظریہ کہ اس کو توبہ پہنچے گا تو وہ راضی ہو گا (۴) سامنے رکھنا پڑھنا (۵) لوگوں کو کھانے کے لئے بیچ کر (۶) ہر امیر غریب کا کھانا (۷) ان مقرر کردہ

ایصالِ توبہ

حدیث نمبر ۱۰ حضرت ہارثہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دو قربانیاں کیں۔ (۱) کے ذریعہ کی تفصیل اسی حدیث میں موجود ہے اور (۲) کرنے کے وقت جو دعا فرمائی اس میں یہ الفاظ بھی تھے: ﴿اللَّهُمَّ مَنَّكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ مُحَمَّدٍ﴾

ترجمہ: اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہی میری رضا کے لئے اپنی طرف سے اور امت کی طرف سے کرتا ہوں۔

اس میں ۱۰۵: کتاب الصالحات باب ما يستحب من الصالحات ج: ۲، ص: ۳۵، حدیث نمبر ۲۷۹۵: مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، سنن ابن ماجہ، ابواب الاصلی، باب الاصلی وسمی اللہ

۱۰۵: ص: ۲۲۵، مطبوعہ قادیانی کتب خانہ

اس حدیث کا اگر کوئی یہ مطلب سمجھے کہ "امت کا واجب اور گناہوں" تو قطعاً غلط ہے کیونکہ ایسا واجب اور فرض دوسرا اور شخص کر سکتا، بلکہ یقیناً اور یقیناً "اپنی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے کرتا ہوں" یا "میری اور میری امت کی طرف سے" قول فرمایا "تو مطلب صرف یہی بات کہ اس کو توبہ پہنچے بھی اور میری امت کو بھی عطا فرما۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا ﴿اللَّهُمَّ فَقِّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ﴾

جامع مسلم، کتاب الاصلی، باب استجاب الصغیر وقلعہا مباحثہ، ج: ۲، ص: ۱۵۵،

حدیث نمبر ۵۲۸۳: مطبوعہ قادیانی کتب خانہ

تو معلوم ہوا کہ کسی کو توبہ پیش کرنے کی فرض سے کوئی کام کرنا بھی نہیں بلکہ توبہ اور سنت ہے۔ حدیث نمبر ۲: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہیبت فرمائی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ لہذا میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

جامع ترمذی ابواب الاصلی، باب فی الاصلیہ مکمل، ج: ۲، ص: ۴۸۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الصالحات، باب الاصلیہ عن العیت، ج: ۲، ص: ۳۷، حدیث نمبر ۲۷۸۸

تو جب آقا ﷺ فرمائیں اور حضرت علیؓ کریں تو اس کے بعد ہر ایک سنت ہوئے میں کیا کیا؟ اور توبہ کے لئے ہونا ظاہر ہے کہ باسما توبہ کے اور کوئی قصود نہ تھا۔ حضور ﷺ کو گوشت دینا اور آپ کا واجب اور گناہوں کو

آکھ دینا میں یہ بات اور واضح ہوگی۔

تو طبعہ بات ہے۔

چلے جاتے ایک اور حدیث میں قلم کروں شاید کہ یہی ذوالفرائض ہے۔

حدیث شریف: حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک آدمی پانچ روزہ نہ پڑھا تو حاضر ہو کر عرض پڑھا ہوا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں اس کو بیخ ہوا کہ اگر میں اس کو صبر سے پاس ایک کھجور کی تو کڑی ہے میں آپ کو کہہ کر اس کو اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

(جامع ترمذی، ابواب الذکوۃ، باب الصدقة عن الميت، ج: ۶، ص: 262، حدیث نمبر: 800، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

آؤ دیکھتے کہ یہ صدقہ بھی ہے اور اس کا ثواب ماں کو بھی پیش کیا جا رہا ہے ایسے ہی روحیں صدقہ بھی ہے اور اس کا ثواب پڑی عورت کا کہ رحمت اللہ علیہ ہے

نمبر 2: بحر اسلم حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا وہی ہے کہ کسی کی روح کو راضی کر کے لئے کوئی کام کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ خاص کر حضرت خدیجہ بنت ابی طالب کی سیلیوں کو گوشت کرنا مامور اس لئے تھے تھا کہ حضرت خدیجہ کی روح خوش ہو۔

ایسے ہی ظاہر ہے کہ صحابی علیہ السلام کی روح کو راضی کرنا تھا۔ ورنہ ان کی اروا صدقہ کرنے کے کیا تھی؟

تو ثابت ہوا کہ کسی روح کو خوش کرنے کے لئے صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کرنا بہت اہم اور صحیح نہیں۔ بلکہ سنت و ثواب ہے۔

سوال: صدقہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اطاعت میں خیر کا ادراک کرنا صحیح بلکہ شرک ہے۔

جواب: نہیں جناب! مطلقاً نہیں بلکہ صرف وہاں صحیح ہے جہاں ایسا کرنا مکتوبات کے خلاف ہو ورنہ جائز بلکہ مستحب ہے۔

مثلاً حضور ﷺ کی اطاعت اور خدمت، یا والدین کی اطاعت اور خدمت یا بچوں کی اطاعت۔ تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت ہے حالانکہ ساتھ ہی اگر یہ سنت بھی ہو کہ مذکورہ اطاعت راضی اور خوش بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کو خوش کرنا (چاہے طریقہ پر یا خواہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

مزید تسلی کے لئے ایک اور حدیث مزید تحریر کئے رہے ہوں۔

حدیث شریف: حضرت امام شہاب علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن لہع عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری تو قر یہ ہے کہ میں اپنے مالی کو اللہ اور اس کے رسول کیلئے صدقہ کر دوں۔

(مشیح بخاری، کتاب المغازی، باب علیہ کعب، ج: ۱، ص: 336، حدیث نمبر: ۱۴۶۷، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب اذا اعدی حالہ علی وجہ البلاء، ج: ۱، ص: ۱۴۶)

اس حدیث کے تحت مولوی عبد اللہ بن محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں خیر اللہ کی طرف سے قرب یا بیع یا نذر ہے جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب ہے۔

(سنن ابی داؤد، حلیۃ مسند، ج: ۱، ص: 147، فیض مکتبہ خلیفہ)

تو جیسے اس حدیث میں صدقہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے فرمایا۔ حالانکہ صدقہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتا ہے۔ اور اس سے شرک نہیں ہوا کیونکہ آپ ﷺ کا ذکر باقیہ بطور صلہ یا اہل و عیال کا فیہ رہا ہے۔ ایسے ہی یہ چیز اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ "میرا رسول" یا "ملوث پاک کا ختم ہے" اور بھی شرک نہیں کیونکہ یہ ذکر اور رضا علی باقی ہے۔

اللہ و ان الہ الاں سے منہ بجا قبول یا تمنا نہ ہو نہیں۔ ایصالِ ثواب عذر و کار اور ہر سی کا کھانا عذر و کار کو راضی کرنے کا ادراک (حریج خوالہ جات بعد میں آئیں گے)۔

اب چوتھی بات کی طرف آئیں:

جواب: دعوت کے دو قسم ہیں۔ ایک عمومی یعنی ہر ایک کام اور دوسرا شرعی۔

شرعی دعوت کی تعریف یہ ہے کہ جس سے کوئی سنت قائم ہو جائے۔ اور سنت اس چیز کا نام ہے جس کو آپ نے فرمایا یا کیا یا آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔ نہ کہ آپ کے لئے کا نام ہے۔

دوسرا بڑا اسلامی احکام حرام و منع ہو جائیگا۔ مثلاً ترک دماغ کی مستقل جماعت، معمولی دوسری افواہ حضرت محمدین علیہ السلام کے شرعی کی، مساجد کے بیزار، کرباں قرآن پاک کے حرکات، رکوع وغیرہ نماز کی ادائیگی، نیت، شہید، پتھر آدمیوں کا دل کرکشی کے گھر شتم کرنا، جھگڑے کا پہلا خطبہ، کفر، بے رحمی کے طریقوں مثلاً مار پیٹنا، دیگر حضرات کا ذکر وغیرہ۔ اور کیا دوسری کے ختم سے کوئی ناری کر دے سنت ختم نہیں ہوتی بلکہ شروع ہوتی ہے۔

حدیث شریف: وَمَنْ بَدَعَ بِسَلْعَةٍ خِلَافَةَ لَا يَزِيْزُهَا اِلَّا يَزِيْزُهَا اللهُ وَيَرْشُوْهُ بِمَا فِيْ غَلْبَةِ مَقُلِ اَلَامِ مِنْ عَجَلٍ يُّغَا.

ترجمہ: جس نے کسی دعوت شروع کی جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں کرتی اس میں ان سب کی مثل تیار ہوگا جنہوں نے اس پر عمل کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب الاصل والفساد والاعتناء بالبدعة، ج: 2، ص: 353، حدیث نمبر: 2677، مکتبہ وحیدانہ، حسن ابن ماجہ، مقدسہ باب من احب بدعة فقد سبقت، ص: 19، حدیث نمبر: 210، جامع کتب اسلام)

احادیث سے بدعت کس شروع کی اور کس سے منع: اس سے معلوم ہوا کہ دعوت بدعت ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہ اور کسی سنت کے خلاف ہو۔

حدیث شریف: مَنْ بَدَعَ لِيْ اِسْلَامًا مِّنْ حَسَنَةٍ فَلَا اُجْرَ لَهَا وَاجْرَ لَهَا مِنْ عَجَلٍ يُّغَا وَفَلَسَتْ مِنْ غَيْرِ اَنَّهُ فُلَسَتْ مِنْ اَجْلِ وَجْهِ حَقِي.

(اصحاح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقات علی الصلوة والویش لعمرة، ج: 1، ص: 327)

حدیث نمبر: 2402، حسن ابن ماجہ، مقدسہ، باب من سب بدعة او سبها، ص: 10

ترجمہ: جس انسان نے کوئی ایسا کام یا شروع کیا تو اس کو پانچ سو ثواب ہوگا اور جس سے اس کو اس پر عمل کرے گا اس کے برابر وہ آپ ہوگا۔ پھر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کم ہو۔

بدعت کے خیال میں اس سے بڑھ کر اور کوئی وضاحت نہیں ہو سکتی

پانچ سو ثواب کے گھر کی گواہی

اب آخر میں چند حوالہ جات دیے ہیں جن کا بیان دیکھ کر ایمان کے پیش کرنا ہوں کہ جنہوں نے ختم دینے اور جائز سمجھا۔

حوالہ نمبر ۱۰: اور امام شافعی معتمد مولوی ناصر علی قرنی جبر 169 ص 87 پر لکھتے ہیں "جب شرعی ختم ہوئی بعد ختم حکم شریعت دینے کا ہوا اور ادا شدنی قرآن حاکمی اور ادا شد ہوا کہ اس پر سولہ چاروں کی ایاز بھی کی جاوے گی کیا وہ کیا دے گا اور وہ اس پر دہر کرنا زور دے گی اور شریعت بلا شروع ہوا۔

اب دیکھیں کہ اس میں کون سی چیز باقی رہ گئی۔

حوالہ نمبر ۲: اور امامی کتاب الدعا والاشفاق کے ص 92 فرمان 182 لکھا فرمایا (حاکمی صاحب نے) کہ عقلی کے نزدیک ہجرات کے دن کتاب اذیاء وحمیاء ہوتی تھی جب ختم ہوئی تھی کہ وہ دھلا دیا گیا اور پھر دھلا دیا کچھ حالات تھے۔ حضرت کے بیان کے جسے بطریق مذکورہ نقل کیا دہاتے سے جاری ہے اس زمانے میں لوگ انکار کرتے تھے۔

حوالہ نمبر 3: کا ذکر دہاتہ اشباح میں شامہ اسامیل مولوی نے لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کام سے کوئی کام نہ کرے اس کا گوشت خوب ہو جائے غرض اس کا ختم نہ کرے کہ لکھائے تو کوئی حد نہیں۔ دیکھیں اب دہاتہ اسامیل نے صاف طور پر دعوت پاک کا ختم بھی جائز قرار دے دیا ہے۔

(اصحاح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقات علی الصلوة والویش لعمرة، ج: 1، ص: 327)

کتابیات

شرح الصدور	القرآن الکریم
کتاب الروح	تفسیرات احمدیہ
کشف الغمہ	صحیح بخاری
الانتباه	صحیح مسلم
انفاس العارفين	جامع ترمذی
فیصلہ حق مسئلہ	سنن ابی داؤد
زبدۃ النصائح	سنن نسائی
فتاویٰ عزیزہ	المستدرک علی الصحیحین
امداد المشتاق	مسند احمد
الہدایہ	نیل الاوطار
فتح القدیر	حاشیہ سندھی علی نسائی



قربانی حشیت شرعی



عزیز اللہ رحمہ اللہ صاحب السلام علیہم

بندہ کو آپ کی طرف سے ایسا لاکھائی کی سوجھ بوجھ کی وجہ سے شکوک و شبہات پر مشتمل
ان افکار پر مضمون میں آپ کی ذاتی توضیحات کے کئی روز قبل موصول ہوا ہندو چمکا ایک اور
مضمون "آذان و کعبہ" کے مسائل و فتنوں کے لکھنے میں مصروف تھا۔ یہ مضمون کے ترجمہ کے
نے بھی تاج غیر تھا۔ لہذا انہی روز تاخیر ہوئی جوں ہی اس مضمون سے قراغت ہوئی تو ترجمہ
مضمون کی طرف رجوع کیا۔ ایک آدھ روز کی تاخیر سے ترجمہ ہو گیا۔ جب مضمون چھپا تو ہوا
باندہ یہ شعر ذہن میں گردش کرتے لگا۔

جاؤں شے شے پہلو میں دل کا
ہر حال مضمون نگار کی کاوش کا عطا صلہ ہو گیا ہے۔

عید الفطرا ہم ہے نہ کہ عید الاضحیٰ کیلنگ۔

۱۔ اول الذکر (عید الفطر) قرآن میں ہے نیز حضور ﷺ اور صحابہ پر ضرعان اللہ علیہم السلام اور مسلمان اس
کو اچھن کی صورت میں مناتے ہیں۔ بخلاف دوسری گے۔

۲۔ اسلام کے ضروری احکام صرف قرآن سے ماخوذ ہیں۔ (۱) اور نہ قرآنی مستزید ہیں۔

۳۔ ایک قرآنی ہی قوم کی طرف سے کاٹی ہے۔

۴۔ قرآنی نص ہے۔

۵۔ امام شافعی نے اسے نقل کیا۔

۶۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی قرآنی ہی کی۔

۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے گوشت خرید کر کھا کر یہ بھی قرآنی ہے۔

۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے کھم ہوئے۔ ۱۰۔ اہل حدیث کا ایک گروہ چڑھتا کرتا ہے۔

۱۱۔ اہل حدیث کے صدر نے ہم بات کیا کہ یہی آبادی کی طرف سے ایک قرآنی ہی کی جائے۔

پس منظر

"پاکستان ٹائم" میں پروفیسر عبدالرافع شہاب کا مضمون چھپا
جس میں قربانی سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سعی
حاصل کی گئی۔

یہ مضمون انک سے شیخ محمد نعیم نے مصنف کی طرف روانہ کیا
اور اس کے جواب میں یہ سطور رقم کی گئیں۔

حسروں کا علاج عمارت میں کوئی اور شیئہ نہیں ہے جو کہ عید الاضحیٰ کی تقی کرنا ہو انہیں اور یہاں انہیں اور اگر ہے تو عسرتا نکا کہ حضور اس موقع پر خصوصاً کہا اس کو واجب بن فرماتا ہے۔

مذكوره بات کاره:

اولاً تو لکھنا اس سے مراد مطلقاً نہیں ہے بلکہ خصوصیت سے مراد المطلق

[illegible]

حقیقت یہ ہے کہ ہر دو میدانوں میں شرقی اتحاد ہونے کے اعتبار سے قطعاً کوئی فرق نہیں رہا۔
 ماریشٹ میں انگریزوں نے یہاں کیسے ہیں آئے تو ان کے اتحاد ہونے کے نتیجہ میں اس طرف کے اتحاد
 شاید کمزور تھا جسے دس سال کی مہمات

حدیث نمبر ۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنے پیروں میں شکر

تو اللہ نے یہ کھڑا کیا کہ جس میں وہ کھڑا کرنے لگا۔ (یعنی تیرا وہ مرگاہا) (میں نے) کہہ دیا کہ
میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یہ کھڑا کیا جائے، (یعنی تیرا وہ مرگاہا) (میں نے) کہہ دیا کہ
میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یہ کھڑا کیا جائے، (یعنی تیرا وہ مرگاہا) (میں نے) کہہ دیا کہ
میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یہ کھڑا کیا جائے، (یعنی تیرا وہ مرگاہا) (میں نے) کہہ دیا کہ
میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یہ کھڑا کیا جائے، (یعنی تیرا وہ مرگاہا) (میں نے) کہہ دیا کہ

من ابی داؤد، کتاب الفضل باب صلواتہن، ج ۱، ص ۱۶۵، حدیث نمبر: ۱۹۳۸، متن سفر
باب صلواتہن، ج ۱، ص ۱، ۲۳۱، حدیث نمبر: ۱۵۵۶، المستدرک علی الصحیح
باب صلواتہن، ج ۱، ص ۱۳۴، حدیث نمبر: ۱۵۹۴، یہ حدیث امام شریف سیکی نے
یہ ہے کہ ان دونوں بیہوشوں کی لقمہ دے کر ان دونوں میں کسی قسم کی فرق حضور ﷺ نے فرمایا
کہ صلوات تو آپ ہی میں ہے۔

سیدین کے وجوب کی تاریخ:

عبداللہ کا ویراپ ۲۸ رمضان ۱۲۰۷ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو ہوا جبکہ آپ کی عمر شریف ۵۱ برس ۱۳ ماہ و ۲۰ روز تھی۔

حدیث نمبر 2: امام شافعیؒ نے حضرت ابن عمرؓ

ان کے دادا سے مددیت کیا۔ کہ نئی کریم (K) کے پاس ایک بھٹی چاہو تھی۔ جو کہ آپ ہر میڈیٹر
پہنا کرتے تھے۔

السنن الکبریٰ الشریعہ، کتاب حلالہ الصلوات، بابہ الزیادۃ للصلوات، ج: 3، ص: 280، حدیث نمبر: 5932، حار الباز ص 8 الشافعی، ج: 3، ص: 74، حدیث نمبر: 329، ذوالکعبہ العلمیہ،

اسی سے کہ آپ علیہ السلام کو کم از کم چھ دن، شکر و تہنیت کر کے تن میں لایا گیا۔ پھر ہر روز کا نفل

نہیں تھا۔

حدیث نمبر 3: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں نے اس پر غور کیا ہے۔
 المجموع الاوسط ج: ۴، ص: 315، حدیث (بخاری: 7609، علی المرتضیٰ، امام قاضی نے کہا ہے کہ
 "وہی حدیث ہے")، مجمع الزوائد ج: ۲، ص: 431، حدیث (بخاری: 3208)

انکار کر دیا۔

اسی لیے فقہ کی ہر کتاب میں لکھا گیا کہ ہر دو عیدوں کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے (سنن ابی داؤد)۔

دو عیدوں میں دونوں عیدوں پر جشن منایا جاتا

آج اب جشن کے حلقہ میں گزریں کہ وہ ایک عید پر ہی ہوتا تھا تو وہ کہیں۔

حدیث شریف: امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر سے باہر ایامِ یامِ نبی یعنی ایامِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن شریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں وہف، جو ابھرا کر وہاں شہداءِ یامِ نبی کے دن شہداء کے لیے تھے (جنگل ترانہ) گھاری تھیں، اور نبی کریم ﷺ پر ان کے ہاتھ آ رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھتے ہی ان کو بھڑکایا۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ وہ مبارک سے کھڑا ہوا اور فرمایا اے اللہ کے انبیاء! تم نے دیکھے۔ کہ تکبیر عید کے دن ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الصبر ایام العیدین، ج 1، ص 130، حدیث نمبر: 907، روافد مسلم، ج 1)

اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر دو عیدوں پر ہی عید ہے۔

اب آپ غور فرمائیے کہ کیا جشن منائیے یا کوئی اور ہوتا ہے؟ اور وہ ہے تو کس عید کا؟

ابھی تھا چال چلے ہیں دیوانہ خانہ میں آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیکھ کر کیلے **اعتراض:** تمہیں کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا کہ یقیناً یہ یومِ الفطر ہے کہ آپ ﷺ کے لیے یومِ الفطر میں تقبیس کی جاتی تھی۔

(سنن ابن ماجہ، ج 1، ص 285، باب ما جاء فی صلوة العیدین، ج 1، ص 163، باب ما جاء فی تقبیس یوم الفطر)

ص 92، حدیث نمبر: 1303

اور تقبیس کے معنی ہیں کسی کے استقبال میں کھڑے ہونا اور پھر ان کا وہف بجا کر گانا۔ تو دونوں عیدوں کی عیدیں تقبیس میں ہیں۔

جوابات:

سوال 1: تا حدہ مقرر ہے کہ ایک یوم کا دوسری کی نفی نہیں کرتا۔

سوال 2: اگر کسی روایت میں عیدین کا ذکر ہے تو وہ کہہ دیا کہ عیدین کا ذکر نہیں ہے۔

سوال 3: خود اس روایت سے بڑا روایت میں کوئی شخص نہیں۔

سوال 4: اسی کے مندرجہ کے عام الفاظ سے منوانہ تمام کیا یعنی الفطر، یہ خاصا جہاں الفطر یوم العیدین ہے۔

سوال 5: سنا ہے کہ صورت میں وہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے اور یہ ابن ماجہ کی۔ اور دوسری طالب علم پر بھی ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کے ساتھ میں احادیث کی تمام کتب کا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ کیا کہیں بخاری یا کوئی اور ایک آدھ کتاب۔

محمد شین نے اپنی کتابوں میں دونوں عیدوں کو یکساں رکھا ہے

حریہ میرا اختیار احکام میں اشتراک ثابت کرنے کی فرض سے کتب احادیث سے صرف انوات ذکر کیے ہیں ان کے کلمات جہاں مستند ہیں۔

باب ما جاء فی صلوة العیدین ابن ماجہ ص 190۔ کتاب العیدین بخاری جلد نمبر 1 ص 130۔ اذا عدا فی صلوة العیدین سنن بیہقی جلد نمبر 3 ص 282، 278۔ باب ما جاء فی صلوة العیدین سنن بیہقی جلد نمبر 3 ص 281۔ باب ما جاء فی تقبیس امام فی صلوة العیدین ابن ماجہ ص 99۔ باب التقبیر فی العیدین ابو داؤد جلد نمبر 1 ص 163۔ بخاری جلد نمبر 1 ص 115۔ بمن بیہقی جلد نمبر 3 ص 285۔ باب ما جاء فی تقبیس یوم الفطر فی بخاری

في العبدتين ابن ماجه ص 91 - باب ما يقرب الى الاضحية والقنطرة ابو داود جلد نمبر 1
163 - باب القنطرة في العبدتين ترمذي جلد نمبر 1 ص 96 - دارمي جلد نمبر 1 ص 119
سنة يبقئ جلد نمبر 3 ص 294 - باب ما جاء في الخطبة في العبدتين ابن ماجه ص 81
مؤطا امام مالك ص 146 - في صلوة العبدتين قبل الخطبة ترمذي جلد
نمبر 1 ص 96 - باب ما جاء في خروج النساء في العبدتين ابن ماجه ص 92 - ترمذي جلد
نمبر 1 ص 97 - دارمي جلد نمبر 1 ص 316 - باب غسل العبدتين سنة كبرياء يبقئ
نمبر 3 ص 278 - باب ما جاء في اغتسال في العبدتين ابن ماجه ص 92 - مؤطا امام مالك
جلد نمبر 1 ص 146 - في غسل العبدتين باب لتحليل صلوة العبدتين مستوك جلد نمبر
1 ص 246 - باب ما جاء في صلوة العبدتين ابن ماجه ص 83 - باب عبادة ليلا العبدتين يبقئ
جلد نمبر 3 ص 319 - باب صلوة العبدتين في رمضان سنة يبقئ جلد نمبر 3 ص 285
باب الوضوء في تكبير العبدتين يبقئ جلد نمبر 3 ص 292 - باب التكبير في الخطبة في
العبدتين جلد نمبر 3 ص 299 - يبقئ باب الاستماع للخطبة في العبدتين يبقئ جلد
نمبر 3 ص 300 - صلوة العبدتين في المسجد يوم القنطرة مستوك جلد نمبر 3 ص 301
299 - باب ترك صلوة قبل العبدتين واحد هما مؤطا امام مالك جلد نمبر 1
ص 45 - ولا صلوة قبل صلاة العبدتين ولا بعدهما ترمذي جلد نمبر 1 ص 97 - باب
الصبر وانظر الى صلوة العبدتين سنة يبقئ جلد نمبر 3 ص 295 - في صلوة قبل العبدتين
واحد هما مؤطا امام مالك جلد نمبر 1 ص 148 - باب صلوة العبدتين سنة اهل الاسلام
حيث كانوا يبقئ جلد نمبر 3 ص 304 - مستوك جلد نمبر 1 ص 294 - تلخيص نفسي
ص 281 - سنة كبرياء يبقئ جلد نمبر 3 ص 477 - كتاب صلوة العبدتين مستوك جلد نمبر
1 ص 286 - مشكوة ص 125 - ملفط باب ابو داود جلد نمبر 1 ص 161 - كتاب العبدتين
ترمذي جلد نمبر 1 ص 96 - باب العتق في العبدتين ترمذي جلد نمبر 1 ص 96 - دارمي
جلد نمبر 1 ص 314 - باب الاذان للعبدتين سنة يبقئ جلد نمبر 3 ص 284

ان تمام تصریحات کے بعد یہ دیکھو کہ کونسا قطعاً یقیناً نہیں آتا کہ عیدینا میں اسوا احکام الصلوٰۃ

گہرائی اور حدود فطر کے کسی قسم کا فرق ہے۔

عقلاً ہے! سماج میں سے یا کم از کم اسی سماج کی کسی کتاب سے۔

﴿قُلْ قَاتِلُوا زَوْجَهُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾

انتقراض: مضمون نگار کا کہنا ہے کہ اس سلسلہ میں بہت سی اعاویث و گمراہی جاتی ہیں۔ لیکن بدعت کے مستحق لوگوں نے ان کے دواہیوں کی وجہ سے ان کو مسترد کر دیا۔

(حوالہ: المصلحہ جلد نمبر ۲ ص ۱۵۳ تا ۱۵۴)

حوايات:

جواب نمبر: ۱۰) یہ ہے کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے۔ تو پھر عید الفطر کی بھی خبر دے دے۔ کیونکہ دونوں کی روایات مشترک ہیں جس کے گمراہ۔

جواب فیصو: ۱۲) اگر تفریق و مسلم ترقی وغیرہ سب کی روایات ضعیف ہیں تو پھر ایسا تجربہ
 حادثہ کا باعث ہوگا۔

نہیں ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مضمون نگار کو سوسو کیا۔ کہنا تو چاہتا تھا کہ "تربیتی کی تمام روایات" اور کہہ دیا "مذہب الاحمدی کی تمام روایات"۔

عید النبیؐ کی اللہ کے ہاں عظمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے ازواجِ حب سے ہر لون میں عید الالغیٰ کا ہے۔

والسعدونك علي الصبحين كتابه الاخصاص - ج 4: ص 246، حديث نمبر: 7522، سنن
السلطان الكبرى، فصل يوم الاحد، ج 2: ص 444، حديث نمبر: 4086، دار الكتب العلمية
وروزة السبهي وابن عزيمة واحمد ابولم عامر لعل ان لا تنسى منكم

عاشقوں کی نگاہ کا دوسرا اہم نقطہ

”مضمون نگار نے لکھا کہ ضروری احکام صرف قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔“

مکرم اور کچھ کہانوں میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ حقیقی کی صفات اور اہم بات کی اور جس میں مذکور ذیل نہیں ہے۔ نیز اگر معروف بھی ہو تو علم ارفع ہوتا ہے۔

یہ باتیں رحمت عالم ﷺ کا قرآنی پرکس قدر اعلیٰ درجہ کا یا غلبہ فرما رہے ہیں۔ تو اگر اس قدر صریح مستحب عمل پر بھی ہوسکتا ہے، نہیں ہرگز نہیں۔

نوٹ: اس حدیث میں مال کا ذکر بھی ضرور قرار دیا گیا۔ یاد رکھیے! آئندہ یہ مسئلہ بھی اہل دین کا ہے۔

حدیث نمبر 2: ﴿يَوْمَ نَسُفُ السَّمَوَاتِ أَكْبَشِي مِنْ غَشِيٍّ يَوْمَ النَّصْرِ أَخْبَأَ إِلَهِ اللَّهِ مِنْ إِفْسَاقِ الشُّمِّ وَالْهَيْبَةِ يَوْمَ الْبَيْعَةِ يَوْمَ تَفْرُقُونَ مَا فِي الْأَفْئَادِ عَا وَآخِلَهَا وَأَنَّ السَّمَّ لِيَبْلُغَ مِنَ الْمَلَأِ يُمْكِنُ قَبْلَ أَنْ يَلْبِغَ مِنَ الْأَوَّاسِ فَيُتَبَيَّنُوا بِهَا نَفْسُهُمْ﴾

ترجمہ: یوم النصر (اس ذیلی ارج کے دن) جس دن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک فاسد نہ ہو جائے سے زیادہ بیکار نہیں۔ وہ جانور قیامت کے دن اپنے سبک اور بال اور کمرؤں کے ساتھ آئے گا۔ اور قرآنی کا خون زمین پر گرنے سے کئی خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

جامع ترمذی، ابواب الاضاحی، باب فضل الاضاحی، ج: 2، ص: 407، حدیث نمبر: 1493۔ اور طبرماہا حسن بن علی، حسن بن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب ابواب الاضاحی، ص: 226، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحی، ج: 4، ص: 246، حدیث نمبر: 7523۔ (تورقہا صحیح الامام)

دیکھیں کہ آقا ﷺ کے دن کسی کام کو بھی قرآنی کرنے کے برابر قرار نہیں دیا ہے۔ حالانکہ نماز، عید بھی واجب اور بغیر اسے بھی واجب اور نماز، عید بھی واجب اور اس کے علاوہ جزاء یا فرائض اور اجازت و سختی و دشمنی اور اس دن ادا کر سکتا ہے۔ ایمیں ہر حضور ﷺ اس دن میں تمام اعمال سے افضل صرف اور صرف قرآنی کو قرار دے ہیں۔ شاید کسی عمل کی اہمیت جہالت کے لئے اس سے بہتر ہو تو قرآنی عبادت ممکن ہو۔

حدیث نمبر 3: ﴿يَوْمَ تَفْرُقُونَ مَا فِي الْأَفْئَادِ عَا وَآخِلَهَا وَأَنَّ السَّمَّ لِيَبْلُغَ مِنَ الْمَلَأِ يُمْكِنُ قَبْلَ أَنْ يَلْبِغَ مِنَ الْأَوَّاسِ فَيُتَبَيَّنُوا بِهَا نَفْسُهُمْ﴾

ترجمہ: ہر گھر کے ذمہ ہر سال قرآنی لازم ہے۔ (جامع ترمذی، ابواب الاضاحی، ج: 1، ص: 410، حدیث: 1518۔ اور قرآنی نے قرآن میں چار سال کی تکمیل میں لگا ہے۔ حسن بن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب الاضاحی، ابواب الاضاحی، ص: 226، حدیث: 2788۔ مستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحی، ج: 4، ص: 246، حدیث: 188۔ حدیث نمبر: 224، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحی، ج: 5، ص: 268، حدیث نمبر: 18709۔ امام بیہقی، کاسکوت ذیل صحت ہے)

اس حدیث سے متنبہ ہونے والے ہر سال ہر گھر کا واجب ہوتا ہے۔

(1) ہر گھر کے ذمہ قرآنی ہے (بشرطیکہ صاحب نصاب ہو۔ لہذا سرشی پر قصر ہونا ظاہر ہو۔)

نیز ایک قرآنی پوری قوم یا ملک یا طرف سے ہونا بھی باطل ہے۔

(2) ہر سال لازم ہونا بھی ثابت ہوا۔ جس کی سال تک نہ کرنا جو دھڑا لگا کے بھی ظاہر ہوا۔

(3) ہر گھر کو "علیٰ لازم" کرنے کے لئے ہے۔ لہذا جو بوج بھی ثابت ہوا۔ اور مستحب والا خیال بھی ظاہر ہوا۔

نوٹ: یاد رکھیے! کہ یہ حدیث حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے تمام عبادت میں قرآنی تھی۔

جیسا کہ نقل مہارت میں واضح طور پر ثابت ہے۔ اور اس کے بعد قرآنی کے حقائق حضور ﷺ کا ایسا فرمان نہیں ہے۔ جو کہ اس حدیث کے مضمون کے مخالف ہو۔

حدیث نمبر 4: آپ ﷺ نے بی بی شہداء میں سال جہالت کا پورے سب سے گرامیک سال بھی قرآنی ترک نہیں کیا (جامع ترمذی، ابواب الاضاحی، ج: 1، ص: 409، حدیث نمبر: 1507۔ امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن، احمد الحدیث نمبر: 4955، ج: 2، ص: 28)

قرآن اور قرآنی نہیں کہ جس عمل پر حضور ﷺ بھی کرنا نہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور نہ

کرتے سے وہی فرمایا جیسا کہ حدیث نمبر 1 میں ہے اور ترمذی بھی فرمایا جیسا کہ حدیث نمبر 2 قرآنی۔ اور امام بھی فرمایا جیسا کہ حدیث نمبر 3 میں ہے کیا اس سے بخوبی ثابت ہوگا یا نہیں اختیار یا انتخاب، انہیں کتب اصول فقہ۔

مذہب انہیں کے لئے بھلا ہوگا۔

حدیث نمبر 5: (مترجم) کہ قرآن مجید آپ ﷺ پر دست مبارک سے سات سات اونٹ صرف اپنی طرف سے نازل فرماتے۔

(اصحیح بخاری، کتاب المسامک، باب من نزل بہ، ج 1، ص 231، حدیث نمبر: 16261626، مسند ابن قاز، کتاب الضحی، ج 2، ص 36، حدیث نمبر: 2793، مسند الشریعہ، کتاب الضحی، باب اللج فی العلم، ج 9، ص 279، حدیث نمبر: 16913) بھی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے تین سو اونٹ اپنی طرف سے خود نازل فرمائے اور باقی 37 کیلئے حضرت علیؓ کو عطا فرمایا۔

(اصحیح مسلم، کتابا الحج، باب حجة النبی ﷺ، ج 1، ص 399، حدیث نمبر: 3009، مسند ابن ماجہ، باب المسامک، کتاب حجة رسول اللہ ﷺ، ج 1، ص 222، حدیث نمبر: 3074، مسند ابن قاز، کتاب المسامک، باب حجة النبی ﷺ، ج 1، ص 279، حدیث نمبر: 1903) اور انہی مانج کے ذکر کو مفسر پر ہے۔

وہو اجمع قائلانہ وہ لیسے ﷺ وہا جاتہ بہ علی مقہ یلانیہ یعنی کل 100 اونٹ تھے۔ بارگاہیں ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اہل کا ذکر انہی کو نہیں کرتا ہے۔

انہیں بشرطیہ باب الاول وغیرہ۔

تخریج بات بھی ہرگز نہ بھولیں گے کہ یہ آپ ﷺ کا فضل جبر الوداع کے موقع پر ہے جس کے بارے میں قرآنی کاموقع ہی مصروف آیا۔

تجربہ ان جن کو آپ ﷺ کو اونٹ قرآنی کریں اور وہ بھی اپنی طرف سے۔ اور اعراض

کہنے والا ہے ایمان ہو جائے لیکن اگر بے چارے علماء ایک ایک کی تالیف دیں ہر مگر اعراض کریں اور وہ بھی تحقیق زبان پر نہ ہو۔

حدیث نمبر 6: میں نے حضور ﷺ کو اپنی اذان یا اہتمام میں دعا کرتے دیکھے جس میں اس کی طرف سے الحمد و ایک گائے نازل فرمائی۔

(اصحیح بخاری، کتاب المسامک، باب فتح الرجل الفرو ورواہ البیہقی و مالک و القاسمی) **حدیث نمبر 7:** حضرت خبیب بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بہت سی بکریاں دیں تا کہ میں کتاب میں اپنی فقہ شیعہ شریعت قرآنی کیلئے تصدیق کروں۔ (تصحیح کرنے کے بعد) ایک بکری کا بچہ مرنے سے کہہ کر بچا گیا تو آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو صرف تو ہی کرے (یعنی کسی اور کیلئے اسی بکری کا بچہ نہیں) (اصحیح بخاری، کتاب الوکالہ بعد وکالۃ الشریک فی الشیء وغیرہ، ج 1، ص 303، حدیث نمبر: 2178، اصحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب من الاضاحی، ج 2، ص 157، ورواہ ابن ماجہ، ص 226، البیہقی، ج 9، ص 233)

اس حدیث شریفہ سے چار باتیں ثابت ہو گئیں۔

نمبر 1: آپ ﷺ قرآنی کا خوب اہتمام فرماتے تھے اسی لئے خود فرمایا یا ان تصدیق کرنے کو عطا فرمایا۔

نمبر 2: تمام امت تمام شریعات میں قرآن کی طرف سے ایک قرآنی کا کافی ہوتی ہے۔ وہ اس قدر جانور نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

نمبر 3: قرآنی کے جانور کی ہر مگر بھی جسم ہے جس سے کہ ہرگز جانور نہیں۔ تو جب قصوں عمر سے کہہ گا جانور بھی ہوا تو قصہ گوشت کے دو ٹکڑے بکریاں دیں نہ کی؟

نمبر 4: آپ ﷺ کا دعا تھا کہ دعا کا مال عطا فرما کر مجھے اسی لئے ترمذی ﷺ کیلئے تم کو بھی جانور فرمادی۔

حدیث کی اس روایت کے بعد علی بن حسن وضاحت کرتے تھے کہ پورا قبیلہ کی امامت آپ ﷺ نے اس قربانی کا کافی سمجھتے تھے اور کئی سال تک انہوں نے قربانی نہیں کی (اللہم! وعلیہ السلام)

ایک قربانی پوری قوم کی طرف سے ہرگز کافی نہیں

بعد ازاں یہ کہ یہ روایت یحییٰ بن جابر 259 قمری جلد 2 ص 332 پر بھی ہے۔ مگر ان سے مذکورہ مطلب اخذ کرنا غلط ہے۔ لکھا کہ 259 کا حقیقہ پوری امت کے ان لوگوں کو جو قربانی کے عمل میں آئے تھے قربانی کے فوائد میں شریک کرنا تھا۔ نہ کہ پوری امت کی طرف سے ایک قربانی کا کافی ہو جائے۔

اس کی کئی وجوہات ہیں:

- 1) کیونکہ حدیث نمبر 1 میں فرمایا: جس کے پاس مال ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو ہماری عید کے قریب نہ آئے اگر قربانی امت کی طرف سے ہو چکی تھی تو پھر اس پوری عید کا کیا مطلب؟
- 2) جب وہ ایک سال کی قربانی تمام امت تک کی پوری امت کی طرف سے ہو چکی تو پھر دس سال تک آٹا 259 کوں ترساتے تھے۔ دیکھیں حدیث نمبر 4
- 3) ہر سال ہر گھرانے کے لئے قربانی ہونا چاہیے کیا مطلب ہے؟ دیکھیں حدیث نمبر 3
- 4) جب ایک ہی قربانی آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی پوری آل کی طرف سے کافی تھی تو پھر صرف اپنی طرف سے ایک صد قربانیاں کیوں فرمائیں؟ دیکھیں حدیث نمبر 5۔ کیا بقیہ آپ کے پاس صرف نہیں؟
- 5) آخر اذانِ طلوع کی طرف سے طلوعہ کرنے کا کیا مطلب تھا؟ اور کیا یہ حدیث نمبر 6
- 6) ہر صاحبِ عین اور عیال کو چاہو چھوڑ کر 100 قربانیاں کریں یا 1000 قربانیاں؟ دیکھیں حدیث نمبر 7
- 7) 57 کے غلام سے کہہ دیجئے کہ تم جو کچھ بھی قربانیاں قضاء نہ کرتے حتیٰ کہ کھانیاں

(یعنی وہ بھی کھانیاں) کیا مشکل ہو جائے۔

(اسن ابن داؤد، کتاب الصلوات، باب ما یجوز فی الصلوات، عن الحسن، ج 2، ص 38، حلیہ
لعلم، 2798، مشکوٰۃ، ص 2، باب ما جاء، ابواب الاضاحی، باب ما یجوز فی الاضاحی،
ص 227، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج 1، ص 59، 270)

آخر یہ اجماع اور کھلی کیوں؟

اعتراض: قربانی کا حکم صحت کا ہے۔ یعنی بعض کے کرنے سے تمام کو عاف نہیں تو اب صرف کرنے والے کو اور نہ کوئی جبر میں اس طلب قربان کے لئے نہیں کہ ہم ہم ان کی جہ سے۔

جواب: حکم تسلیم کرتے ہیں بعض حضرات کا یہ مطلب ہے۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک، جمہور کا ہے۔ اور السحر کا مثل اور داری علیہ السلام کے قریب نہ آنے والی عید اور ہر گھرانے ہر سال قربانی ہے۔ دلیلی حدیث اور عبد بن عامر کو بالخصوص وہ بارہ کرتے کا حکم دینا اور صحابی رضی اللہ عنہ کا سفر میں بھی وہ حکم دینا۔ صحیح کر کے قربانی کیا اور صحت جاری ہونا اسی فقرے کے متعلقہ وقت میں تصدیق ہو۔

8) جب ایک قربانی لکھوائی کہ اسی قسم یعنی کھانیاں پوری امت یا پورے قبیلے کی طرف سے ہو سکتی ہے تو پھر اونٹ کے لئے سات شرکاء کی تعداد چھین فرما، آخر کیوں؟

(جامع ترمذی، ابواب الاضاحی، باب الاضاح، فی الاضاحی، ج 1، ص 408، سنن ابن ماجہ، ابواب الاضاحی، باب عن کم تجزی البنت، ص 228، المستدرک علی الصحیحین، ج 4، ص 230، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج 1، ص 278، موطا امام مالک، ص 322)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کیا اور دو غا وغیرہ میں ہے کہ گائے بھی سات کی طرف سے۔ اور حدود حکام جلد 2 ص 331 پر وہ اس مسئلے کے دوا 259 سے روایت ہے کہ میں سات فہموں میں ساتواں تھا۔ حضور ﷺ کے ساتھ

ایک طرح میں قربانی کا وقت آگیا تو ہم نے حضور کے حکم سے ایک ایک دوہرا کر کے سات دوہروں کے بدلے میں قربانی خریدی اور ترقی جلد اس 408 پر حضرت علیؓ فرمایا کہ جب تم انھیں غنہ نہ پہنچاؤ

بلکہ شکوہ میں ملو 27 پر بحوالہ مسلم حضور ﷺ کا پانچواں ہے

کہ اوقت بھی اور گائے بھی سات کی طرف سے۔ طحاوی جلد 2 ص 333 پر کافی روایات ہیں۔

تو یہ بات قربانی میں سات کی تہہ صحیح ہے تو بکری میں لا تعداد کچھ ٹریک ہو سکتے ہیں یہی جواب ہے ان تمام روایات کا جن میں ہے کہ بکری ہرے بکر کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

تفسیر: بکری کی حرمت کا وقت اور گائے سے کم ہوتا تو ظہور میں الشمس ہے۔ ۱۰ ثواب ڈاک کی بھی حدیث سے ثابت ہے۔ جس کے اول وقت میں آنے والی حدیث میں ہے "پہلے آنے والے کو بھٹ اور دوسرے کو گائے اور تیسرے کو بکری کا ثواب جتا ہے۔"

اہل بیت کرام آپ علیہ السلام کی قربانی پر اکتفاء نہیں کرتے تھے حضور ان کا گائے کہ حضرت علیؓ بن سیدین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہم بھی مال تک اس کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مال و مرداری اور شفقت سے کفایت کر دی۔ نبی ہاشم سے کوئی بھی قربانی نہیں کرتا تھا۔

آئیے پہلے ذرا تفصیل سے دیکھیں کہ نبی ہاشم سے کون کون نہیں کرتا تھا اور ان کون کرتا تھا۔

سیدۃ النساء فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی قربانی

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آقا و عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے قربانی کے پس کڑی ہو جا کیونکہ جو اس کے خون کا پہلا قطرہ گرے گا اس کے

ہلے جس سے سادہ گناہ معاف کر دیتے جائیں گے قربانی کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بعض صرف اور صرف ہم اہل بیت کے لئے ہی ہے یا ہمارے لئے خاص اور دیگر مسلمانوں کے لئے عام ہے فرمایا: قسم ما ہمارے لئے اور ہر مومناں مسلمانوں کے لئے ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحیہ، ج ۱، ص 247، حدیث نمبر: 7525، المسند الکبریٰ للبیہقی، کتاب الاضاحیہ، باب ما یستحبہ لشعوبہ ان یقولوا فیہ شکرہ، ج ۱، ص 203، حلیہ نمبر: 18944، نام عام ۱۷۱۱ حضرت عمرؓ کی مجلس میں سے بھی روایت کیا اور فرمایا حلیہ صحیح الامان حدیث نمبر: 7524)

اور آفرینیں کر آپ ﷺ کی قربانی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے جو کافی نہ ہوئی اور بعد میں آجے والوں کے لئے کافی ہو گئی نہ شاید کہ یہ گناہ ہو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ قربانی آپ ﷺ کی اس قربانی سے پہلے ہوئی تو یہ گناہ تھا ہے کیونکہ پہلے گزرا چکا کہ آپ ہر سال قربانی فرماتے اور ماہارے میں عام ہے جو کان بغضی بگتہ شش ہے

کہ آپ ہمیشہ حق و سچ سے گناہ کرتے ایک ایک ذرات اور آل کی طرف سے ہر امر و امرت کی طرف سے۔ اور آپ ﷺ کے جہاں کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قربانی کو منع ہی نہیں تھا کیونکہ آپ علیہ السلام اولیٰ مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی آجے و مشران میں انتقال فرما گئیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قربانی

حضرت علیؓ نے دو بیڑے قربانی کئے ایک بیڑہ حائنی کریم ﷺ کی طرف سے اور ایک بیڑہ حائنی ذلت کی طرف سے اور فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کروں واللہ میں آپ سے ہی قربانی کرتا ہوں۔

مسند ابی یوسف 2، کتاب الاضاحیہ، باب الاضاحیہ عن النبی، ج 2، ص 37، حدیث نمبر: 2790، جامع ترمذی، باب الاضاحیہ، باب الاضاحیہ وکشیہ، ج 1، ص 407، حدیث نمبر: 1495، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاضاحیہ، ج 1، ص 255)

حلیہ: 7556 اور قولہما صحیح الامام، السنن الکبریٰ للشیخ، ج: 2، ص: 288، حدیث نمبر: (18970)

وہیں یہ بات ملے گی۔ تاہم ایک شخص لکھتا ہے کہ قرآنیوں نے قرآن کو مانا اور اس کے ظاہر اور باطن میں یہ چیز راقبہ بھی نہ پائے کہ آپ کی قرآنی ہادی طرف سے بھی ہو چکی ہے۔ لہذا آپ سے عرض کروں کہ حضور آپ میں کیا ضرورت رہی؟ لکھنؤ کے کتب خانوں میں بھی یہ خیال نہ آیا۔ اگر تاہم آج 1400 سال کے بعد تحقیق کرو۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرآنی

آپ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اور قرآنی کا وقت آ گیا۔ پس ہم اونٹ میں سوار ہو گئے۔ اس وقت میں سوار ہوئے۔

(اصحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب من لا یستحب ان یشرب الخمر، ج: 1، ص: 244، حدیث نمبر: 3246، جامع ترمذی، ابواب الاحکام، باب الاثم الک فی الاثم، ج: 1، ص: 408، حدیث نمبر: 1502)

یہ قول الہی بیت کے سرکردہ بزرگ جن کا قرآنی کرنا ثابت ہے۔ اب ہم یہ سوچتے ہیں کہ اس میں کیا اور ان ہی کے خلاف کرتی ہو۔ لہذا یہ تھا کہ ان کے باوجود طاقت اورنے کے وہ حضرت قرآنیوں نہ کرتے ہوں۔ بلکہ سب مسلمانوں میں یہ سنت جاری تھی۔

قرآنی قرون اولیٰ سے ملت متاثر ہے

ان کے مرضی اللہ سے اس سیر میں نے سوال کیا کہ کیا قرآنی واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ حضور ﷺ بھی کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد مسلمان بھی کرتے تھے، اس میں شک نہ ہے۔ (مسند ابن عباس، ابواب الاحکام، باب الاثم والنجاسۃ، ج: 1، ص: 226، حدیث نمبر: 3124)

اور قرآنی میں ہے کہ سوال کرنے والے نے وہ سوال کیا آپ فرمائے گئے۔ جس میں صحت ہے؟ نہ کہ یہ بھی قرآنی فرماتے اور مسلمان بھی آپ کے بعد کرتے۔

(جامع ترمذی، ص: 408، حدیث نمبر: 1506) بلکہ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھی روایت فرماتے تھے۔ اور میں بھی روایت کرتا ہوں۔

(اصحیح بخاری، کتاب الاثم، باب الاثم الک فی الاثم، ج: 2، ص: 283، حدیث نمبر: 5233)

یہی ممکن کہ صحابہ کرام ایک ایک بار دو قرآنیوں کرتے تھے۔ بلکہ اپنے بھائی کو بھی قرآنیوں کرنے کا حکم فرماتے۔

حضرت الامام ابو اشعرؓ نے اپنی بیٹی کو فرمایا کہ وہ اپنے باپوں سے اپنا قرآنیوں کر لے۔

(اصحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب من لا یستحب ان یشرب الخمر، ج: 2، ص: 234، السنن الکبریٰ للشیخ، کتاب الاثم، باب من لا یستحب ان یشرب الخمر، ج: 1، ص: 383، حدیث نمبر: 18636)

پس یہی بات صحیح ہے جو ہم اہل سنت نے فرمائی اور بعد کے نقل کئے۔ یعنی آپ ﷺ کی ہر اور امت اور اہل بیت کے ان افراد کو تو اب میں شریک کرتا ہے جن کو یہ طاقت نہ ہو۔ نہ کہ ہر فرد کو کافی ہو۔ خواہ وہ صاحب ثروت ہی کیوں نہ ہو۔ اور حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما قرآن کا بھی بیعت کیا مطلب ہے کہ ہم نیک بائع کے جو لوگ بھی اس قائل نہ تھے۔ ان کے لئے یہ قرآنی کفایت کر لگی۔

آخر میں ایک حدیث مبارک پیش کرتا ہوں جس میں یہ وضاحت ہے کہ قرآنی قرآنیوں صرف ان لوگوں کی طرف سے نہیں ہوتا تھا۔

سرکار ﷺ نے امت کے حلقہ دست لوگوں کو ثواب میں شریک فرمایا
 ﴿يُوسِعُ اللَّهُ وَآلَهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ خَلَا غَنِي وَعَشْتَن لِمَ يُنْجَحُ مِنْ أَمْنِي﴾

آیت سے ظاہر قریبی کرتے وقت فرمایا یشیع اللہ واللہ اکبر اسٹالہ یہ قریبی میری
 طرف سے اور میری امت میں سے ان لوگوں کی طرف سے جو قریبی نہ کر سکیں (قول فرما)

(جامع ترمذی، ابواب الاحادیث، باب ما جاء ان اللہ طوا حلقہ، ج: ۱، ص: ۸۰۹، حلیت
 لیسر: ۱۵۲۱، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاحادیث، ج: ۱، ص: ۲۵۴، حلیت
 لیسر: ۷۵۵۳، نور العریضات، صحیح الامام، ج: ۱، ص: ۱۰۰، کتاب الصحاح، باب فی الشاف
 یضیعی بہا، ج: ۲، ص: ۱۰، حلیت لیسر: ۲۸۱۲، البیاضی، کتب تحقیق، کتب مطابقی، صحیح میر
 ورواہ طحاوی و احمد ایضاً)

قرآن وحدیث کے مقابلے میں الجبریا کے صدر کا حکم کوئی وقت نہیں رکھتا
 مضمون نگار نے لکھا کہ الجبریا کے صدر نے حکم کیا ہے کہ پہلی آدم کی طرف سے صرف ایک
 قرآنی کیا جائے۔

قرآن کا سارا سا جواب ہے کہ تم اس حدیث رسول ﷺ اور آپ کے دس سالہ واقعی عمل اور سنت جاریہ
 کے مقابلے میں کسی کے حکم کو کوئی وقت نہیں رکھتا۔

حضرات شیخین (شیخین) کا قریبی نہ کرنا غنی نہ ہونے کی وجہ سے تھا
 مضمون نگار نے لکھا کہ حضرات شیخین (سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما) قریبی
 نہیں فرماتے تھے جس سے معلوم ہوا قریبی لازم نہیں۔

اس بات کا جواب دیتے ہوئے ملک اعظم ابو بکر بن مسعود کا مائی (المتوفی ۵۸۷ھ)
 فرماتے ہیں کہ انھیں حدیث اللہ سے بعد کہتے تھے اس سے شرفاء ہی پوری نہ ہوتی۔
 (دلائل الصالحین فی توفیق الفضل، کتاب التصحیح، باب حلقہ التصحیح، ج: ۱، ص: ۵۳، حلیت)

بہرہ ضعیف کہتا ہے کہ صرف اہل حق نہیں بلکہ حقیقت ہے جو سچا ہے اعلانیت ملتا ہے
 کیے لکھانہ کی شان احادیث سے بعد ہے کہ آیت کو پورے دس سال ایک عمل کرتا ہوا تکرار پور
 پھر یاد جو طاقت ہونے کے ترک کر دیں۔

اور حضور ﷺ فرمایا کہ جو طاقت پائے اور قرآنی نہ کرے تو وہ ہماری جگہ، کھلیت نہ
 آئے اور یہ حضرات یاد جو طاقت کے بکارت کریں اور ہوں بھی صف اول میں۔ اور جب اللہ عز
 وسوتر پائیں کریں اور شیخین طاقت ہونے کے ہونے ایک بھی نہ کریں۔

کھانے کیا خوب کہا ہے۔

سنت چائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث اللہ سے بقدر ضرورت لیتے تھے

اس بات پر ایک واضح روایت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، خود فرماتے ہیں کہ کثر اپنی
 ذات کو اس حدیثی کے مال (یعنی حوام کے مال میں) ختم کے والی کے وجہ سے روکتا
 ہوں۔ اگر آپ کو اس سے بے ضرورت پاتا ہوں تو چتا ہوں اور طہارح اولیٰ تو شرعاً ہے
 لیتا ہوں۔ پھر جب دست پاتا ہوں تو ادا کر دیتا ہوں۔

(التفسیر خازن، بیضاوی، کتب، ابن کثیر، روح المعانی، موسوعہ بحث آیت ۱۸، رسم
 منہج و شام)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا قریبی ترک کرنا اس لیے تھا کہ لوگ فرض نہ سمجھیں
 مضمون نگار نے لکھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی قریبی نہیں کرتے تھے۔ قرآن کے
 جواب کے لیے یہی شریک کے الفاظ لا کھڑا کریں۔ آپ فرماتے ہیں، یعنی لا ذیغ و لا صبح
 وَلَيْفَ لَتُؤْمِرَ بِفَعْلَةٍ آتَى بِوَيْدٍ جَوَافِي فَهَ خَسَمَ غُلِيْلًا

یعنی میں نے قریبی چھوڑ دیا ہوں حالانکہ میں اللہ سے اس خوف سے کہ نہیں کرے

پڑھنے کے لیے گمان نہ کریں وہ کچھ پڑھنے پر آمادہ ہے۔

(السبحہ الفکر علی السبیل، ج ۱، ص ۲۸۵، جہت نمبر ۱۹۵۱۱)

اس میں جتنی بیش تر کمال حاصل کرے، اتنی ہی کوئی اضافہ قطعی طور پر ضروری نہیں ہے۔
دوم کے تحت بھی یہ بتا دیا کہ اس حدیث میں آپ کے کلام میں کمال احتیاط پائی جاتی ہے کہ
کچھ بڑے اس راوی میں سے پڑھنے سے فرسائی ہوئے نہ رہیں۔ کیونکہ یہ احتیاطی حکم ہے۔
مگر فرق ملاحظہ نہ کی جائے۔

جیسے کہ آپ ﷺ نے قرآن کی دینی جماعت کو ترک فرمایا تھا (بیکس مکتبہ دار الفکر) اس
سے نہ تو معاملت ثابت ہوئی اور نہ ہی عقلی کا ترک کرنا۔ ورنہ فاروق اعظم اس کی جتنی سے
جماعت کا نہ ہی حکم فرماتے اور نہ ہی کتاب پڑھنے سے اس پر عمل کرتے۔ لہذا فقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قربانی کی وضاحت

معلوم ہو گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی قربانی نہ کی تو اس کے جواب
کے لیے ہم حدیث کے الفاظ کو سامنے رکھتے ہیں۔

وَأَمَّا عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَجَسَّاءَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِذَا خُطِبَ أَوْ خُطِبَ
أَعْطَيْنَا سَبْعِينَ سَبْعِينَ لَقَاءَ أَهْلِ بَيْتِهِمَا لَمْ يَخْلُفَا وَآخِرُ النَّاسِ أَنَّهُ أَهْلُ
بَيْتِ عَبَّاسٍ

کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب عید الاضحیٰ ہوتی تو اپنے غلام کو روکھو اور ہم دیکھتے اور فرماتے ہیں کہ
گوشت خرید کر لاؤ اور لوگوں کو فرو کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قربانی فرمائی ہے۔

جواب نمبر ۱۰: مضمون نگار نے بھی ذکر کرتے کا مضمون تھا کہ اذا خُطِبَ کے الفاظ سے
ترجمہ ہے۔ حالانکہ یہ الفاظ کام کے بیشتر ہونے پر تو دل ہوتے ہیں۔ نہ کہ قطعی دوام پر کیونکہ
تھکان صرف کسی کام کے زیادہ مضمون میں طبعی ایمان و قرآن پر دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد

۸ ص ۱۹۴) اور اذا وقت بھی یہ کہ گویا یہ قضیہ پہلے ہوا جس میں افراد کے قریح کا کوئی تھکان
نہیں ہے۔

دیکھیں ائمہ اربعین حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

«خُشْتُ أَنْ يُحْبِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَائِضٌ فِي كَيْسِ
بَيْتِ مِثْلِ أَبِي بَكْرٍ مِمَّا كَانَ يَكُونُ فِي كَيْسِ أَبِي بَكْرٍ»

اب اس کا ہر کہ مطلب نہیں کہ میں بیش تر میں کی حالت میں کبھی کرتی تھی کہ اس کے غیر
میں نہیں تھا بلکہ حدیث میں لکھا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ میں ہوا جو میں نے گروہ کا سامنے
موجود نہیں۔

دیکھیں شکل برقی ص ۱۱ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خُطِبَ
بِالسَّبْعَةِ الْخَمْسَةِ يَنْدُبُهُ» کہ آپ ﷺ جب سچے سچے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے
اجرا فرماتے (یعنی دونوں ہاتھوں کو اوپر سے گھیر لیتے) کہ اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ آپ بھی
بھی مسجد میں کسی اور حالت میں نہیں بیٹھے۔

تیسری حدیث دیکھیں:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خُطِبَ قَطَعَ مَرْثِيَةً فِي كِتَابِ صَلَاتِهِ
(کوئی چیز پیچھے ہٹے کہ وہ چاہے اس لیے آپ اگر کھان "کوہام کے لیے دیکھ تو مہارت
درست نہیں ہوگی کہ نہ کہ شکل ص ۱۷ اور ۱۸) ہے۔ «كَانَ يُنْقَضُ فِي الْإِثْمَةِ» کہ
آپ ﷺ میں مہارت نہیں لیتے۔

اگر بیش تر میں اور ہوتو وہ قطعاً اور اگر وہ ہوتو میں قطعاً۔

جواب نمبر ۲: سید ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مسلک یہ کہ قربانی مستحب ہے۔ لہذا آپ
اس کے اہتمام کیلئے بھی یا عبادت کیا کرتے۔ باقی دوسرے غریبے ہونے گوشت کو قربانی

فرمایا کہ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اپنی قربانی ہوگی ورنہ قربانی کو ذبح کرنے، دہنا کرنے، انکے سوا یاں بنے، اور کھانے، پینے، اسی طرح کھانے، پینے کے لیے اس کا مطلب یہ ہے کہ؟
جواب نمبر 3) ممکن ہے کہ آپ کے پاس ان احکامات میں ربط و تعلق ہو جو آپ اسی قدر گوشت کو خیرات کر کے انکار ادا کرتے ہوئے ہیں۔ اور جیسے حضور ﷺ نے حرامت کو (خیریت کے لیے) قربانی فرمایا۔ ایسے ہی آپ نے فرمایا ورنہ کیے ممکن کہ آپ خود ہی

وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ مِّنَ النَّفْثِ الْوَسْوَاسِ الْخَافِضِ

آیت کی تعبیر میں ہی فرمائی کہ جوڑے آٹھ۔ دھنڈ گائے اور بھیڑ بکری سے ہے طاقت کے مطابق (ان کی قربانی ہے) جوڑا ہو گا وہ افضل ہو گا۔ یعنی خود ہی فرمائی کہ یہ جانور مقرر ہیں اور خود گوشت خرچ فرمائیں کہ یہ قربانی ہے۔

نیز خود ہی آپ نے روایت فرمایا کہ حضور نے ۱۰۰ سو روپے ذبح فرمائے۔ بعض جلد ۹ ص ۱۰۷ اور خود ہی اہل سنت میں نیز خود ہی وہ انس خیر کی تعبیر فرمائی۔ ”الاصحیح“ یعنی قربانی ذبح کر کے (وہ نہیں سوراخ کوڑ آیت 2) اور خود ہی نکالت کریں۔ نہیں لکھا بلکہ آپ نے نہ سب کی بقا و اس حدیث پر مبنی۔

وَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ مِّنَ النَّفْثِ الْوَسْوَاسِ الْخَافِضِ
 النَّفْثُ وَالْوَسْوَسُ وَكَهْنُ النَّفْثِ
 قربانی، ورنہ نماز چاشت۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، باب الاصحیح، ج: ۵، ص: 264، حلیت نمبر: 19583)
 مگر امام صاحب کے نزدیک جیسے ورنہ واجب، ایسے ہی قربانی کی تکمیل فرماؤں کے مقابل میں نفس سے مراد امت بھی ہو سکتی ہے، اور سب بھی، اللہ بھی، اور اللہ سب کو شامل ہو گا ہے۔

باقی رہا اس وقت صبح کے بعد گوشت بھرا یا اور اب نہ سکتا تو یہ کوئی دلیل نہیں کہ لوگوں کا

بھریاں مسنونہ نہ ہو، بلکہ یہ اختلاف زمانہ ہے یعنی اس وقت کھڑوگوں میں رسالت ہوئی تھی، بلکہ اقل قدر حمل میں، لہذا پھر انداز قربانی کر پائے اور جیسے ضرورت یا نذر سے خرید لیے ہوئے۔

اگر اس حقیقت کی گنجش کو تسلیم نہ ہو تو آج سے تقریباً چھ سو برس کی روایات کے حامل کا مطالعہ کریں، اللہ تعالیٰ بے حد مدد دے گا، جو حد نے عرض کیا۔ بلکہ اکثر احادیث کی روایت سے استفادہ کریں تو واضح طور پر پائے گا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گوشت و خمر کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی اور وہ صرف گوشت کی کھجور کی حد سے بھی تو کیا یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانی کی کھجور کی حد تک نہیں؟

وہ بالکل رضی اللہ عنہم یا کسی اور صحابی کا فرمان کہ قربانی عقلی ہے تو اس قسم کا اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کی مسائل میں پہلایا جاتا ہے، ہر کسی اہل علم پر پابند نہیں، اسی لیے تو مجتہدین حضرات کی فتویٰ ہے تاکہ وہ تمام مختلف روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حلال کی قوت و ضعف کے لحاظ سے فیصلہ کریں اور آخر مجتہدین کے فرمان کو محض جوش خدمت کے ساتھ مانیں گے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرض لے کر قربانی کرنے کی اجازت عطا فرمائی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے آپ (نبی کریم) نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں قرض لے کر قربانی کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں اور عرض اللہ کی طرف سے آیا کیا جائے گا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج: ۵، ص: 262)

اور محمد کریں کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا تو قرض لے کر بھی قربانی کرنا چاہیں اور حضور ﷺ

اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ مگر یہاں صاحبِ ثروت ہوتے ہوئے بھی بارِ خاطر ہے۔ کیا کوئی
قائمانے اجماعِ وحدت ہے؟

۔ خود ہی کہیں جو ہم کہیں گے تو گھبرو گا

یہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریح لکھ کر قرآنی کرتے۔ (ابن کثیر و کوثر ۱۱)

کیا ام المومنین رضی اللہ عنہا کو عظیم شہ قدا کہ یہ مستحب ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک قرآنی ہادی
طرف سے کافی ہو چکی ہے یا نہیں لیکن ملکِ چند سرگوشٹ ہی کافی ہے یا نہیں بلکہ کوئی چیز یا چارہ
دے دے دی۔ تو بھی کافی ہے؟ آخر قریش لینے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن وہ تو جاہلی تھیں کہ قرآنی سے
ایک ایک مال کے بدلے نیکیاں۔ خون گرنے سے پہلے سب گناہ معاف۔ یہ وہی اللہ تعالیٰ کی سب
سے بڑا عمل اور اہم علیہ السلام کی سنت۔ لیکن سرکارِ پرورداری ہوتا۔ یہ سب کچھ صرف اللہ صرف بھی
حاصل ہو سکتا ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی بتا کر میں تم اور تم بھائی کو ذبح کیا جائے وہ شگشگ۔

نصوص: اس حدیث پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اٹھ احادیث لکھی ہیں کہ ہر ایک کی حضرت سیدہ
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مناجات اور ملاقات ثابت نہیں۔ جب کہ ہر ایک کو پیش کرتے ہوئے ابن کثیر
و عقیلی علیہ الرحمۃ نے تین بیہاد یہ کے 363 پر لکھا ہے۔ "عقد ہر المصلیٰ علیہ
عبد الرحمن بن رافع من علیہ علیہ الانتصار علی المصلی مقبول من العاصمۃ" یعنی
ہر مقبول ہیں اور وہ ہر خاص سے ہے۔ تو جب وہ مقبول یعنی قابلِ امان ہوتے۔ تو انہوں نے
جس مرد کی عزت کو ترک کیا ہے اسے اگر قابلِ اعتراف سمجھتے تو اس سے روایت نہ کرتے یا اس کی
تصریح کرتے۔ ایک جنہوں کا مرد کی عزت کو ترک کرنا اس کے قابلِ اعتراف ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔
(دیکھیں تحفۃ الفقیر وغیرہ کتب صحابی حدیث، اس حدیث کا نقل احمد بخاری۔)

یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگرچہ ایک شخص ایک ایک مقام کے
لیں لیکن وہ فقیر و مسکین یا مجتہد صاحبِ برہان و عظیم ائمہ میں سے نہ تھے۔ یعنی ہر احادیث سے

ایک علم استعمال کر سکتے ہوں۔ اور ان کے چارہ ذبح کرنے والا مکمل 57 آیت کے اس مال اور
حضرت علی کے ذہنی تجربے معمول اور تمام مسلمانوں یعنی صحابہ کے عمل اور سنت جاری ہے (جو کہ
ایک فقیر صحابی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کو "مستور" بھی کرتے تھے اور آپ
کے بعد مسلمان بھی کرتے ہیں اور سنی سنت جاری ہے۔" ثابت ہے کہ اسے قابلِ ہرگز
نہیں اور سکتا۔ اگرچہ صحیح ترین روایت سے بھی ثابت ہو گا ان کی صحت کا عمل کم نہیں۔ کیونکہ
اس کی سند اور عقل حد کتاب حدیث کا حال بھی نہیں دیا گیا۔

اہل حدیث کا عمل اسوادِ عظیم کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا

مضمون نگار نے لکھا کہ اہل حدیث کا ایک گروہ بھی جو سنت ذبح کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ
اہل حدیث کا ایک گروہ عقل آپ کے گناہوں سے روایت پر عمل کرتا ہے اگر آپ کو عظیم ہو گا۔ کہ
یہی دعاؤں کے مقابلہ میں ایسا ہے کہ وہوں کا کوئی کام نہیں۔

دیکھیں فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بالجماعۃ یعنی یو یو یا جماعت کی اجماع اختیار کرو۔

(جامع ترمذی، ارباب الفضل، باب لزوم الجماعة حدیث نمبر: 2165)

اور فرمانِ ائمہ علیہ السلام علی الجماعۃ علیہ کہ اللہ کا تمہاری جماعت ہے۔

(جامع ترمذی، ارباب الفضل، باب لزوم الجماعة حدیث نمبر: 2166)

اور فرمانِ ائمہ علیہ السلام لا تعظموا عظیم یعنی یو یو یا جماعت کی اجماع کرو۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، ج ۱، ص ۲۰۱، حدیث نمبر: 395، ابن کثیر)

امام ابن ماجہ نے روایت کیا کہ ابن ماجہ (کتاب الفضل باب السواد الاعظم حدیث نمبر: 3958)

نہیں ثابت ہوا کہ ایسے عمل گروہ کی اجماع کسی صحت میں بھی ذریعہ ہدایت نہیں ہو سکتی۔

قرآنی سے متعلق ائمہ مجتہدین کے اقوال

آخر میں ملاحظہ ہو۔ یہاں صاحبِ مجتہدین رضی اللہ عنہم امام بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت ابو

الحبيب صلى الله عليه وسلم من عمره **نصف** کے پاس حاضر ہوئے۔ تو حضرت ابن عمر **رضی اللہ عنہما** نے فرمایا کہ شاید قرآنی کو فرض و لازم خیال کرتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ لیکن قرآنی اجر اور ثمرہ اور صلہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! واللہ! انکرت اللہ علیہ! (ع: 2، ص: 258)

اس روایت کے بعد امام بخاری نے لکھا:

﴿قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَدُّ وَالْقَوْلُ فِي الصَّحَابَةِ مَا هَذَا أَوْ تَكُونُ وَاجِبَةً لِقَوْلِهِ عَلَى نَحْوِ أَخِيهِ صَبِيحٍ أَوْ تَكُونُ لَا يَخْضَرُ غَيْرُ شَيْءٍ غَنَ نَحْوِ أَخِيهِ﴾

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

نصیب 1 قرآنی کے سنت یا واجب ہونے سے کوئی قول باہر نہیں۔

نصیب 2 ادھر چھوٹے بڑے کے ذمہ ہے۔ (بخاری)

نصیب 3 کم از کم بھڑکی کے سامنے کسی ایک کی طرف سے بھی جائز نہ ہوگی۔

لیجئے جناب امام شافعی رحمہ اللہ نے ہر باتوں کا فیصلہ فرمادیا۔

نصیب 4 قرآنی نہیں مستحب نہیں۔ لگہ اجنب یا کم از کم سنت ہے۔

نصیب 5 ہر ایک ذمہ سنت کا ہے یا واجب کا ہے لیکن اگر ایک کہنے والے کے ساتھ ساتھ لگے ہو جائے

نصیب 6 گوشت، چاندنی وغیرہ جائز نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول

﴿قَالَ مَالِكُ الصَّحَابَةُ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلَا أُجِبُ إِلَّا خِدْمَتُ قُرَى

عَلَى تَمِيمٍ أَنَّهُ يَنْتَهِي﴾ (موطا امام مالک، جلد 1 ص: 322)

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ قرآنی سنت ہے واجب نہیں۔ اور میں کسی ایک کیلئے بھی ہلکا نہیں کرتا کہ اسے ترک کرے جبکہ اس کی قیمت ادا کرنے پر قادر ہو۔

لیجئے حضور! 1 امام مالک رحمہ اللہ نے لکھا کہ آپ نے فرمایا: اگرچہ واجب تھا۔ مگر میں اس کی نظر نہ کیا۔

2 ہر کسی ایک کیلئے بھی ترک کرنا آپ پر بند کر کے پارسے ملک یا دوسرے علاقے کے لئے ایک ہی کافی ہو سکتی تو یہ فرمادیا۔

امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام ابو حنیفہ حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآنی کا واجب ہونا اور کم از کم مقدار ایک بھڑکی اور ہر صاحب منصب پر لازم ہونا ظہر من الشمس ہے جس کے بیان سے فقہی کی کوئی بھی کتاب باطل نہیں۔

یہ فقہ معمول نگار نے اپنی قدر و لائق اپنے دھرم سے پریش کئے تھے لہذا ان ہی کی تردید پر اکتفا کیا جاتا ہے اور بوجہ طوالت باصطلاحات و تجرید لائق و جہالت سے اعراض کیا جاتا ہے۔

﴿وَأَنْ يَكُنْ فَتَكُنْ هَذَا آخِرُ مَا نَزَّلْنَا بِتِلْكَ الْبُيُوتِ لِلَّهِ تَعَالَى أَكْمَلْتُهُ فَوَيْلٌ لِلَّهِ وَ

بَيْتِ الْإِسْلَامِ وَهُوَ خَيْرُ الْمُحْسِنِينَ وَمَوْلَى الْمُسْتَوْفِينَ﴾

عَلَّمَهُ الْوَاحِدُ

أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَبِهِ

كَانَ الْقَوْلُ وَلَا خِيَابَ

المؤسس: هيئة العلوم الجامعية الشيعية الوحيدة البها برا الشريعة (مصر جودعا)

بروز ہو بعد از نماز عشاء: بتاريخ 1410ھ 20 / 12 / 1990ء

﴿وَأَمَّا خَيْرُ أَعْوَدَ لَنَا مِنْ الْعَصْرِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

ماخذ و مراجع

القرآن الکریم	المستدرک علی الصحیحین
تفسیر ابن کثیر	موطا امام مالک
تفسیر کبیر	سنن کبریٰ للبیہقی
تفسیر سخا	مسند امام احمد
تفسیر بغوی	المعجم الاوسط
روح المعانی	سنن دارمی
ذو منثور	سنن دار لطنی
صحیح بخاری	شرح معانی الآثار
صحیح مسلم	مجمع الزوائد
جامع ترمذی	البدائع والسنائع
سنن نسائی	نیل الاوطار
سنن ابن ماجہ	

مرکز تحقیقات اسلامی و اسلامیات
محکم الدین رحمانی

کے دیگر یادگار علمی کارنامے

جو تقریباً 20 سال سے جاری ہو رہے ہیں

مقالات ابو الفضل

خطبات ابو الفضل

فتاویٰ ابو الفضل

مکتبہ ضیاء القیوم

لاہور اسلام آباد شریعتی طور پر مجاز (سرگودھا)

Ph: 048-8872016, 0300-6032542